ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جولائی 2023ء جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 07

یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے

قربانی کی روح اور اس کے پیچھے کارفرما خدا کی رضا کے متلاشی رہیں

خطبہ عیدالاضحیٰ 2023ء سے ایک اقتباس

مؤرخہ 29/ جون 2023ء بروز جمعرات عیدالاضحیٰ منائی گئی۔ اس مبارک موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں نمازِ عید پڑھائی اور پُرمعارف خطبہ عیدالاضحیٰ ارشاد فرمایا۔ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف حکومتی سطح پر کی جانے والی مخالفت اور ظالمانہ پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”یہ عید قربانی کی عید بھی کہلاتی ہے، پاکستان میں تو احمدیوں کو اس عید پر جذبات کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کو مالی قربانی کی تو عادت ہے۔ اسی طرح اس زمانے میں جان کی قربانی کا بھی جتنا ادراک احمدیوں کو ہے کسی اور کو شاید ہی ہو۔ اس لیے جانوروں کی قربانی پیش کرنے پر جس قدر خوشی احمدیوں کو ہوتی ہے کسی اور کو نہیں ہوسکتی۔ جو احمدی اس قربانی کو ادا نہیں کر سکتے ان کی کیا جذباتی کیفیت ہوتی ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ لیکن پاکستان میں نام نہاد ملاں کے کہنے پر قانون کی آڑ لے کر احمدیوں کو ان جانوروں کی قربانی سے روکا جاتا ہے۔ گذشتہ دو تین سالوں سے پولیس اور انتظامیہ اس عمل کو ایک خطرناک جرم ثابت کرنے کی کوشش کرتی رہی ہے اور اس سال بھی یہی ہو رہا ہے۔ اپنے گھر میں بھی قربانی کرنے پر مقدمہ کر کے قید میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اب تو یہاں تک کہنے لگے ہیں کہ عید کی نماز پڑھنا بھی جرم ہے۔ پس بعض جگہ اس قربانی کے نہ کرنے سے جذبات کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ انتہائی خوف و ہراس سے گزرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ اس قانون کے متعلق ان کی ہی اعلیٰ عدلیہ نے یہ فیصلہ دیا ہوا ہے کہ چار دیواری کے اندر احمدی اپنے مناسک بجا لا سکتے ہیں۔

انتظامیہ کے افسران کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ بندوں کا خوف ہے۔ نہیں جانتے کہ ظلم زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ لوگ جو زیادتیاں کر رہے ہیں یہ ایک روز خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔ بہر حال احمدیوں کو چاہیے کہ اپنے جذبات کو اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ دعا میں بڑی طاقت ہے۔ حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی، دعا اور توکل ہی تھا جس نے ان کی مشکل کو دور کر دیا۔ پس ہمارا کام یہی ہے کہ عیدِ قربان سے قربانی کی روح اور اس کے پیچھے کارفرما خدا کی رضا کے متلاشی رہیں۔ تقویٰ ہی ہے جو ہماری ہر طرح کی قربانیوں میں کام آئے گا۔ یہی وہ سبق ہے جو حضرت ابرہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی سے ہمیں ملتا ہے۔ عید اور حج پر جانوروں کی ظاہری قربانیاں رکھ کر اللہ تعالیٰ نے یہی پیغام دیا کہ یہ قربانیاں تب قبول ہوں گی جب تقویٰ کے ساتھ یہ قربانیاں کی جائیں“۔

”پس اسلام جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے اس پر بھی ان مذہب کے ٹھیکیداروں نے اجارہ داری قائم کر لی ہے اور کوئی احمدی اسلامی شعائر کی انجام دہی نہیں کر سکتا کیونکہ ان نام نہاد مذہب کے ٹھیکیداروں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ بہر حال اگر احمدی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی حالتوں کے جائزے لینے ہوں گے۔ اگر ہمارے اندر تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہمارا ہر فعل ہے تو اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال اور کیفیت جانتا ہے وہ جانوروں کی قربانیوں کے بغیر بھی ہمیں قربانیوں کا اجر دے سکتا ہے“۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 3 جولائی 2023ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

ایک دفعہ جب محرّم کا مہینہ تھا، سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بچوں کو اپنے پاس بلا کر فرمایا: ’’آؤ مَیں تمہیں محرّم کی کہانی سناؤں‘‘۔ پھر آپ نے بڑے دردناک انداز سے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے واقعات سنائے۔حضور علیہ السلام کے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپؑ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رَواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:

’’یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا‘‘

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کے درد و کرب کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ’’اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بے چین ہو رہا تھا‘‘۔ (سیرۃ طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 31)

طاقتور اور کمزور کے درمیان ظلم وستم کا رشتہ آغاز سے ہی رہا ہے۔ عام طور پر طاقتور کے سامنے کمزور گھٹنے ٹیک دیا کرتا ہے مگر بہت سے واقعات ایسے بھی ہیں جن میں کمزور نے ظلم و بربریت کو برداشت تو کرلیا مگر باطل کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں اگرچہ وہ اپنی جان سے تو ہاتھ دھو بیٹھا مگر ہمیشہ کے لیے اَمر ہوگیا۔ اس کی ایک بہت بڑی مثال حضرت امام حسینؓ کی ہے جنہوں نے اپنے نانا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ ”ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے“ پر عمل کرتے ہوئے نہایت درجہ جرأت و استقامت کا مظاہرہ کیا اور اس راہ میں اپنی جان تک کا نذرانہ پیش کر دیا اور تاریخ میں اپنا مقام پیدا کر کے اُمّت کو یہ سبق دے گئے کہ کبھی کسی باطل قوّت کے سامنے نہیں جھکنا، اس راہ میں جان کی کیا پروا، جاتی ہے اگر تو جانے دو، آپؓ کلمہ حق کا جو عَلَم بلند کر گئے، اُسے آج تک ساری اُمت کسی نہ کسی رنگ میں بلند کئے ہوئے ہے۔

غالباً حضرت امام حسینؓ کی یہی قربانی، یہی جہاد اور یہی جرأت و استقامت تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بے انتہا محبت تھی یہاں تک کہ آپؐ دعا کیا کرتے تھے کہ اے میرے پیارے اللہ! میں ان سے محبّت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبّت کر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آپؐ کی اتباع میں حضرت امام حسینؓ کے لئے اپنے قلب و روح میں بے پناہ محبّت رکھتے تھے یہاں تک کہ ”خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است“ آپ کی منتہائے آرزو تھی۔ آپ اسی کیفیت میں محو ہو کر کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ پس آج ہمارا بھی فرض ہے کہ اس سنّت پر عمل کرتے ہوئے حضرت امام حسینؓ کی اس عظیم الشان قربانی کے پیش نظر کثرت سے درود شریف کا ورد کریں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ محرّم کے مہینہ میں اس بزرگ شہید کے ساتھ اظہارِ محبّت و عقیدت کا یہ بہترین طریق ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

لاإله إلا الله محمد رسول الله

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

ذوالحجہ / محرّم 1444 ہجری قمری جولائی 2023ء | جلد نمبر 24 | شمارہ نمبر 07 | وفا 1402 ہجری شمسی

فہرست مضامین

قال اللہ جلّ جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام	04
تبرّکات: کامیاب حضرت امام حسینؓ ہوئے نہ کہ یزید	05
نظم: دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو	06
خطبہ جمعہ: محرّم اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	07
شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	13
منظوم کلام: دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل بَرمانے دو	21
تعارف کتب: سنگم	22
سیرت و سوانح حضرت حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب	23
ماہ محرّم کیسے گزارنا چاہیے	26
تاریخ جرمنی	28
جرمن ترجمہ قرآنِ کریم کی اشاعت اور اہم شخصیات	29
20 واں سالانہ ریفریشر کورس دارالقضاء جرمنی	32
روحانی خزائن کے ترجمہ میں جرمن زبان کی اوّلیت	33
مجلس انصاراللہ جرمنی کا 42 واں سالانہ اجتماع	35
جماعتی سرگرمیاں: آگے بڑھتے رہو دَمبدم دوستو!	36
ادبی سرگرمیاں: تم چلے جاؤ گے یادرہ جائے گی	37
حالات حاضرہ: ملکی و عالمی خبریں	39
دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی	40
حالات حاضرہ: جرمن امیگریشن قانون کو پرکشش بنانے کی سیاسی کوشش	41
کارکنان جماعت احمدیہ جرمنی کا سالانہ عشائیہ	43
یادِ رفتگاں: ''اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اُڑایا ہم نے''	47
بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات و دعائے مغفرت)	48

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ وگزشتہ شمارے مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722
PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

33

04

07

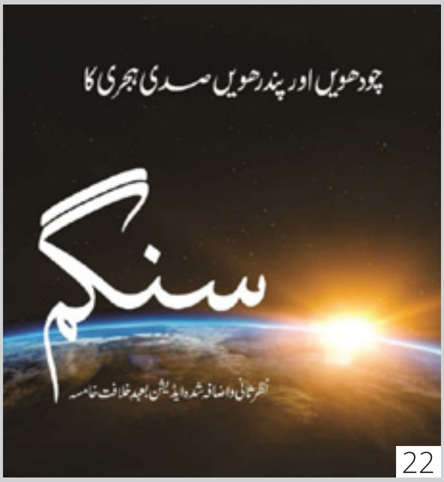

22

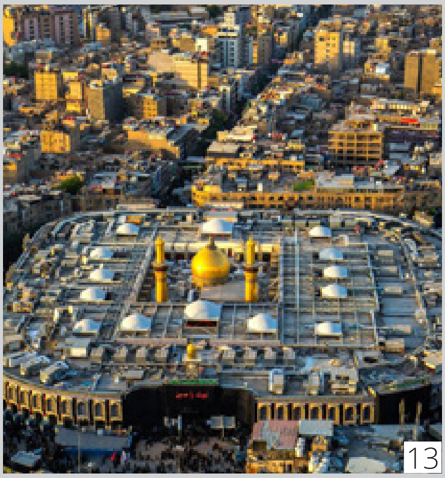
13

37

45

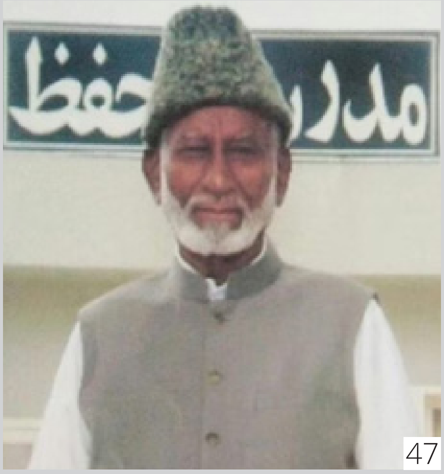
47

39

41

28

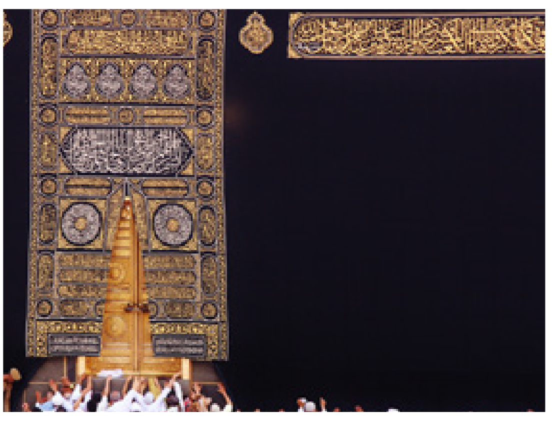

قال اللہ جل جلالہ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

(الاحزاب:24)

مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اُسے سچا کر دکھایا۔ پس اُن میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منّت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز (اپنے طرزِ عمل میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللهِ نُجَيٍّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ... قَالَ: قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَغْضَبَكَ أَحَدٌ؟ مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيضَانِ؟ قَالَ: بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 12419)

عبداللہ بن نجی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے... تو انہوں (یعنی حضرت علیؓ) نے کہا: میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اس حال میں کہ آپ کی آنکھیں اشک بار تھیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کسی نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ آپ کی آنکھیں کیوں آنسو بہا رہی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کی آمد سے قبل جبریل امین میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں، انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین کو دریائے فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسینؓ بوجہ اس کے کہ اُس نے خلیفہ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔ لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے مُنہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں... بہر حال مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مؤمن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مؤمن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 374 اشتہار نمبر 272 ایڈیشن 2019ء قادیان)

تبرّکات

کامیاب حضرت امام حسینؓ ہوئے نہ کہ یزید

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحبِ عفّت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے … سو اہلِ معرفت اور حقیقت کا یہ مذہب ہے کہ اگر حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفلی رشتہ کے لحاظ سے آل بھی نہ ہوتے تب بھی بوجہ اِس کے کہ وہ روحانی رشتہ کے لحاظ سے آسمان پر آل ٹھہر گئے تھے۔ وہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مال کے وارث ہوتے۔ جبکہ فانی جسم کا ایک رشتہ ہوتا ہے تو کیا روح کا کوئی بھی رشتہ نہیں؟ بلکہ حدیث صحیح سے اور خود قرآنِ شریف سے بھی ثابت ہے کہ روحوں میں بھی رشتے ہوتے ہیں اور ازل سے دوستی اور دشمنی بھی ہوتی ہے‘‘۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 366-364 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’اللہ کی راہ میں جو مارا جاوے اسے احیاء کہتے ہیں اور تین طرح سے وہ زندہ ہوتے ہیں جن کو ایک جاہل بھی سمجھ سکتا ہے اور متوسط درجہ کے آدمی بھی اور ایک مومن بھی سمجھ سکتا ہے … شہید کے بارے میں خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تم میں سے مَرے گا اس کا بدلہ لیا جاوے گا … ایک جاہل بھی سمجھ سکتا ہے … کہ جب میدان ہاتھ آوے اور فتح ہو جاوے تو مُردوں اور مقتولوں کو مُردہ اور مقتول نہیں سمجھتے اور نہ ان کا رنج و غم ہوتا ہے۔ میرا اپنا اعتقاد ہے کہ شہید کو ایک چیونٹی کے برابر بھی دَرد محسوس نہیں ہوتا اور مَیں نے اس کی نظیریں خود دیکھی ہوئی ہیں‘‘۔ (البدر 20 مارچ 1903ء صفحہ 69)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’بعض لوگ پوچھ بیٹھا کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ کیوں ناکام ہوئے اور یزید کیوں کامیاب ہوا۔ حالانکہ اگر غور کرتے تو یزید باوجود مال و دولت اور جاہ وحشم کے ناکام رہا اور حضرت امام حسینؓ باوجود شہادت کے کامیاب رہے۔ کیونکہ ان کا مقصد حکومت نہیں بلکہ حقوق العباد کی حفاظت تھا۔ تیرہ سو سال گذر چکے ہیں مگر وہ اصول جس کی تائید میں حضرت امام حسینؓ کھڑے ہوئے تھے یعنی انتخاب خلافت کا حق اہل ملک کو ہے، کوئی بیٹا اپنے باپ کے بعد بطور وراثت اس حق پر قابض نہیں ہوسکتا۔ آج بھی ویسا ہی مقدس ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ بلکہ ان کی شہادت نے اس حق کو اور بھی نمایاں کر دیا ہے۔ پس کامیاب حضرت امام حسینؓ ہوئے نہ کہ یزید‘‘۔ (انوارالعلوم جلد 10 صفحہ 589)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’بصرہ کے گورنر ابن زیاد نے قاضی شرح کو دربار میں طلب کیا … اور اس سے کہا کہ آپ حسین ابن علی کے قتل کا فتویٰ صادر کریں۔ قاضی شریح نے انکار کیا اور اپنا قلمدان اپنے سر پر دے مارا اور اُٹھ کر گھر چلا گیا … جب رات ہوئی تو ابن زیاد نے چند تھیلیاں زر کی سونے کی اشرفیوں کی اس کے لیے بھیجیں۔ صبح ہوئی شریح، ابن زیاد کے پاس آیا تو … پھر وہی گفتگو شروع کی کہ قاضی شریح نے کہا کہ کل رات میں نے قتل حسین پر بہت غور کیا اور اب مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں (تھیلیاں لینے کے بعد) کہ ان کا قتل کر دینا واجب ہے چونکہ انہوں نے خلیفہ وقت پر خروج کیا ہے۔ پھر قلم اٹھایا اور فرزند رسولؐ کے قتل کا فتویٰ اس مضمون کا لکھا: ’میرے نزدیک ثابت ہوگیا ہے کہ حسین ابن علی دین رسولؐ سے خارج ہوگیا ہے لہٰذا وہ واجب القتل ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے خارج ہوگیا ہے اور واجب القتل ہے‘‘۔ قاضی القضاۃ سے گورنر نے اوپر کی ہدایتوں کے مطابق یہ فتویٰ لیا اور اُمت مسلمہ آج تک اس فتوے کو ردّ کر رہی ہے‘‘۔ (مشعل راہ جلد دوم صفحہ 688)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’محرّم میں محبّت کی اور باہم رشتوں کو باندھنے کی تعلیم دینی ضروری ہے اور جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے حقیقت یہ ہے کہ اوّل زور روحانی تعلق پر دینا ضروری ہے اور پھر جسمانی طور پر اگر تعلق ہے تو اس تعلق میں اضافہ ہوگا، کمی نہیں ہوسکتی یعنی جسمانی تعلق سونے پر سہاگے کا کام دے گا لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے روحانی تعلق قائم ہو اور روحانی تعلق پر زور دیا جائے پھر زائد کے طور پر جب جسمانی رشتہ دکھائی دے گا تو لازماً سب کو محبت ہو گی‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/جون 1994ء مطبوعہ خطباتِ طاہر جلد 13 صفحہ 466-447)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’حضرت امام حسینؓ نے جو حق کے اظہار کے نمونے ہمارے سامنے قائم فرمائے ہیں اسے ہمیں ہر وقت پکڑے رہنا چاہیئے۔ اور اگر ہم اس پر قائم رہے تو ہم اس فتح اور کامیابی کا حصہ بنیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مقدر ہے۔ ان شاءاللہ … اس مہینے میں درود بہت پڑھیں۔ یہ جذبات کا سب سے بہترین اظہار ہے جو کربلا کے واقعہ پر ہوسکتا ہے، جو ظلموں کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہنے کے لئے ہوسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا گیا یہ درود آپ کی جسمانی اور روحانی اولاد کی تسکین کا باعث بھی بنتا ہے‘‘۔ (الفضل انٹرنیشنل 31/دسمبر 2010ء صفحہ 6)

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو

جِس نے نفسِ دُوں کو ہمت کر کے زیر پا کیا
چیز کیا ہیں اُس کے آگے رُستم و اسفندیار

گالیاں سُن کر دعا دو، پا کے دُکھ آرام دو
کِبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ اِنکسار

تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو اُن کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار

چُپ رہو تم دیکھ کر اُن کے رسالوں میں سِتم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حالِ زار

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ، مت کچھ غم کرو
شدتِّ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

اِفترا اُن کی نگاہوں میں ہمارا کام ہے
یہ خیال، اللہ اکبر، کس قدر ہے نابکار

خیر خواہی میں جہاں کی، خوں کیا ہم نے جگر
جنگ بھی تھی صلح کی نیت سے اور کیں سے فرار

پاک دل پر بدگمانی، ہے یہ شقوت کا نِشاں
اب تو آنکھیں بند ہیں، دیکھیں گے پھر انجام کار

جبکہ کہتے ہیں کہ کاذب پھولتے پھلتے نہیں
پھر مجھے کہتے ہیں کاذب، دیکھ کر میرے ثمار

(انتخاب از درثمین، ''مُناجات اور تبلیغِ حق'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق قائم کرنا چاہتے تھے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 دسمبر 2010ء کا متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک شعر ہے کہ

وہ تم کو حسین بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں

یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو

یہ حضرت مصلح موعودؓ کی ایک لمبی نظم کا شعر ہے جس میں جماعت کو صبر اور حوصلہ اور استقامت کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ نظم آپ نے 1935 میں کہی تھی جب جماعت پر شورشوں کا زور تھا۔ بہر حال اس وقت مَیں اس نظم کے حوالے سے تو مضمون نہیں بیان کر رہا۔ اس شعر کے حوالے سے بات کروں گا۔ اس شعر سے اسلام کی تاریخ کا ایک دردناک اور ظلم کی انتہا کا واقعہ ہر مسلمان کی نظر میں آتا ہے۔ لیکن اس اندوہناک اور دردناک واقعہ کی حقیقت کا صحیح ادراک وہی کر سکتا ہے جو ظلموں کی چکّی میں پیسا جا رہا ہو۔ اس واقعہ پر ہمدردی اور غم اور افسوس کا اظہار تو بے شک ہر مسلمان کرتا ہے اور شیعہ صاحبان ہر سال محرم کے مہینے میں اس کا اظہار بھی اپنے طریقے کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور گو اس میں ہمارے نزدیک غلوّ کی حد تک بھی چلے جاتے ہیں لیکن بہر حال ان کا ایک اپنا اظہار ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اس ظلم کی حقیقت کو وہی سمجھ سکتا ہے جو ظلموں میں سے گزر رہا ہو اور آج اس زمانہ میں جماعت احمدیہ سے زیادہ کون واقعہ کربلا کا احاطہ اور تصور کر سکتا ہے۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ وہ تم کو حسین بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں۔ یہ دونوں فریق کون تھے؟ یہ دونوں کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھنے والے تھے یا پڑھنے کا دعویٰ کرنے والے تھے۔ لیکن ایک کلمہ کی حقیقت کو جانتے ہوئے مظلوم بنا اور دوسرا کلمہ کا پاس نہ کرتے ہوئے ظالم بنا۔ واقعہ کربلا بھی جس میں حضرت امام حسینؓ، آپ کے خاندان کے افراد اور چند ساتھیوں کو ظالمانہ طور پر شہید کیا گیا، اصل میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے واقعے کا ہی ایک تسلسل ہے۔ جب تقویٰ میں کمی ہونی شروع ہو جائے، ذاتی مفادات اجتماعی مفادات پر حاوی ہونا شروع ہو جائیں، دنیا دین پر مقدم ہو جائے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے کہ ظلم و بربریت کی انتہا کی جاتی ہے۔ اللہ والوں کا اللہ کے نام پر ہی خون بہایا جاتا ہے۔ یہ کتنی بدنصیبی ہے کہ کلمہ گو ہی کلمہ گوؤں کو ظلم و تعدّی کا نشانہ بنا رہے ہوں، زیادتیوں اور دکھوں کا نشانہ بنا رہے ہوں حتیٰ کہ معصوموں کا خون، بچوں کا خون بہانے

سے بھی گریز نہ کیا جا رہا ہو۔ خدا کے اور رسول کے نام پر خدا اور رسول پر جان، مال اور عزت قربان کرنے والوں کو دکھوں، تکلیفوں اور مصائب کا نشانہ بنایا جا رہا ہو۔ اس سے بڑھ کر ان لوگوں کی کیا بدنصیبی ہو سکتی ہے؟ جو خدا اور رسول کے نام پر ظلموں کا بازار گرم کرتے ہوئے یہ ظلم کر رہے ہوتے ہیں یا ظلموں کا یہ بازار گرم کرتے ہیں، قرآنِ کریم ایسے لوگوں کی بدحالت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا۔ (النساء:94) اور جو شخص کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہوگی وہ اس میں لمبے عرصے تک رہتا چلا جائے گا اور اللہ کا غضب اس پر نازل ہوگا اور اُسے اپنی جناب سے اللہ دور کر دے گا، اپنے سے دور ہٹا دے گا۔ یعنی لعنت برسائے گا، اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لئے ناراضگی کی انتہا کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ پھر یہ نہیں کہ جہنم میں ڈالا جائے گا بلکہ لمبے عرصے تک جہنم اس کا ٹھکانہ ہے اور پھر اللہ کا غضب اس پر برستا رہے گا اور اللہ کی لعنت کا مورد بنتا رہے گا۔ یہ جہنم، یہ اللہ کا غضب، یہ اللہ تعالیٰ کی لعنت، یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ عذاب عظیم ہے۔ اس سے زیادہ بڑی بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ کلمہ گو ہونے کے باوجود ایک شخص جہنم کی آگ میں پڑ کر مسلسل اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت اور بہت بڑے عذاب میں گرفتار ہو۔ پس جو اپنے مفادات اور دنیاوی ہوا وہوس کے لئے ایسے ظالمانہ فعل کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی انتہائی ناراضگی کا موجب بن رہے ہوتے ہیں۔ اور مظلوم اس قتل کے نتیجے میں اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ۔ (آل عمران:170) کا اعزاز پاتے ہیں۔ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ یہ سلوک اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہے اور اپنے رب سے جنتوں کا رزق پا رہا ہو، اس کے لئے اس سے بڑا اور کیا انعام ہو سکتا ہے۔ اور حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ جو تھے ان کے بارہ میں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے''۔ (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ ومن مناقب الحسن والحسین ابنی بنت رسول اللہ ﷺ جلد3 صفحہ 377 حدیث:4840) اور ان دونوں کے لئے تو آنحضرت ﷺ یہ دعا بھی اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں ان سے محبّت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبّت کر۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب104/000 حدیث: 3782)

پس جو اس حد تک آنحضرت ﷺ کی دعاؤں سے فیض پانے والا ہو اور پھر اُس پر یہ کہ شہادت کا رُتبہ بھی پا جائے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق جنت کے اعلیٰ رزقوں کا وارث بنتا ہے اور بنا۔ اور آپ کے قاتل یقیناً اللہ تعالیٰ کا غضب پانے والے ہوئے۔

جب ایمان مفقود ہو جائے تو پھر سب جذبات اور احساسات مٹ جاتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہی ختم ہو جاتا ہے

یہ مہینہ یعنی محرّم کا مہینہ جس کے پہلے عشرے سے ہم گزر رہے ہیں، اس میں آج سے چودہ سو سال پہلے دس تاریخ کو ظالموں نے آنحضرت ﷺ کے اس پیارے کو شہید کیا تھا جس کی داستان سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان ظالموں کو یہ خیال نہ آیا کہ کس ہستی پر ہم تلوار اٹھانے جا رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا جب ایمان مفقود ہو جائے تو پھر سب جذبات اور احساسات مٹ جاتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا خوف ختم ہو جائے تو پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ کس بندے کا خدا تعالیٰ کی نظر میں یا اس کے رسول ﷺ کی نظر میں کیا مقام ہے؟ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کس طرح ہوئی اور اس کے بعد آپ کی نعشِ مبارک سے کیا سلوک کیا گیا؟ یہ واقعہ سُن کر انسان اس یقین پر قائم ہو جاتا ہے کہ شاید ظاہر میں تو وہ لوگ کلمہ پڑھتے ہوں لیکن حقیقت میں انہیں خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ انسانی قدروں کو قائم فرمانے آئے تھے۔ آپ ﷺ نے جنگوں کے بھی کچھ اصول وضوابط بتائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآنِ کریم میں دشمنوں کے لئے انصاف اور حدِّ اعتدال میں رہنے کی تلقین فرمائی۔ اور دشمن بھی ایسے دشمن جو اسلام اور آنحضرت ﷺ کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ ان سے بھی جنگ کی صورت میں ان کے قتل ہو جانے پر عربوں کے رواج کے مطابق جو مُثلہ اور لاشوں کی بے حرمتی کا رواج تھا، اس سے منع فرمایا۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب تأمیر الامام الامراء علی البعوث... حدیث نمبر 4522)

آپ ﷺ تو ان تمام بد عادات اور روایات کو ختم کرنے آئے تھے جن سے انسانی قدریں پامال ہوتی ہیں۔ آپؐ نے تو کفار سے بھی عفو اور نرمی کا سلوک فرمایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اس پیارے رسول کے پیارے نواسے جس کے لئے آپؐ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ! میں اس سے محبّت کرتا ہوں تُو بھی اس سے محبّت کرنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو میرے ان نواسوں سے محبّت کرتا ہے وہ مجھ سے محبّت کرے گا اور جو مجھ سے محبّت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے محبّت کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی محبّت کی وجہ سے جنت میں جائے گا اور اسی طرح ناپسندیدگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے گا۔ (ماخوذ از المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ ومن مناقب الحسن والحسین ابنی بنت رسول اللہ ﷺ حدیث:4838)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآنِ کریم میں دشمنوں کے لئے انصاف اور حدِّ اعتدال میں رہنے کی تلقین فرمائی

جن کو کسی سے صحیح عشق اور محبّت ہو، وہ اس کے پیاروں کو بھی پیارا رکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک طرف تو عشق کا دعویٰ ہو اور جو اُس معشوق کے محبوب، اُن کی اولادیں

ہوں، اُن سے نفرت ہو۔ یا کسی سے عشق کا دعویٰ کر کے اُس کی زندگی میں تو اس کے پیاروں کو پیارا رکھا جائے لیکن آنکھیں بند ہوتے ہی پیاروں سے پیار کے دعوے دھرے کے دھرے رہ جائیں، سب کچھ ختم ہو جائے۔ یہ دنیاداروں کا طریق تو ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والوں کا نہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی خلافت کے زمانے میں کہیں جا رہے تھے تو راستے میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کے پیارے نواسے کو بچوں میں کھیلتے دیکھ کر کندھے پر بٹھا لیا اور پیار فرماتے ہوئے فرمایا: میرے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کو یہ بہت پیارا تھا۔ اس لئے مَیں اس کو پیار کر رہا ہوں۔

(ماخوذ از اردو دائرہ معارف اسلامیہ زیر لفظ ''الحسن بن علیؓ'' جلد 8 صفحہ نمبر 251 دانشگاہ پنجاب لاہور۔ 2003ء)

تو یہ ہیں وفاؤں اور پیار کے قرینے اور سلیقے۔ لیکن کربلا میں آپ سے کیا سلوک ہوا؟ جس تعلیم کو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے اس کی پامالی کس طرح ہوئی؟ روایات میں آتا ہے کہ جب آپ کے لشکر پر دشمنوں نے غلبہ پا لیا تو آپؓ نے (حضرت امام حسینؓ نے) اپنے گھوڑے کا رُخ فرات کی طرف (دریا کی طرف) کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ ندی اور ان کے درمیان حائل ہو جاؤ۔ چنانچہ لوگوں نے آپ کا راستہ روک لیا اور دریا تک نہ جانے دیا۔ اُس شخص نے آپ کو ایک تیر مارا جو آپ کی ٹھوڑی کے نیچے پیوست ہو گیا۔ راوی آپ کی جنگ کی حالت کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ عمامہ باندھے، وسمہ لگائے ہوئے پیدل اس طرح قتال کر رہے تھے، جنگ کر رہے تھے جیسے کوئی غضب کا شہسوار تیروں سے بچتے ہوئے حملہ کرتا ہے۔ مَیں نے شہادت سے قبل آپؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ کی قسم! میرے بعد بندگانِ خدا میں سے تم کسی بھی ایسے بندے کو قتل نہیں کرو گے جس کے قتل پر میرے قتل سے زیادہ خدا تم سے ناراض ہو۔ واللہ مجھے تو یہ امید ہے کہ اللہ تمہیں ذلیل کر کے مجھ پر کرم کرے گا۔ پھر میرا انتقام تم سے اس طرح لے گا کہ تم حیران ہو جاؤ گے۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان جنگ کے سامان پیدا کر دے گا اور تمہارا خون بہایا جائے گا اور اللہ اس پر بھی راضی نہیں ہو گا یہاں تک کہ تمہارے لئے عذابِ الیم کو کئی گنا بڑھا دے۔

ان کی دنیا داری کو ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے محسوس کر کے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا

یہ مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو شہید کرنے کے بعد کس طرح سلوک کیا؟ کوفیوں نے خیموں کو لوٹنا شروع کر دیا حتی کہ عورتوں کے سروں سے چادریں تک اتارنا شروع کر دیں۔ عمرو بن سعد نے منادی کی کہ کون کون اپنے گھوڑوں سے حضرت امام حسینؓ کو پامال کرے گا؟ یہ سن کر دس سوار نکلے جنہوں نے اپنے گھوڑوں سے آپؓ کی نعش کو پامال کیا یہاں تک کہ آپ کے سینے اور پشت کو چُور چُور کر دیا۔ اس لڑائی میں حضرت امام حسینؓ کے جسم پر تیروں کے 45 زخم تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق تینتیس زخم نیزے کے اور تینتالیس زخم تلوار کے تھے اور تیروں کے زخم ان کے علاوہ تھے۔ اور پھر ظلم کی یہ انتہا ہوئی کہ حضرت امام حسینؓ کا سر کاٹ کر، جسم سے علیحدہ کر کے اگلے روز عبید اللہ بن زیاد گورنر کوفہ کے پاس بھیجا گیا اور گورنر نے حضرت امام حسینؓ کا سر کوفہ میں نصب کر دیا۔ اس کے بعد زہر بن قیس کے ہاتھ یزید کے پاس سر بھیج دیا گیا۔ (ماخوذ از تاریخ الطبری جلد 6 صفحہ 243 تا 250۔ خلافۃ یزید بن معاویہ۔ دارالفکر بیروت 2002ء) (ماخوذ از تاریخ اسلام از اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ صفحہ 51 تا 78۔ نفیس اکیڈمی کراچی ایڈیشن 1998ء)

تو یہ سلوک تھا جو آپؓ کے شہید کرنے کے بعد آپؓ کی نعش سے کیا گیا۔ اس سے ظالمانہ سلوک اور کیا ہو سکتا ہے؟ آپ کی لاش کو کُچلا گیا۔ سر تن سے جدا کیا گیا۔ اس طرح لاش کی بے حرمتی شائد ہی کوئی خبیث ترین دشمن کسی دوسرے دشمن کی کر سکتا ہو، نہ کہ ایک کلمہ پڑھنے والا، اپنے آپ کو اس رسول سے منسوب کرنے والا جس نے انسانی قدروں کے قائم رکھنے کی اپنے ماننے والوں کو بڑی سختی سے تلقین فرمائی ہے۔ پس یقیناً اس عمل سے ایسا فعل کرنے والوں کی ہوس باطنی کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ لوگ دنیا دار تھے اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے تمام حدیں پھلانگ سکتے تھے اور انہوں نے پھلانگیں۔ دین سے اُن کا ذرہ بھی کوئی واسطہ نہیں تھا۔ ان کی دنیا داری کو ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے محسوس کر کے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا۔

حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 580 مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا ''یزید پلید کی بیعت پر اکثر لوگوں کا اجماع ہو گیا تھا مگر امام حسینؓ نے اور ان کی جماعت نے ایسے اجماع کو قبول نہیں کیا اور اس سے باہر رہے''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 178 خط بنام مولوی عبد الجبار مطبوعہ ربوہ)

لیکن بیعت نہ کرنے کے باوجود حضرت امام حسینؓ نے صلح کی کوشش کی تھی اور جب آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں کا خون بہنے کا خطرہ ہے تو اپنے ساتھیوں کو واپس بھیج دیا۔ انہوں نے کہا تم جو جا سکتے ہو مجھے چھوڑ کر جاؤ۔ اب یہ اور حالات ہیں۔ جو چند ایک آپ کے ساتھ رہنے پر مصر تھے وہ تقریباً تیس چالیس کے قریب تھے یا آپ کے خاندان کے افراد تھے جو ساتھ رہے۔ پھر آپ نے یزید کے نمائندوں کو یہ بھی کہا کہ میں جنگ نہیں چاہتا۔ مجھے واپس جانے دو تاکہ میں جا کر اللہ کی عبادت کروں۔ یا کسی سرحد کی طرف جانے دو تاکہ میں اسلام کی خاطر لڑتا ہوا شہید

ہو جاؤں۔ یا پھر مجھے اسی طرح یزید کے پاس لے جاؤ تا کہ مَیں اسے سمجھا سکوں کہ کیا حقیقت ہے۔ لیکن نمائندوں نے کوئی بات نہ مانی۔ (تاریخ اسلام از اکبر شاہ خان نجیب آبادی۔ جلد 2 صفحہ 68 نفیس اکیڈیمی کراچی ایڈیشن 1998ء)

آخر جب جنگ ٹھونسی گئی تو پھر اس کے سوا آپ کے پاس بھی کوئی چارہ نہیں تھا کہ مردِ میدان کی طرح مقابلہ کرتے۔ بہر حال یہ لوگ معمولی تعداد میں تھے جیسا کہ مَیں نے کہا، کل ستّر بہتّر افراد تھے اور ان کے مقابلے پر ایک بہت بڑی فوج تھی۔ یہ کس طرح ان کا مقابلہ کر سکتے تھے؟ بہر حال انہوں نے ایک صحیح مقصد کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے، اپنی جانیں قربان کر دیں اور ایک ایک کر کے شہید ہوتے گئے۔

اللہ تعالیٰ کے بدلے لینے کے بھی اپنے طریقے ہیں جیسا کہ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ میرا انتقام لے گا، اللہ تعالیٰ نے لیا۔ یزید کو عارضی کامیابی بظاہر حاصل ہوئی لیکن کیا آج کوئی یزید کو اس کی نیک نامی کی وجہ سے یاد رکھتا ہے؟ اگر نیک نامی کی وجہ سے جانا جاتا تو مسلمان اپنے نام بھی اس کے نام پر رکھتے لیکن آج کل کوئی اپنے بچے کا نام یزید نہیں رکھتا۔ وہ اگر جانا جاتا ہے تو اس نام سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استعمال فرمایا کہ ''یزید پلید''۔

حضرت امام حسینؓ کا ایک مقصد تھا۔ آپ حکومت نہیں چاہتے تھے۔ آپ حق کو قائم کرنا چاہتے تھے اور وہ آپ نے کر دیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی بڑی اعلیٰ تشریح فرمائی ہے کہ وہ اصول جس کی تائید میں حضرت امام حسینؓ کھڑے ہوئے تھے یعنی انتخاب خلافت کا حق اہلِ ملک کو ہے، جماعت کو ہے۔ کوئی بیٹا اپنے باپ کے بعد بطور وراثت اس حق پر قابض نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ یہ اصول آج بھی ویسا ہی مقدّس ہے جیسا کہ پہلے تھا بلکہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے اس حق کو اور بھی نمایاں کر دیا ہے۔ پس کامیاب حضرت امام حسینؓ ہوئے نہ کہ یزید۔

(ماخوذ از 'کامیابی'۔ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 589)

اور پھر قدرت کا ایک اور طریقے سے انتقام دیکھیں کہ کیسا بھیانک انتقام ہے۔ اس کے بارے میں بھی حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی کتاب 'خلافتِ راشدہ' میں ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ تاریخ میں لکھا ہے کہ یزید کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا تخت نشین ہوا، جس کا نام بھی اپنے دادا کے نام پر معاویہ ہی تھا تو لوگوں سے بیعت لینے کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا اور چالیس دن تک باہر نہیں نکلا۔

حضرت امام حسینؓ کا ایک مقصد تھا۔ آپ حکومت نہیں چاہتے تھے۔ آپ حق کو قائم کرنا چاہتے تھے

پھر ایک دن وہ باہر آیا اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہنے لگا کہ میں نے تم سے اپنے ہاتھ پر بیعت لی ہے مگر اس لئے نہیں کہ میں اپنے آپ کو تم سے بیعت لینے کا اہل سمجھتا ہوں بلکہ اس لئے کہ مَیں چاہتا تھا کہ تم میں تفرقہ پیدا نہ ہو اور اس وقت سے لے کر اب تک مَیں گھر میں یہی سوچتا رہا کہ اگر تم میں کوئی شخص لوگوں سے بیعت لینے کا اہل ہو تو مَیں یہ امارت اس کے سپرد کر دوں اور خود بری الذمہ ہو جاؤں مگر باوجود غور کرنے کے مجھے تم میں سے کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آیا۔ اس لئے اے لوگو! یہ اچھی طرح سُن لو کہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں اور مَیں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میرا باپ اور میرا دادا بھی اس منصب کے اہل نہیں تھے۔ میرا باپ حسینؓ سے درجہ میں بہت کم تھا اور اُس کا باپ حسنؓ حسینؓ کے باپ سے کم درجہ رکھتا تھا۔ علیؓ اپنے وقت میں خلافت کا زیادہ حق دار تھا اور اس کے بعد بہ نسبت میرے دادا اور باپ کے حسن اور حسین خلافت کے زیادہ حقدار تھے۔ اس لئے میں اس امارت سے سبکدوش ہوتا ہوں۔

(خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 558-557)

میرا باپ حسینؓ سے درجہ میں بہت کم تھا اور اُس کا باپ حسنؓ حسینؓ کے باپ سے کم درجہ رکھتا تھا

اب دیکھیں، کس طرح بیٹے نے یہ باتیں کہہ کر اپنے باپ دادا کے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔ اس لئے کہ خوفِ خدا تھا۔ اس لئے کہ اس میں تقویٰ کی کچھ رمق تھی۔ دنیاداروں کے ہاں بھی نیک اولاد اور حقیقت پسند اولاد، انصاف سے کام لینے والی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ بہر حال پھر یہ کہا کہ اب یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے کہ جس کی چاہو بیعت کر لو۔ اس کی ماں پردے کے پیچھے اس کی تقریر سن رہی تھی۔ جب اس نے اپنے بیٹے کے یہ الفاظ سنے تو بڑے غصے سے کہنے لگی کہ کمبخت تو نے اپنے خاندان کی ناک کاٹ دی ہے اور اس کی تمام عزت خاک میں ملا دی ہے۔ وہ کہنے لگا جو سچی بات تھی وہ میں نے کہہ دی ہے، اب آپ کی جو مرضی ہو مجھے کہیں۔ چنانچہ اس کے بعد وہ اپنے گھر گیا۔ گھر میں ہی بیٹھا رہا۔ وہاں سے باہر نہیں نکلا اور چند دن گزرنے کے بعد ہی اس کی وفات ہو گئی۔ تو یہ اس بات کی کتنی زبردست شہادت ہے کہ یزید کی خلافت پر دوسرے لوگوں کی رضا تو الگ رہی، خود اس کا اپنا بیٹا بھی متفق نہ تھا۔ یہ نہیں کہ بیٹے نے کسی لالچ کی وجہ سے ایسا کیا ہو۔ یہ بھی نہیں کہ اس نے کسی مخالفت کے ڈر سے ایسا کیا ہو۔ بلکہ اُس نے اپنے دل میں سنجیدگی کے ساتھ غور اور فکر کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ میرے دادا سے علیؓ کا حق زیادہ تھا اور میرے باپ سے حسنؓ اور حسینؓ کا حق زیادہ تھا اور میں اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ پس معاویہ کا یزید کو مقرر کرنا کوئی انتخاب نہیں کہلا سکتا۔ کسی کی ذلت کا اس سے بڑا اور کیا سامان ہو سکتا ہے کہ اولاد خود اپنے باپ کی حقیقت ظاہر کر کے اسے کمتر ثابت کر رہی ہو۔ پس حضرت امام حسینؓ کی قربانی ہمیں بہت سے سبق دیتی ہے۔ آپ نے باطل کے سامنے کھڑے ہو کر دنیا میں حق پھیلا دیا۔ اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے حق کو قائم فرما دیا۔ ہمیں بھی دعاؤں کے ذریعے سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہنا چاہئے کہ وہ ہمیں ہمیشہ صراطِ مستقیم پر چلائے رکھے۔

ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت مسیح کو امام حسینؓ سے تشبیہ دی گئی ہے اور استعارہ در استعارہ کے الفاظ استعمال کئے۔ اس تشبیہ سے ظاہر ہے کہ آنے والا مسیح بھی یعنی یہ مسیح موعود بھی اس تشبیہ سے حصہ لے گا۔ اس پر بھی ایک لحاظ سے امام حسینؓ کی تشبیہ صادق آتی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ انشاء اللہ ان باتوں کو نہیں دہرائے گا۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 137-136 مطبوعہ ربوہ)

یہ الٰہی تقدیر ہے کہ وہ باتیں اب نہیں دہرائی جائیں گی جن سے اسلام کو ضعف پہنچا تھا۔ لیکن ہمیں دعاؤں کی قائم ہیں۔ پس اگر محرم کا مہینہ ہمیں کوئی سبق دیتا ہے تو یہ ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ پر اور آپ کی آل پر ہمیشہ درود بھیجتے رہیں۔ زمانے کے امام کے مقاصد کے حصول میں درود، دعاؤں اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور یزیدی صفت لوگوں کے سامنے استقامت دکھاتے ہوئے ہمیشہ ڈٹے رہیں۔ یقیناً اس مرتبہ یزید کامیاب نہیں ہوگا، بلکہ حسینی ہی کامیاب ہوں گے۔ استقامت کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ملتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا اور صبر کا ارشاد فرمایا پر ہو سکتا ہے، جو ظلموں کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہنے کے لئے ہو سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پر بھیجا گیا یہ درود آپ کی جسمانی اور روحانی اولاد کی تسکین کا باعث بھی بنتا ہے۔ ترقیات کے نظارے بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے پیاروں سے پیار کا بھی یہ ایک بہترین اظہار ہے۔ اور اس زمانے میں آپ کے عاشق صادق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد کی تکمیل میں بھی یہ درود بے انتہا برکتوں کے سامان لے کر آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر درود پڑھنے کی، زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کی توفیق

یہ الٰہی تقدیر ہے کہ وہ باتیں اب نہیں دہرائی جائیں گی جن سے اسلام کو ضعف پہنچا تھا

طرف بہر حال توجہ دیتے رہنا چاہئے تا کہ ہم ان باتوں سے بچے رہیں جو ایمان میں ٹھوکر کا باعث بنتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اُن باتوں کو جو پہلے ہو چکی ہیں مسیح موعود کے زمانے میں نہیں دہرائے گا، ان میں ایک خلافت کا تسلسل بھی ہے۔ ایک طریقہ کار کے مطابق انتخاب خلافت بھی ہے اور اس کی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ مسیح و مہدی کے بعد یہ تسلسل بھی قائم رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ کس طرح یہ باتیں نہیں دہرائی جائیں گی؟ مثلاً یہ کہ اگر پہلا آدم جنت سے نکالا گیا تھا تو حضرت ہے۔ صبر صرف ظلم کو برداشت کرنا ہی نہیں ہے۔ جو ہو جائے اس پر خاموش بیٹھے رہنا نہیں ہے۔ بلکہ مستقل مزاجی کے ساتھ نیک کام کو جاری رکھنا اور کسی بھی خوف اور خطرے سے بے پروا ہو کر حق کا اظہار کرتے چلے جانا، یہ بھی صبر ہے۔ پس حضرت امام حسینؓ نے جو حق کے اظہار کے نمونے ہمارے سامنے قائم فرمائے ہیں اسے ہمیں ہر وقت پکڑے رہنا چاہئے۔ اور اگر ہم اس پر قائم رہے تو ہم اس فتح اور کامیابی کا حصہ بنیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مقدر ہے۔ ان شاء اللہ۔ دعاؤں کی قبولیت کے لئے درود شریف بہت عطا فرمائے۔ اور پھر یہ درود جو ہے ہماری ذات کے لئے بھی برکتوں کا موجب بننے والا ہوگا۔ آخر میں میں حضرت امام حسینؓ کے بارہ میں، ان کے مقام کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھوں گا جس کو ہر احمدی کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو کیا مقام دیا ہے؟

کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع دی تھی کہ حضرت امام حسینؓ کے مقام اور رُتبے کے بارہ میں کسی احمدی نے غلط بات کی ہے۔ تو اس پر آپؑ نے فرمایا کہ: ''مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے

پہلے مسیح کو یہودیوں نے صلیب دی تھی تو میرا نام مسیح رکھ کر اللہ تعالیٰ نے صلیب کو توڑنے کا سامان مہیا فرمایا

مسیح موعود نے فرمایا کہ میرا نام اللہ تعالیٰ نے آدم رکھا ہے تا کہ اولادِ آدم کے جنت میں جانے کا ایک نئے سرے سے انتظام ہو۔ پھر فرمایا کہ پہلے مسیح کو یہودیوں نے صلیب دی تھی تو میرا نام مسیح رکھ کر اللہ تعالیٰ نے صلیب کو توڑنے کا سامان مہیا فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ پہلی دفعہ کی ناکامی کو دوسری دفعہ کامیابی سے بدلے گا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 15 صفحہ 499-498 مطبوعہ ربوہ)

اگر پہلے حسین کو یزید نے حق گوئی کی وجہ سے شہید کیا تھا تو دوسرے حسین کی وجہ سے خدا تعالیٰ یزید کے لشکر کو شکست دے گا، ان شاء اللہ۔ پس ہم تو اس ایمان پر اہم چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے۔ احادیث میں بھی اس کا بہت ذکر آتا ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بھی درود کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس لئے ہمیں عموماً درود کی طرف متوجہ رہنا چاہئے اور اس مہینے میں خاص طور پر اس طرف توجہ رکھنی چاہئے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی اس کی خاص تحریک فرمائی تھی تو میں بھی اس کا اعادہ کرتے ہوئے یاددہانی کرواتا ہوں کہ اس مہینے میں درود بہت پڑھیں۔ یہ جذبات کا سب سے بہترین اظہار ہے جو کربلا کے واقعہ تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں، حضرت امام حسینؓ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اس کے کہ اُس نے خلیفہ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی، باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے مُنہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں''۔

فرمایا: ''بہر حال مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ

تھے مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نسبت فرماتا ہے قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ لٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا (الحجرات: 15) مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو غذا کے لئے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمالِ فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دُور تر لے جاتے ہیں۔

بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دُنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا

لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دُنیا کی محبّت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسینؓ طاہر مطہّر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبّت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلبِ ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبتِ الٰہی اور صبر، استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔

دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبّت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی

تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبّت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبّتِ الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوب صورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دُنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دُنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دُور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبّت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔

غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسینؓ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسینؓ یا کسی بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّشانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 544-546۔ اشتہار نمبر 270 مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ اور آپ کی آل کی محبت کی ہمیشہ توفیق عطا فرماتا رہے۔ ہمیشہ درود بھیجنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ اور یہ بھی دعا کریں کہ پاکستان اور دنیا کے وہ ممالک جہاں اللہ اور رسول کے نام پر ظلم کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی ختم فرمائے۔ اور اس مہینے میں خاص طور پر پاکستان میں بھی اور بعض اَور جگہوں پہ شیعوں اور سنیوں اور دوسرے فرقوں کے جو فساد ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو قتل و غارت کیا جاتا ہے، جلوسوں پر دہشت گردی کے حملے کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے بھی محفوظ رکھے۔ اور یہ مہینہ تمام مسلمان ملکوں اور تمام مسلمانوں کے لئے امن کا، خیریت کا مہینہ ثابت ہو۔ اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا جو مقصد تھا اُس کو یہ لوگ سمجھنے والے ہوں اور اس زمانے کے امام کو ماننے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے بھی بنیں۔

نماز جمعہ و عصر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم مہدی ٹپانی صاحب آف زمبابوے، مکرم ڈاکٹر الحاج ابوبکر گائی آف گیمبیا اور مکرمہ عزت النساء صاحبہ اہلیہ مکرم ابو احمد بھوئیاں صاحب مرحوم آف بنگلہ دیش کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

(خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 629)

یزید کے بیٹے کی تختِ حکومت سے دستبرداری اور اظہارِ لاتعلقی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''تاریخ میں لکھا ہے کہ یزید کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا تخت نشین ہوا، جس کا نام بھی اپنے دادا کے نام پر معاویہ ہی تھا تو لوگوں سے بیعت لینے کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا اور چالیس دن تک باہر نہیں نکلا۔ پھر ایک دن وہ باہر آیا اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہنے لگا کہ مَیں نے تم سے اپنے ہاتھ پر بیعت لی ہے مگر اس لئے نہیں کہ مَیں اپنے آپ کو تم سے بیعت لینے کا اہل سمجھتا ہوں بلکہ اس لئے کہ مَیں چاہتا تھا کہ تم میں تفرقہ پیدا نہ ہو اور اس وقت سے لے کر اب تک مَیں گھر میں یہی سوچتا رہا کہ اگر تم میں کوئی شخص لوگوں سے بیعت لینے کا اہل ہو تو مَیں یہ اَمارت اس کے سپرد کر دوں اور خود بری الذمہ ہو جاؤں مگر باوجود غور کرنے کے مجھے تم میں سے کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آیا۔ اس لئے اے لوگو! یہ اچھی طرح سُن لو کہ مَیں اس منصب کا اہل نہیں ہوں اور مَیں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میرا باپ اور میرا دادا بھی اس منصب کے اہل نہیں تھے۔ میرا باپ حسینؓ سے درجہ میں بہت کم تھا اور اُس کا باپ حسنؓ حسینؓ کے باپ سے کم درجہ رکھتا تھا۔ علیؓ اپنے وقت میں خلافت کا زیادہ حق دار تھا اور اس کے بعد بہ نسبت میرے دادا اور باپ کے حسنؓ اور حسینؓ خلافت کے زیادہ حقدار تھے۔ اس لئے مَیں اس امارت سے سبکدوش ہوتا ہوں''۔

(خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 557-558)

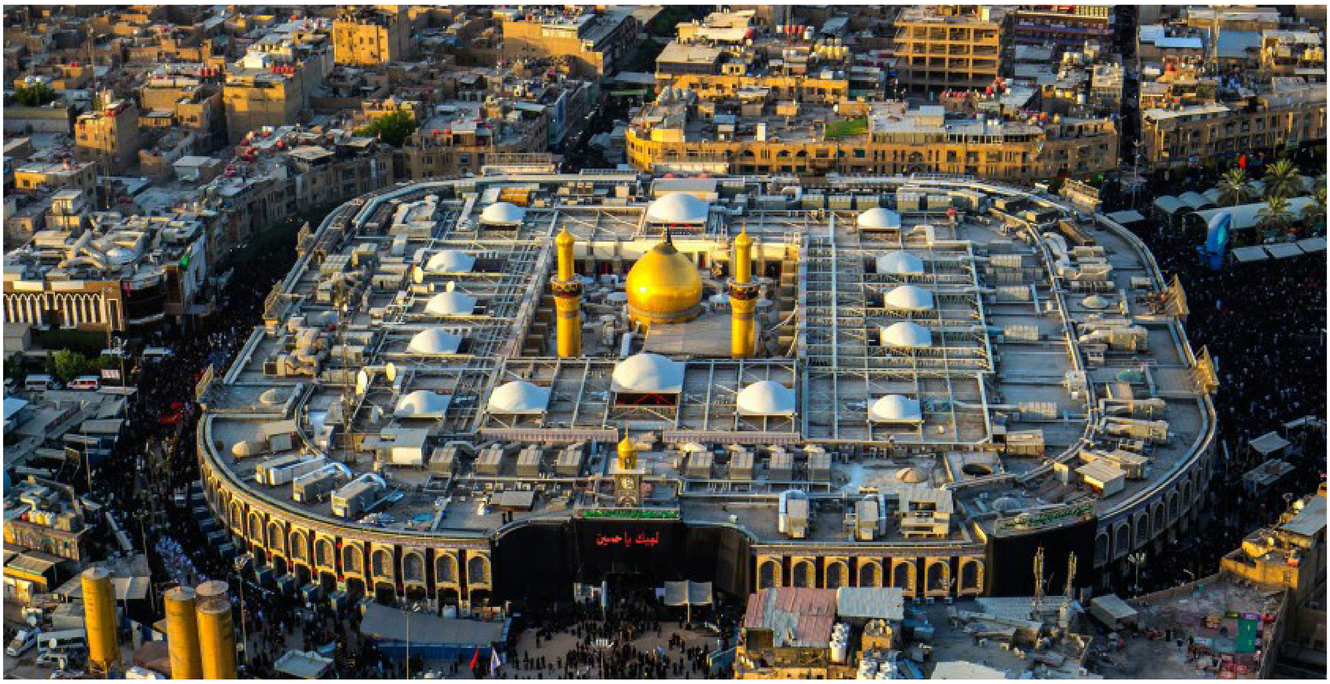

شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب مرحوم

کربلا کل اور آج

دریائے فرات کے کنارے بغداد سے قریباً سو کلومیٹر دور عراق کی بستی کربلا ایک چٹیل و بے آباد ویرانہ کے سوا کچھ بھی نہ تھی۔ مگر آج چھ لاکھ سے متجاوز آبادی پر مشتمل یہاں ایک مرجع خلائق شہر آباد ہے۔ پوری طرح سرسبز وشاداب، حسین و دلکش عمارات، کھلے بازار، پلاسٹک و پیتل کی انڈسٹریاں، عبائیں قالین اور کڑھائی کے کام۔سو سے زائد مساجد، درجنوں کالجز، سکول، مدارس اور یونیورسٹی سے دینی و دنیاوی علوم کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اسلامی دنیا میں مکّہ و مدینہ کے بعد مشہورترین مقامات میں اس کا شمار ہوتا ہے۔شہرت کا اصل سبب حضرت امام حسینؓ اور حضرت عباسؓ کے مزار ہیں جن کے طلائی گنبد اور بلند میناروں سے شہر کی عظمت و رونق دوبالا ہو رہی ہے۔ اسلامی کیلنڈر کے ماہِ محرّم الحرام کی آمد پر ہر سال دنیا بھر میں کربلا کا ذکر بڑی کثرت سے فضا میں گونجتا ہے۔ دنیا بھر سے قریباً 20 لاکھ افراد ہر سال زیارت کے لیے آتے ہیں۔

مختصر پس منظر

کربلا کی وجۂ شہرت تاریخ اسلامی پر لگا ایک بدترین سیاہ داغ ہے۔ ایک انتہائی پاکیزہ، گہوارۂ امن وسکون اسلامی انقلاب آنحضرت ﷺ کے مبارک وجود کے ساتھ برپا ہوا پھر وصال مبارک کے بعد آہستہ آہستہ مخالفین اسلام و معاندین کے بھڑکانے سے چند دبی چنگاریاں پھیلنے لگیں اور اپنے عروج کو پہنچ کر بھڑک اٹھیں تو کربلا کہلائیں۔ ایک ہی بزرگ عبدالمطلب کے گیارہ بیٹے تھے۔ ابولہب۔ضرار۔ عباس زبیر۔عبداللہ۔ حارث۔جمل۔ ابوطالب۔مقوم قشم۔غیداق۔ ان کے آگے بچے بھی کثرت سے ہوئے جیسے حضرت عباسؓ کے دس بچے تھے۔ اس طرح بڑی کثرت سے اولاد ونسل پھیلی۔حضرت عبداللہ کے فرزند تھے محبوب خدا محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ۔حضرت ابوطالب کی اولاد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل و غیرہم تھے۔

حارث کے فرزند ابوسفیان کی اولاد معاویہ اور زیاد تھے۔معاویہ کے ہاں یزید اور زیاد کے ہاں عبیداللہ (ابن زیاد) پیدا ہوئے۔

دبی چنگاریوں سے بھڑکتی آگ دیکھ کر تاریخ پڑھنے والوں کا ذہن بنو ہاشم اور بنو اُمیہ کی طرف جاتا ہے۔

بدقسمتی سے نامعلوم خاندانی رنجشیں، قبائلی عصبیّتیں اور معاندین کی ریشہ دوانیاں تھیں جو بھیانک صورت اختیار کر گئیں۔ ان سب کے بڑوں میں تو معجزانہ طور پر ایک ہاتھ پر جمع ہوجانے سے اتحاد و یگانگت نے جنم لیا۔ پھر غالباً نیتیں خراب نہ ہونے کے باوجود متنوع سوچوں، دلخراش حوادث اور خوابیدہ نفاق و مفاد پرستی نے ایک بہت بڑا دھماکہ کر دیا جس کے مہلک اثرات نے تاریخ عالم کو ہلا کے رکھ دیا۔ یہ اثرات صدیوں بعد بھی کم ہوتے دکھائی نہیں دیتے۔ اسی قیامت خیز دھماکہ کو ہم واقعہ کربلا کے نام سے جانتے اور بیان کرتے ہیں۔

معاویہ کا عہدِ امارت

41ھ تا 60ھ

قرونِ اولیٰ کا سب سے گھمبیر متنازع عہدِ حکومت اگر کسی باپ بیٹے کا معلوم کرنا ہو تو بلاشبہ وہ معاویہ اور یزید کا ہے۔ امیر معاویہ سے پہلے قریب کے واقعات سے آگاہ لوگ بآسانی جان سکتے ہیں کہ معاویہ اپنے بعد کے لئے کتنے فکرمند ہوں گے۔ حاکم کوفہ مغیرہ بن شعبہ نے 50ھ میں مشورہ دیا کہ اپنے بعد حالات درست رکھنا ہیں تو شاہی طرز پر اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد نامزد کر دیں اور اس کے حق میں تمام صوبہ جات سے عہد اطاعت و وفاداری کا اہتمام فرمائیں۔ اسی تجویز کو پسند کرتے ہوئے جناب معاویہ نے چند عملی قدم اٹھائے:

1: اپنی فہم و دانش اور تجربے کے مطابق یزید کی تربیت شروع کر دی۔

2: تمام صوبہ جات میں عہد اطاعت کے لیے فضا ہموار کرنے کے پیغامات بھیجے۔

3: دمشق میں ایک خاص مشاورتی میٹنگ بلائی جس میں ہر صوبہ کا وفد مدعو تھا۔ اعتماد میں لینے کے لیے بات شروع تھی۔ جب مدینہ سے آئے ہوئے نمائندہ محمد بن عمرو بن حزم مخاطب ہوئے تو انہوں نے کہا: اپنے فیصلہ کے متعلق قیامت کے روز آپ ہی جوابدہ ہوں گے۔ ہم تو اس فیصلہ کے بہرحال پابند ہوں گے۔ ایک معروف معتمد بزرگ ضحاک بن قیس نے بڑے جوش و خروش سے تجویز کی حمایت کی۔ مصر سے آئے نمائندے احنف بن قیس خاموش تھے۔ پوچھنے پر کہنے لگے: جھوٹ بولوں تو خدا سے ڈرتا ہوں۔ سچ بولوں تو آپ سے ڈرتا ہوں!! اس مشاورتی میٹنگ کے بعد مجموعی طور پر فضا ہموار ہوگئی۔

4: صوبہ حجاز یعنی مکّہ و مدینہ کی طرف سے امیر معاویہ مطمئن نہ تھے اس لئے اگلے سال 51ھ میں حج پر جانے سے پہلے مدینہ تشریف لے گئے جہاں کے پانچ بڑوں سے سفارتی سطح پر رابطہ کر چکے تھے لیکن معاویہ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے وہ بڑے لوگ مکّہ چلے گئے تھے۔

5: مکّہ پہنچ کر امیر معاویہ نے ان بڑوں کو مدعو کیا اور اعتماد میں لینا چاہا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جس پر سارے متفق ہوجائیں گے میں بھی تسلیم کرلوں گا۔ تاہم دیگر بڑوں یعنی عبداللہؓ بن عباس، عبداللہؓ بن زبیر، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور حضرت امام حسینؓ سمیت سب نے عبداللہؓ بن زبیر کو اپنا نمائندہ بنالیا او رانہوں نے اپنی گفتگو میں بہت صاف کہا کہ تین باتیں ہیں:

i: آنحضرت ﷺ کے نمونہ پر اس معاملہ کو آزاد چھوڑ دیں۔

ii: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نمونہ پر غیر رشتہ دار کسی موزوں مومن کو نامزد کر دیں۔

iii: حضرت عمرؓ کے نمونہ پر کمیٹی بنا دیں جس کے اراکین غیر جانبدار ہوں۔

اس طرح تمام اہم لیڈروں اور اشخاص سے مذاکرات کے بعد جناب معاویہ نے سیاسی چال کے طور پر یہ بات پھیلا دی کہ گویا سب مان گئے ہیں۔ البتہ یزید کو کچھ خاص نصائح بطور وصیّت کیں کہ:

i: عبداللہؓ بن عمر کی طرف سے مطمئن رہنا۔ وہ عبادت گزار انسان عبادت میں مگن رہتے ہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔

ii: عبداللہؓ بن زبیر لومڑ کی طرح ہے یہ ہتھے چڑھ جائے تو اسے قتل کرا دینا۔

iii: حسینؓ ابن علیؓ پر غالب آؤ تو انہیں قتل نہ کرنا اور قرابت داری کا خیال کرنا۔

یزید کے عہدِ حکومت کا آغاز

معاویہ کی وفات پر یزید نے حسب نامزدگی و وصیّت اقتدار سنبھالا تو عہد اطاعت و وفاداری کا فرمان جاری کر دیا۔ اہل شام نے فوراً بیعت کر لی۔ عامل مدینہ ولید بن عتبہ کو پیغام بھیجا کہ مدینہ کے اکابرین سے بیعت لیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مشیر مروان بن الحکم کو بلالیا اور ان کے مشورہ سے:

1: حضرت امام حسینؓ کو بلایا۔ آپ اصل معاملہ بھانپ گئے اور ولید سے مل کر وفاتِ معاویہ پر اظہارِ افسوس کے بعد کہا کہ میرا اس طرح الگ تھلگ آکر بیعت کرنا مناسب نہیں۔ بیعت کروں گا تو سرِعام کھل کر کروں گا اس لئے کل تک مہلت چاہئے جو دے دی گئی۔ مروان بن الحکم نے کہا یہ سخت غلطی ہے اب مہلت دی ہے تو کبھی قابو نہیں پاسکو گے۔

2: عبداللہؓ بن زبیر کو علم ہوا تو انہوں نے رات تک کی مہلت لی اور عامل سے ملے بغیر رات ہی کو مدینہ سے مکّہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ صبح علم ہوا تو موجودہ اور سابق عاملان مدینہ ولید بن عتبہ اور مروان بن الحکم خاص دستہ لے کر تعاقب کے لیے پیچھے گئے مگر شام تک تلاش میں ناکامی کے بعد واپس مدینہ آگئے۔

اسی دوران اکابرین کے حسب مشورہ امام حسینؓ بھی دوسرے روز 27 رجب 60ھ بمطابق 3 مئی 680ء اپنے اہل خانہ سمیت کل 21 افراد لے کر مکّہ روانہ ہوگئے۔ عبداللہؓ بن زبیر نے اپنا قیام بیت اللہ میں کرلیا اور امام حسینؓ شعب ابی طالب چلے گئے۔ یہ 3 شعبان بمطابق 9 مئی بروز جمعہ کا دن تھا۔ دونوں مکّہ میں اکٹھے پہنچے۔

چند دن بعد عبداللہؓ بن عمر اور عبداللہؓ بن عباس بھی مکّہ روانہ ہوگئے۔ ذوالحجہ کے آغاز تک قیام مکّہ کے دوران اہل کوفہ نے یہ علم ہونے پر کہ امام حسینؓ مدینہ چھوڑ کر مکّہ تشریف لے گئے ہیں، مکّہ میں آپؓ کو ہزاروں کی تعداد میں خطوط لکھ کر پر زور استدعا کی کہ آپ

کوفہ تشریف لے آئیں ہم سب آپ کے وفادار و جاں نثار موجود و منتظر ہیں۔

کوفہ میں ہلچل

کوفہ معروف طور پر حضرت علیؓ کا عقیدت مند اور حامی تھا۔ یہاں کے عامل نعمان بن بشیر بڑے تحمل سے کام کرنے والے تمام صورتِ حال کے ذمہ دار تھے۔ کوفہ شہر میں بھی بڑی بڑی بلند قامت شخصیات تھیں۔ یزید کی تخت نشینی کے ساتھ ساتھ خبریں پہنچیں کہ امام حسینؓ مدینہ سے ہجرت کر کے مکّہ تشریف لے گئے ہیں۔ ان حالات میں:

1: معروف با اثر لیڈر سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر بڑے بڑے لوگ جمع ہوئے جن میں ہانی بن عروہ، رقاظہ بن شداد۔ مسیّب بن ناجیہ شامل ہیں۔ قرارداد پاس کی گئی جو مکتوب کی صورت میں حضرت امام حسینؓ کی خدمت میں مکّہ بھیج دی گئی۔ مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ ہم تمام اہلِ کوفہ آپ کے والد ماجد کے وفادار و جان نثار اب آپ کو پوری حمایت کا یقین دلاتے ہیں یہاں تشریف لایئے لاکھوں جان نثار بیعت کریں گے۔ ہم فقط آپ کو عالم اسلام کا واحد خلیفہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ ہی اس کے مستحق ہیں۔ یہ مکتوب لے کر قیس اور عبدالرحمٰن مکّہ روانہ ہوگئے۔

2: پھر بات عام ہوئی تو لوگوں نے دھڑا دھڑ خطوط لکھنے شروع کئے۔ عبداللہ بن سلع ہمزانی نے بہت جذباتی خط لکھ کر کوفہ آنے کی اپیل کی۔ عبداللہ بن وال نے نعمان بن بشیر کو بھگا دینے کے علاوہ بھرپور حمایت کا یقین دلایا۔ ایسے خطوط مجموعی طور پر 12000 سے بھی زائد ہوگئے جن کا مضمون یہی تھا کہ کوفہ کی زمین سرسبز ہے۔ پھل پک چکے ہیں لشکر تیار ہے جلد تشریف لایئے۔

3: دوسری طرف عامل کوفہ نعمان بن بشیر پر دباؤ بڑھ رہا تھا کہ قدم اٹھاؤ۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے چچازاد معتمد حضرت مسلم بن عقیل کو ان خطوط کے جواب میں کوفہ پہنچنے کا ارشاد فرمایا۔ وہ روانہ ہوئے مگر پہلے مدینہ گئے۔ وہاں سے دو گائیڈ ساتھ ہوئے مگر رستہ میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اس پر انہوں نے اپنی ہچکچاہٹ کا خط لکھا مگر امام کی طرف سے تاکید آنے پر سفر جاری رکھا اور کوفہ میں معروف بااثر لیڈر مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کے ہاں اترے۔ بڑا عظیم الشان پُرتپاک استقبال ہوا اور پہلے ہی دن ہزارہا نے بیعت کرلی جس پر انہوں نے امام حسینؓ کی خدمت میں پورے اطمینان کا خط لکھتے ہوئے فوراً کوفہ پہنچنے کی درخواست کی کہ بہترین سازگار فضا ہے لاکھوں کے بیعت کرنے کی توقع ہے۔ یہ خط عابس بن ابی شبیبہ لے کر گئے جس میں لکھا تھا ایک لاکھ تلوار آپ کی نصرت کے لیے تیار ہے۔

4: مسلم بن عقیل کے پرجوش استقبال نے حالات کو یکسر بدل دیا۔ دوسری طرف سرکاری ایجنسیوں اور متعدد اہم شخصیات نے یزید کو اطلاعات اور رپورٹس بھیجیں کہ حالات قابو سے باہر ہورہے ہیں اور فوری نہ سنبھالا گیا تو صوبہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یزید نے اپنے والد کے معتمد مشیر سرجون کو طلب کر کے مشورہ چاہا۔ اس نے کہا کہ کوفہ کو سنبھالنے کے لیے موزوں ترین آدمی عبیداللہ بن زیاد ہے جس کے والد زیاد بن ابی سفیان عامل کوفہ و بصرہ رہے ہیں اور خود ابن زیاد آج کل بصرہ کا عامل ہے۔ یزید ذاتی طور پر زیاد اور پھر ان کے بیٹے عبیداللہ کو پسند نہیں کرتا تھا مگر حالات کا تقاضا تھا کہ ایسا کرنا پڑا اور یزید نے ابن زیاد کے نام فرمان جاری کیا کہ بصرہ میں کسی کو نائب مقرر کر کے خود کوفہ پہنچو اور بگڑتی صورتِ حال کو سنبھالو۔ اس تمام بدلتی صورتِ حال کے ساتھ مکّہ میں تمام عمائدین حضرت امام حسینؓ کو کوفہ جانے سے روک رہے تھے جن میں حضرت عبداللہؓ بن عباس اور عبداللہؓ بن زبیر بھی شامل ہیں۔

ابن زیاد کی بصرہ سے کوفہ آمد

عبید اللہ بن زیاد نے اپنے بھائی عثمان کو بصرہ میں نیابت سونپ دی اور اگلے روز روانگی کا پروگرام بنا لیا کہ رات کو اطلاع ملی کہ ایک قاصد امام حسینؓ کے خطوط بااثر شخصیات کے نام لایا ہے کہ کوفہ پہنچ کر امام حسینؓ کی بیعت اور حمایت کرو۔ ابن زیاد کے خسر منذر بن جارود کی مخبری پر قاصد پکڑا گیا اور صبح ابن زیاد نے سب کو جمع کر کے پرزور تقریر کی کہ یہ قاصد پکڑا گیا ہے اور اس نے سب نام بتا دیئے ہیں جن کے نام خطوط آئے ہیں فی الحال میں ان سب کو معاف کرتا ہوں اور تنبیہ کرتا ہوں کہ یزید کی اطاعت سے مت نکلیں ورنہ وہ حال ہوگا جو ابھی اس قاصد کا تمہارے سامنے ہوگا۔ پھر اس قاصد کو بے دردی سے قتل کروا دیا اور خود حسبِ پروگرام کوفہ کے لیے روانہ ہوگیا۔

کوفہ میں فضا پوری طرح امام حسینؓ کے لیے چشم براہ تھی اور ہر فرد فوراً بیعت کرنے کے لیے پُرجوش۔ دوسری طرف عاملِ کوفہ نعمان بن بشیر بہت محتاط ہو کر گویا گورنر ہاؤس میں محصور تھے۔ ابن زیاد نے اپنا لشکر کوفہ سے باہر روک دیا اور خود حجازی لباس پہن کر داخل کوفہ ہوا۔ لوگ اسے امام حسینؓ خیال کر کے پرجوش استقبال کرنے لگے۔ وہ سیدھا گورنر ہاؤس پہنچا جہاں بیرونی گیٹ بند کر کے عامل یعنی گورنر نعمان بن بشیر اپنے مصاحبین کے ساتھ چھت پر موجود سارے حالات کا جائزہ لے رہے تھے۔ اوپر سے ہی دستک سن کر مخاطب ہوا کہ:

اے ابن رسول اللہ! آپ بہت مقبول، بزرگ اور خدارسیدہ انسان ہیں۔ خدارا ایک قائم ہوجانے والی حکومت کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں اور واپس چلے جائیں۔

ابن زیاد معاملہ سمجھ گیا اور حجازی عمامہ اتار کر بولا کہ گیٹ کھولو مَیں ہوں ابن زیاد! فوراً گیٹ کھلا اور ابن زیاد نے چارج سنبھال لیا۔ اور پوچھا کہ مسلم بن عقیل کہاں ہیں؟ اور جلد ہی بڑی حکمت سے معلوم کرلیا کہ وہ ابن زیاد کی آمد پر مختار ثقفی کے گھر سے ہانی بن عروہ کے بڑے گھر میں فروکش ہوگئے ہیں۔ ابن زیاد نے دراصل اپنے ایک معتمد معقل تمیمی کو سمجھا کر تین ہزار درہم کی تھیلی دی کہ جاؤ اور ہانی بن عروہ کو جو اپنے محل سے باہر براجمان ہوگا کسی طرح لجاجت سے کہو کہ مَیں بصرہ سے آیا ہوں اور وہاں سے فلاں فلاں لیڈر بھی پہنچنے والے ہیں۔ مَیں یہ ہدیہ عقیدت ہتھیاروں کی خرید

کے لیے لایا ہوں اور مَیں فقط آنے والوں کی اطلاع حضرت مسلم تک پہنچانا چاہتا ہوں کیونکہ انہی کے پاس پہنچنے کی ہمیں امام حسینؓ کی طرف سے تاکید ہوئی ہے۔ ہانی اس چال میں آگئے اور حضرت مسلم سے ملا دیا۔ ازاں بعد ابن زیاد کے حکم پر ہانی لائے گئے جو حضرت مسلم کے متعلق بے خبری ظاہر کرنے لگے۔ تب معقل کو سامنے کر دیا گیا اور ہانی شرمسار ہوئے اور گرفتار کرکے ایک کمرے میں بند کر دیئے گئے۔ باہر شور مچ گیا کہ ہانی پکڑے اور قتل کر دیئے گئے ہیں۔

یہ سن کر حضرت مسلم نے اپیل کی اور چار ہزار کا لشکر جمع ہو کر گورنر ہاؤس کی طرف بڑھا اور ابن زیاد کے خلاف لڑنے مرنے پر تیار ہوا۔ عبدالرحمٰن کندی، مسلم بن عوسجہ اور ابو تمام صائدی بڑے بڑے جتھوں کے ساتھ شامل ہوئے۔

ابن زیاد نے کثیر بن شہاب اور محمد بن اشعث کو اس لشکر میں پھوٹ ڈالنے اور اسے منتشر کرنے کا مشن سونپا اور وہ کامیاب رہے۔ چنانچہ لشکر تتر بتّر ہوگیا اور جو چند باقی رہے وہ بھی مغرب کے وقت ادھر ادھر ہوگئے۔ مسلم تنہا ایک گلی میں چلے اور کندہ قبیلہ کی بوڑھی خاتون طوعہ نے دیکھا تو پانی پلا دیا اور گھر میں پناہ دی۔ اس بڑھیا کا بیٹا بلال آیا تو دیکھ کر پریشان ہوگیا کیونکہ باہر تو منادی ہو رہی تھی کہ سب لوگ عشاء میں جمع ہوں اور حصین بن نمیر پولیس افسر گھر گھر تلاشی لے رہا ہے تاکہ مسلم کو پکڑے۔ بلال نے اپنے دوست عبدالرحمٰن ابن محمد بن اشعث کو بتایا اور یوں رپورٹ ہونے پر 50 کی نفری گرفتار کرنے آئی۔ حضرت مسلمؓ نے تلوار سونت لی۔ محمد بن اشعث نے کہا کہ جان نہ گنوا بیٹھیں خود کو میری امان میں دے دیں۔ سپاہیوں نے گھیرے میں لے کر تلوار ان سے لے لی اور ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا۔ جہاں ہانی کے ساتھ ہی قید کر دیئے گئے۔ ابن زیاد کے ساتھ کافی گفتگو کے بعد واضح ہوگیا کہ قتل کر دیئے جائیں گے اس لئے وصیّت کی جس کا اہم حصہ امام حسینؓ کے لیے مکّہ ہی رک جانے اور کوفہ نہ آنے کا پیغام تھا کہ اہلِ کوفہ نے بے وفائی اور عہد شکنی کرکے منہ مکمل طور پر موڑ لیا ہے۔

مسلمؓ اور ہانی شہید کر دیئے گئے۔ اور جس دن شہید کئے گئے وہی دن تھا یعنی 3 ذی الحجہ کہ مکّہ سے امام حسینؓ کوفہ کے لیے روانہ ہوئے۔

حضرت امام حسینؓ کا مکّہ سے کربلا کا سفر

نامور شیعہ عالم و مؤرخ جناب ملا باقر مجلسی کی بہت مشہور کتاب ہے جلاء العیون۔ اس میں بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت امام حسینؓ کے بلند عزم و ارادہ پہاڑوں سے مضبوط شخصیت اور ایک ایک دن کی رُوداد درج ہے۔ آج ممکن ہے متعدد مقامات کے نام بھی تبدیل ہوگئے ہوں مگر واقعات کا استناد قائم رکھنے کے لیے 3 ذوالحجہ سے دس محرّم الحرام تک کی گویا ایک ڈائری مدِّنظر رکھتے ہوئے مکّہ سے کربلا تک قریباً 900 کلومیٹر کا ایک مہینہ میں سفر اور 14 مقامات کا ذکر جہاں امام عالی مقام رُکے، ٹھہرے یا قیلولہ کیا اور پھر اگلے مقام کی طرف بڑھتے گئے۔ یہ ذکر محض نمونہ کے طور پر ایک آدھ بات کرنے تک محدود ہے:

1: تنعیم: اس جگہ یمن کے عامل کے بھیجے ہوئے تحائف وغیرہ لے جانے والا قافلہ ملا۔ امام حسینؓ کی رائے تھی کہ تحائف پر امام زمان کا حق ہے اور وہ یزید نہیں ہوسکتا۔ قافلہ پر تصرف ہوا اور اس قافلہ کے اونٹ وغیرہ اب قافلۂ حسینی کا حصہ بنے۔

اس جگہ مدینہ سے حضرت امام حسینؓ کے چچازاد عبداللہ بن جعفر کا خط لے کر ان کے بیٹے عون اور محمد بھی پہنچے۔ خط میں تھا کہ سفر کی جلدی نہ کریں۔ میں بھی آرہا ہوں۔ عبداللہ بن جعفر کے کہنے پر حاکم مدینہ عمرو بن سعید نے خط لکھ دیا کہ امام حسینؓ مدینہ تشریف لے آئیں۔ حاکم کے بھائی یحییٰ اور عبداللہ بن جعفر بھی خط لے کر آن پہنچے اور بہت روکا کہ کوفہ جانے کی بجائے مدینہ چلیں مگر حضرت امام حسینؓ نے اپنا ارادہ ترک نہیں فرمایا۔

عبداللہ بن جعفر روکنے سے ناکام ہو کر بادیدۂ اشکبار و بادلِ افگار واپس مدینہ جاتے ہوئے بیٹوں کو حضرت امام حسینؓ کا پورا ساتھ دینے کی تاکید کر گئے۔

2: ثعلبیہ: کوفہ کے بشیر بن غالب یہاں ملے۔ کوفہ کا احوال بتایا کہ لوگوں کے دل امام کے ساتھ ہیں مگر تلواریں بنی اُمیّہ کی طرف ہیں۔ اس سے پہلے معروف شاعر فرزدق بھی یہی بات کہہ چکے تھے اور مشورہ بھی دیا تھا کہ آگے نہ جائیں!

3: چشمہ ٔعذیب: قیلولہ فرمایا اور اٹھ کر بیٹے علی اکبر کے سوال پر بتایا کہ ابھی خواب میں آنے والا وقت دیکھا ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کچھ مقدر ہے۔ اشارہ اس طرف تھا کہ سب کے لیے ایک عظیم شہادت مقدر ہے۔

4: ہیمیہ: ابوہریرہ نام کے ایک شخص نے عندالملاقات مدینہ سے چلے آنے کا سبب پوچھا تو آپؓ نے فرمایا مال و عزت کے بعد اب بنو اُمیّہ مجھے قتل کرنے کے دَرپے ہوئے تو میں نے مدینہ چھوڑ دیا۔ اس دوران حاکم مدینہ ولید کو امام حسینؓ کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے ابن زیاد کو لکھا کہ ان سے متصادم نہ ہونا۔ مگر اس پر اس بات کا کوئی اثر نہ ہونا تھا نہ ہوا۔

5: بطن رمہ: سے عبداللہ بن یقطر کو اہلِ کوفہ کے نام خط دے کر بھیجا کہ میں آرہا ہوں۔ نواح مکّہ سے 8 ذی الحجہ کو نکل کر اب قریب ہوں۔ قاصد پکڑا گیا تو اس نے خط تلف کر دیا۔ تاہم ابن زیاد کے پولیس افسر حصین بن نمیر نے اس کو ابن زیاد کے پیش کیا تو اس نے اس کا سرقلم کرا دیا۔ یہی حال ایک اور قاصد قیس بن مسہر کا ہوا۔

6: قادسیہ: ابن زیاد نے حصین بن نمیر کی کمان میں لشکر بھیج دیا جو قادسیہ سے قطقطانیہ تک پھیلا ہوا تھا۔

7: حاجز: ایک چشمۂ آب پر پہنچے۔ وہاں عبداللہ بن مطیع ملا اور حیران ہوا کہ آپ کہاں؟ تفصیل سن کر کہنے لگا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ خود کو معرضِ تلف میں نہ لائیے۔ بہت خطرناک حالات ہیں کوفہ ہرگز ہرگز نہ جائیں مگر امام کے قدم نہیں رُکے۔ اسی مقام پر ابن زیاد کی طرف سے بصرہ و شام کے راستے بند کرانے کا علم ہوا۔

ایک قافلہ زہیر بن قین بجلی کی قیادت میں متوازی سفر کر رہا تھا۔حضرت امام حسینؓ نے اس کو بلایا تو لبیک کہہ کے ہمراہ ہوا اور بیوی کو وداع کر دیا۔

8: خزیمہ: یہاں رات گزاری اور علم ہوا کہ ظالموں نے مسلم اور ہانی شہید کر دیئے ہیں۔ یہ بات کوفہ کی طرف سے آنے والے عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن شمعل نے بتائی اور تاکید کی کہ آگے نہ جائیں بہت خطرناک صورتِ حال ہے۔

اسی جگہ قاصد عبداللہ بن یقطر کے شہید ہونے کی اطلاع ملی اور آبدیدہ ہوگئے۔ اور بادیدۂ تر ہاتھ اٹھا کر دردناک دعا کی کہ ''ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے''۔

9: بطنِ عقبہ: بنی عکرمہ کا ایک بزرگ ملا اور کہنے لگا: ''یا ابن رسول اللہ! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ واپس جایئے اور بخدا آپ نہیں جاتے مگر نوکِ سنان و شمشیر جان ستان کی طرف جاتے ہیں''۔

10: اشراف: رات گزاری اور صبح حکم دیا کہ پانی بھر کے ہمراہ لے لو۔ پھر چل پڑے۔ دوپہر کے وقت سامنے دور لشکر پر نظر پڑی اور خطرہ بھانپ کر رخ ایک پہاڑ کی طرف کر لیا کہ تصادم کی صورت میں پہاڑ پشت پر ہو۔

حُرّ بن یزید ریاحی ایک ہزار سواروں کے ساتھ عین شدتِ گرما میں قافلۂ حسینی کے قریب صف آراء ہوا۔ امام نے ان میں آثارِ تشنگی دیکھ کر حکم دیا کہ سب کو اور ان کے جانوروں کو پانی پلایا جائے۔

حُرّ بن یزید دراصل حصہ تھا بڑے لشکر کا جو ابن زیاد نے حصین بن نمیر کی قیادت میں آنے والے حالات پر قابو پانے کے لیے بھیجا تھا۔

یہاں حُرّ نے بھی اپنے دستے سمیت نماز ظہر پھر نماز عصر امام حسینؓ کی اقتداء میں ادا کیں اور امام نے بتایا کہ مَیں اہلِ کوفہ کے بااصرار بلاوے پر آیا ہوں اور عصر کے بعد خطاب میں فرمایا:

''اَیُّھَا النَّاس! اگر تمہاری رائے پھر گئی ہے تو میں بھی واپس جاتا ہوں''۔ مگر حُرّ نے کہا کہ مجھے حکم ہے کہ آپ کو واپس نہ جانے دوں۔ آپ کی تعظیم کرتا ہوں مگر یا کوفہ چلیں یا کسی اور راستے سے مدینہ چلے جائیں۔

11: قصرِ بنی مقاتل: متوازی چلتے ہوئے قصر مقاتل پہنچے۔

12: قطقطانیہ: قطقطانیہ میں ایک خیمہ نظر پڑا۔اس خیمہ سے نکل کر عبداللہ بن حُرّ آیا تو امام نے اپنی حمایت کا کہا۔عبداللہ نے گھوڑا پیش کر دیا جو امام نے قبول نہیں کیا کیونکہ جو خود حمایت میں نہیں آتا اس کی طرف سے کوئی ہدیہ بھی کیوں قبول کیا جائے۔

قطقطانیہ میں کئی کشفی نظارے بھی دیکھے کہ شہید کر دیئے جائیں گے اور شہادت کے بعد اُمّت اور بنو ہاشم پر ہمیشہ کے لیے کٹھن وقت شروع ہو جائے گا۔

13: کربلا (2 محرم الحرام 61ھ): صبح تیار ہو کر دوسری طرف جانا چاہا مگر حُرّ مانع ہوا یہاں تک کہ چلتے چلتے کربلا پہنچے اور اسی وقت دور سے ایک سوار نمایاں ہوا۔ وہ بڑی تیزی سے آیا مگر امام حسینؓ کو چھوڑ دیا اور حُرّ کو جا سلام کیا۔ وہ دراصل ابن زیاد کا قاصد تھا۔حُرّ نے خط کھول کر پڑھا تو لکھا تھا کہ جہاں خط ملے وہیں امام حسینؓ کو روک دو اور ان کو ایسے بیابان میں اتارو جہاں پانی اور آبادی نہ ہو۔حُرّ نے یہ خط باآواز بلند سنا دیا۔

حضرت امام حسینؓ کے رفقاء میں سے یزید بن مہاجر نے قاصد کو پہچان کر پوچھا کہ کیا پیغام ہے؟

زہیر نے جنگ کا مشورہ دیا مگر امام نے فرمایا کہ پہل نہیں کر سکتا۔

یہ دو محرم الحرام 61ھ روز چہار شنبہ تھا خط سنانے کے بعد حُرّ نے ابن زیاد کو رپورٹ بھیجی جس پر ابن زیاد نے امام حسینؓ کے نام خط بھیجا: ''یزید بن معاویہ نے مجھے خط لکھا ہے کہ آپ کو مہلت نہ دوں۔ یا آپ سے بیعت لوں یا انکار کی صورت میں یزید کے پاس بھیج دوں''۔

قاصد نے خط کا جواب چاہا تو فرمایا کہ اس کا جواب میرے پاس نہیں۔بس اتنا یاد رکھو کہ اس پر عذاب اترا ہے۔اس کے بعد حضرت امام حسینؓ نے اپنے اصحاب کو خطاب کیا اور خدا کی خاطر شہادت کی عظمت بتائی اور صورتِ حال واضح کر دی۔اس پر زہیر پھر ہلال بن نافع بجلی پھر بریر بن خضیر نے لبیک کہا اور پوری جان نثاری کا یقین دلایا۔ امام نے تمام اصحاب اور بچوں پر نظر ڈال کر دعا دی۔

3 محرّم الحرام 61ھ

ابن زیاد واپسی جواب پر آگ بگولا ہو گیا اور عمر بن سعد کو پیغام جنگ بھیج دیا جو چار ہزار نفری کے ساتھ پہلے ہی کربلا کے نزدیک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ کربلا میں آ گیا۔ ابن سعد نے حضرت امام حسینؓ سے رابطہ کرنا چاہا اور عروہ بن قیس احمسی کو کہا مگر وہ خود خطوط لکھ کر کوفہ بلانے والوں میں سے تھا اس لئے معذرت کی۔اسی طرح کئی اور نے انکار کیا آخر نہایت شجاع، بیباک اور بے حیا شخص کثیر بن عبداللہ نے خود کو اس کام کے لیے پیش کیا اور کہا کہ حکم ہو تو سر کاٹ کے لے آؤں۔ ابن سعد نے کہا نہیں صرف یہ پوچھ کے آؤ کہ یہاں آپ کیوں آئے ہیں؟

کثیر خیموں کے نزدیک گیا۔حضرت امام حسینؓ کو ملنا چاہا تو رفقاء نے کہا کہ پہلے ہتھیار کھول کے آؤ۔ مگر وہ اس پر راضی نہ ہوا۔تب قرہ بن قیس کو بھیجا گیا تو حضرت امامؑ نے فرمایا: تم لوگوں نے بے شمار خطوط لکھ کر بلایا۔اگر میرا آنا اب منظور نہیں ہے تو مجھے واپس جانے دو۔

ابن سعد نے یہ رپورٹ ابن زیاد کو بھیج دی کہ امام حسینؓ واپس جانے کو تیار ہیں۔ ابن زیاد رپورٹ پڑھ کر مطمئن ہوا۔تب شمر ذی الجوشن نے ابن زیاد کو اُکسایا کہ واپس مت جانے دو۔ یہی تو موقع ہے اسے قابو کر لینے کا۔ یاد رہے یہ شمر ذی الجوشن حضرت علیؓ کا برادر نسبتی تھا۔

4 محرّم الحرام 61ھ

ابن زیاد نے عمر بن سعد کو خط لکھوا کر بھیجا کہ امام حسینؓ اور ان کے تمام اصحاب بیعت کریں۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ کیا مناسب ہے۔

ابن زیاد نے خط بھیج کر مسجد میں خطاب عام میں انعام واکرام کی باتیں کیں اور پبلک کو قتلِ حسین پر اُکسایا جس پر لوگ تیار ہوتے گئے۔ اور مختلف وفود لشکر کی صورت تیار ہوتے رہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

شمر ذی الجوشن 4000، یزید بن رکاب 2000، حصین بن نمیر 4000، شیث بن ربعی 4000، محمد بن اشعث بن قیس 1000۔

5 محرم الحرام 61ھ

عمر بن سعد کو ابن زیاد کی طرف سے یہ فرمان ملا کہ صبح وشام صورتِ حال سے آگاہ کرو اور تیار ہونے والے لشکروں کو بھیجنے کا کام جاری رہا۔

6 محرم الحرام 61ھ

مختلف لشکر کربلا پہنچ گئے۔ حبیب بن مظاہر نے قریب ہی آباد قبیلہ بنی اسد کو مائل بہ نصرت کرنے کے لیے حضرت امام حسینؓ سے اجازت چاہی۔ رات کو گئے اور 90 افراد پوری حمایت کے لیے تیار ہوئے۔ جس کی جاسوس نے اطلاع کر دی تو عمر بن سعد نے ارزق شامی کی کمان میں 400 نفری بھیجی اور مقابلہ میں غالب رہے تاہم حبیب بن مظاہر ٹھیک سلامت واپس پہنچ گئے اور سب حال واپس آ کر حضرت امام حسینؓ کو سنایا۔

عمرو بن حجاج کی کمان میں 500 آدمی ڈیوٹی پر دریائے فرات پر تعینات کر دیئے گئے تا کہ پانی سے روکیں۔ اس پر لکھا ہے کہ:

''جب تشنگی نے اصحاب وفادار، انام ابرار پر غلبہ کیا حضرت پاس آ کے شکایتِ پیاس بیان کی۔ حضرت نے ایک بیلچہ دستِ مبارک میں لیا اور عقب خیمہ حُرّم محترم تشریف لائے اور پشتِ خیمہ سے نو قدم سمت قبلہ چلے اور وہاں ایک بیلچہ زمین پر مارا کہ باعجاز آنحضرتؐ چشمہ آبِ شیریں ظاہر ہوا اور امام حسینؓ نے مع اصحاب وہ پانی نوش کیا اور مشکیں وغیرہ بھر لیں''۔

7 محرم الحرام 61ھ

خیمہ کے پیچھے چشمۂ آب کی خبر معاندین تک پہنچی تو سختی بڑھا دی گئی۔ پانی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے 30 سوار اور 20 پیادے حضرت عباس کے ہمراہ بھیجے۔ عمرو بن حجاج نے روکا اور پوچھا کون ہو؟ ہلال بن نافع نے کہا کہ تمہارا ابنِ عم ہوں اور پانی پینے آیا ہوں۔ اس نے کہا تم جلدی پی لو۔ دیگر کو نہیں پینے دوں گا۔ ''ہلال نے اپنے اصحاب کو آواز دی کہ جلدی پانی بھر لو۔ حجاج نے اپنے لشکر سے کہا ہے کہ پانی نہ بھرنے دو۔ قریب تھا کہ آتش حُرّب وضرب مشتعل ہو مگر اصحاب امام حسینؓ نے جلد مشکیں پانی سے بھر لیں اور روانہ ہوئے اور کوئی آسیب وگزند نہ پہنچا''۔

رات حضرت امام حسینؓ نے عمر بن سعد کو طلب کیا کہ چند باتیں کروں گا۔ امام حسینؓ بیس آدمی اپنے لشکر سے لے کر علیحدہ ہوئے اور وہ شقی بھی مع بیس آدمیوں کے اپنے لشکر سے جدا ہوا۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے کہا ٹھہرے رہو اور عباس وعلی اکبر کو اپنے ہمراہ لیا۔ اس رُوسیاہ نے بھی اپنے اصحاب سے کہا رُک جاؤ۔ حفص اپنے ایک غلام اور پسر کو ہمراہ لے کے آیا۔ امام حسینؓ نے حجّت تمام کرنے کو اس شقی سے کہا: اے کم بخت تو مجھ سے مقابلہ کرتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ مَیں کون اور کس کا پسر ہوں۔ آیا خدا سے نہیں ڈرتا اور اعتقاد قیامت پر نہیں رکھتا وغیرہ''۔

8 محرم الحرام 61ھ

ابن زیاد کو کوفہ میں رپورٹیں ملیں کہ ابن سعد اور امام حسینؓ کی علیحدگی میں بھی ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ اس پر ابنِ زیاد نے جویرہ بن بدر کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ حسین ابن علی سے مذاکرات کرنے اور رعایتیں دینے کے لیے تمہیں نہیں بھیجا گیا اپنا فرض ادا کرنے کی طرف دھیان کرو ورنہ فوج کی کمان چھوڑ دو۔ بعد میں سوچا کہ اگر عمر بن سعد کمان چھوڑ دے تو فوج کا کیا بنے گا اور ابن سعد چارج کسے سونپے گا؟ اس پر طے پایا کہ صبح شمر ذی الجوشن بھی روانہ ہو جائے۔

9 محرم الحرام 61ھ

رات کا چلا قاصد صبح پہنچا اور ابن سعد کو پیغام پہنچا دیا۔ ابن سعد سوچ بچار میں ہی تھا کہ کوفہ سے صبح چل کر شمر ذی الجوشن عصر کے قریب اس کے پاس پہنچا اور پیغام لایا کہ فوراً جنگ شروع کرو ورنہ فوج شمر کے سپرد کر دو۔

ابن سعد نے تیاری شروع کر دی۔ حضرت امام حسینؓ نے کہا کہ رات گزرنے دو، کل صبح فیصلہ ہو جائے گا اب تو رات ہونے والی ہے۔

شمر لشکر گاہ امام کے قریب آیا اور پکارا کہ میرے فرزندانِ خواہر کہاں ہیں؟ وہ آئے تو کہنے لگے تمہارے لئے امان لایا ہوں آجاؤ تم الگ ہو جاؤ۔ انہوں نے حقارت سے شمر اور اس کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور پُر جوش جواب دیا کہ ہم ہر قدم پر وفا کریں گے اور جاں فدا کر دیں گے۔

رات کو حضرت امام حسینؓ نے خیمے متصل کر کے ان کے پیچھے خندق کھود کر اس میں لکڑیاں جلانے کے لیے بھر دینے کا حکم دیا۔

''علی اکبر کو مع تیس سوار اور بیس پیادے دے کے بھیجا کہ وہ چند مشک آب بانہایت خوف واضطراب بھر لائے۔ حضرت نے اپنے اہلِ بیت واصحاب سے فرمایا کہ پانی پیو کہ یہ آخری توشہ تمہارا ہے اور وضو وغسل کرو اور اپنے کپڑوں میں خوشبو لگاؤ کہ وہ تمہارے کفن ہوں گے''۔

رات بھر تیاری وترتیب دینے اور دعائیں کرنے میں گزری۔ نیند سے مغلوب ہوئے تو خواب میں دیکھا کہ کتّے ہم پر حملہ آور ہیں۔

مجموعی طور پر 45 سوار اور 100 پیادے کل قوت تھی اور دوسری طرف 22 ہزار کا لشکر۔

فریقین کے لشکر میدانِ کربلا میں

حضرت امام حسینؓ نے دونوں کناروں سے مڑی ایک لمبی خندق پیچھے رکھ کر خیمے ترتیب دیئے جن کے آگے درمیان میں عَلم حضرت عباس کو سونپا۔ میمنہ پر زہیر بن

قین اور میسرہ پر حبیب بن مظاہر اور علم یعنی جھنڈے کے پیچھے مرکزی خیمہ نصب فرمایا۔

دوسری طرف مخالفانہ ترتیب میں عَلَم ایک غلام درید کو دیا گیا۔ عمرو بن حجاج میمنہ اور شمر ذی الجوشن میسرہ پر تعینات کئے گئے۔ عمرو بن قیس سواروں کا کمانڈر اور شیث بن ربعی پیادوں کا سالار مقرر ہوا۔

10 محرّم الحرام 61ھ

صبح سویرے بریر بن خضیر اجازت لے کر ابن سعد سے بات کرنے گئے۔ ابن سعد نے بات سنی جس میں ان کو غیرت دلائی گئی تھی کہ وہ خدا سے ڈریں اور خاندانِ نبوت کی پاسداری کریں۔ جواب ملا کہ ہم فقط ابن زیاد کے پاس لے جانا چاہتے ہیں آگے وہ جو چاہے۔

بریر نے کہا کہ اس پر بھی راضی نہیں ہوتے کہ امام حسینؓ اپنے وطن واپس چلے جائیں۔ صد افسوس اہلِ کوفہ تم پر کہ عہد و پیمان سے پھر گئے اور مؤکد بعذاب قسموں کو بھول گئے۔

بریر کی ناکام واپسی پر حضرت امام حسینؓ نے عمامۂ رسولؐ سر پہ رکھا اور اونٹ پر سوار ہو کے لشکر ابنِ سعد کے سامنے گئے اور فصیح و بلیغ خطاب فرمایا۔ یہ غالباً سفر کربلا کے آغاز سے لے کر اب تک کا طویل ترین اور آخری خطاب تھا۔ جس کا خلاصہ پوری صورتِ حال کی عکاسی کر رہا تھا کہ حضرت امام حسینؓ نے اپنے اور اپنے آباء کے تعارف سے آغاز کے بعد مدینہ سے مکّہ آمد اور وہاں اہلِ کوفہ کی انتہائی پُر زور پُر جوش جذباتی تحریروں پر مشتمل خطوط ملے جو حضرت امام نے سب کو دکھا بھی دیئے۔ حضرت مسلم بن عقیل کا بھیجنا، کوفہ میں ان کا ورود اور ولولہ انگیز استقبال پھر ان کی مثبت رپورٹ پر ایک ماہ کا دشوار سفر کر کے کربلا تک پہنچنا۔ نیکی اور بدی، معروف و منکر اور اچھے بُرے کا فرق واضح کر کے بھرپور انداز میں اتمامِ حجّت کر دی۔ نام لے کر ان کے بڑوں کو پکارا کہ اے شیث بن ربعی! اے حجاز بن الجر! اے قیس بن اشعث! اے یزید بن حارث! ''کیا تم نے مجھے خطوط نہیں لکھے کہ میوہ جات تیار ہو گئے اور صحرا سرسبز ہو گیا اور لشکر ہائے دوستان و یاور مہیا ہو گئے۔ بہت جلد آپ تشریف لایئے کہ ہم سب آپ کی نصرت و یاوری کریں۔ قیس بن اشعث نے جواب دیا کہ اب یہ باتیں مفید نہیں ہیں۔ لڑائی سے دست بردار ہو کے اپنے پسرانِ عم زاد کے حکم پر رضامند ہو جاؤ کہ وہ آپ سے ارادۂ بدی نہیں رکھتے ہیں''۔

آخر یہ حضرت امام حسینؓ نے تمام سپاہ کے مجموعی کمانڈر عمر بن سعد کو آواز دی۔ وہ سامنے آئے تو پُر جوش خطاب کیا:

''اے عمر! تو مجھے بامیدِ حکومتِ رے و جرجان قتل کرتا ہے کہ پسرِ زیاد تجھے دے گا۔ قسم بخدا ہرگز تجھے میسر نہ ہو گا۔ اور بعد میرے زندگی تجھ پر گوارا نہ ہو گی اس لئے کہ یہ جو مَیں نے تجھ سے بیان کیا اس کی خبر بزرگوں نے مجھ کو دی۔ جو تیرا دل چاہے وہ کر مگر بعد میرے دنیا و عقبیٰ میں خوشی تجھے نہ ہو گی۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت جلد تیرا سر نجس نیزہ پر کوفہ میں نصب کیا ہے اور لڑکے اس پر پتھر مار کے نشانہ بنا رہے ہیں''۔

''یہ سن کر عمر خشمناک ہو کے اپنے اصحاب شقاوت مآب کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ کیا انتظار ہے اور کیوں ان کو مہلت دے رکھی ہے''۔

حضرت امام حسینؓ اپنے خیموں کی طرف واپس ہوئے اور اب آغازِ جنگ کے نازک ترین لمحات آئے تو حُرّ، عمر بن سعد سے مل کر اپنے ساتھی قرہ بن قیس کے پاس گئے اور پوچھا کہ گھوڑے کو پانی پلا لیا ہے؟ قریب ہی مہاجر بن اوس نے دیکھا کہ حُرّ کانپ رہا ہے پھر ڈھال آگے کئے۔ حُرّ امام حسینؓ کی طرف بڑھے اور ڈھال آگے پھینک کر دست بستہ معافی کے خواستگار ہوئے کہ یہ مَیں تھا جس نے آپ کو واپس نہ جانے دیا اور گھیر کر یہاں لایا۔ اللہ مجھے معاف کرے آپ بھی معاف کر دیں۔ میرے لئے دعا کریں اور مجھے قبول فرمائیں کہ آپ کی طرف سے لڑ کے اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں۔

ادھر عمر بن سعد نے ایک علامتی تیر چلا کر آغاز جنگ کا اعلان کر دیا۔ حُرّ کو اجازت مل چکی تھی۔ ایک شدید معرکہ ہوا اور چالیس مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار کر حُرّ، ایوب بن مسروح کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ نعشِ حُرّ کو مومنین اٹھا لائے اور حضرت امام حسینؓ نے دعا کی۔ پھر مبارزت شروع ہوئی۔ ایک ایک فدائی جاتے اور جانے سے پہلے حضرت امام حسینؓ کے سامنے آ کر سلام کرتے اور اجازت و دعا کے ساتھ میدان میں اُتر کر سرخرو ہوتے۔ حضرت امام حسینؓ ہر اجازت کے ساتھ آیتِ قرآنی پڑھتے: مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ... (الاحزاب:24)

شہیدانِ باوفا

''جلاء العیون'' سے ماخوذ معلومات کے مطابق ترتیبِ شہادت حُرّ کے بعد کچھ اس طرح ہے:

1۔ بریر بن خُضیر 30 کو موت کی وادی میں اتار کر بجیر بن اوس کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ 2۔ وھب بن عبداللہ کلبی ان کے ہاتھوں 19 سوار اور 24 پیادے ہلاک ہوئے۔ آخر شدید زخمی ہو کر گرفتار ہوئے اور شہید کر دیئے گئے۔ 3۔ وہب کی زوجہ زخمی میاں پر آ گری تو شمر کے حکم سے اس کو گرز مار کے شہید کیا گیا۔ 4۔ وہب کی والدہ بے اختیار میدان میں آ گئی حملہ آور کو روکتے ہوئے شہید ہوئیں۔ تاہم جو لٹھ پکڑے آگے بڑھی تھیں اس سے 3 ہلاک کئے۔ 5۔ عمر بن خالد ازدیا اور پھر ان کا بیٹا۔ 6۔ خالد آگے بڑھ کر شہید ہوئے۔ 7۔ سعید بن حنظلہ تمیمی شدید معرکہ میں بہت سے منافقین کو مار کر شہید ہوئے۔ 8۔ عمر بن عبداللہ مذحجی بہت سے مخالف ہلاک کئے آخر دو کے حملہ سے شہید ہوئے۔ 9۔ مسلم بن عوسجہ بہت بے جگری سے لڑے۔ لمبے قتال کے بعد گھوڑے سے گر کر شہید ہوئے۔ خود امام حسینؓ اور حبیب بن مظاہر اٹھا لائے۔ 10۔ زہیر بن قین بجلی 19 ہلاک کئے ایک روایت ہے کہ 120 مارے پھر شہید ہوئے۔ 11۔ حبیب بن مظاہر اسدی 31 ہلاک کئے 62 کی بھی روایت ہے۔ اور شہید ہوئے۔ 12۔ مالک بن انس کاہلی 18 کو واصل جہنم کر کے شہید ہوئے۔ 13۔ زیاد بن مہاجر کندی 9 کو ہلاک کر کے وارث جنت ہوئے۔ 14۔ ہلال بن حجاج 13 روسیاہ مارے اور زخمی گرفتار ہو کر

شہید ہوئے۔ 15۔ نافع بن ہلال ایک بڑے گروہ کو ختم کر کے سرخرو ہوئے۔

کھلی جنگ کا آغاز

اس مرحلہ پر کہ 15 وفا شعار سرخرو ہو چکے تھے اور سینکڑوں معاندین موت کے گھاٹ اتر گئے تو عمرو بن حجاج نے عمر بن سعد کو مشورہ دیا کہ مبارزت کی بجائے یکبارگی حملہ کیا جائے۔ چنانچہ فیصلہ ہوا اور شمر اپنے جتھہ کے ساتھ میسرہ پر حملہ آور ہوا۔ مقابلے میں 32 سواروں کی قوت تھی۔ جبکہ شمر کے پیچھے حصین بن نمیر کی قیادت میں 500 تیر اندازوں کی مدد بھی تھی۔

بعض خیموں سے تیر چلائے گئے جن سے شمر کے گھوڑے زخمی ہو کر پیچھے کو بھاگے اور معاندین کو ہی کچلنے لگے۔ اس پر عمر بن سعد نے خیمے گرانے کا حکم دے دیا۔ اس طرح خیموں والے تیر انداز مومنین باہر آ کر نبرد آزما ہوئے۔

ابن سعد نے خیمے جلا دینے کا حکم جاری کیا۔ حضرت امام حسینؓ نے مزاحمت نہ کی کہ اس طرح آگ ایک طرف کو محفوظ کر دے گی۔

نماز ظہر کا وقت

شدّت کا معرکہ ظہر تک جاری تھا کہ ابو تمامہ ہائدیؒ حضرت امام حسینؓ کے پاس آئے کہ ہماری جانیں آپ پر فدا۔ وقت ہو چکا ہے وداع کی نماز آپ کے ساتھ ادا کر سکیں تو اچھا ہو گا۔ فرمایا ان سے بات کرو۔ مقابل پر حصین بن نمیر تھا سن کر کہنے لگا کہ تمہاری نمازیں مقبول نہیں ہیں۔ یہ سنتے ہی ایک جان نثار نے تلوار چلا دی۔ گھوڑا زخمی ہوا تو حصین نیچے اترا اور اس کے ساتھی ہجوم کر کے اسے لے گئے۔

16۔ عبداللہ حنفی حضرت امام کے سامنے تھے تحفظ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ آنے والا ہر وار اپنے پر لے رہے تھے۔ اسی دوران نماز خوف ادا کر دی گئی۔ 17۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ یزنی۔ 18۔ عمرو بن قرظہؒ انصاری۔ 19۔ جون آزاد کردہ غلام۔ 20۔ عمرو بن خالد صیداوی۔ 21۔ حنظلہ بن اسعد شامی (لڑتے ہوئے سب کو کہتے کہ امام کو شہید نہ کرو تم پر عذاب الیم ہو گا۔ امام حسینؓ نے فرمایا یہ اشقیاء ہیں ان پر کوئی اثر نہیں)۔ 22۔ سوید بن عمر زخمی ہو کر لاشوں میں پڑے تھے کہ سنا امام حسینؓ شہید ہو گئے تو موزے میں رکھی چھری نکال کر ایک شقی پر حملہ کرنا چاہا تو اس نے شہید کر دیا۔ 23۔ یحییٰ بن سلیم مازنی۔ 24۔ قرہ بن ابی قرہؓ 25۔ عمرو بن مطاق۔ 26۔ حجاج بن مسروق۔ 27۔ جنادہ بن حارث۔ 28۔ عمرو بن جنادہ۔ 29۔ عبدالرحمٰن بن عروہ۔ 30۔ شوذب ایک وفا شعار غلام۔ 31۔ عابس بن شبیب شاکری (بڑی بے جگری سے لڑتے ہوئے مسلسل تہ تیغ کرتے جا رہے تھے۔ آخر ابنِ سعد نے بڑے حملہ سے شہید کرا دیا۔ 32۔ عبداللہ غفاری۔ 33۔ عبدالرحمٰن غفاری۔ 34۔ غلام ترکی۔ 35۔ زیاد بن شعثا۔ 36۔ ابو عمر نہشلی۔ 37۔ سیف بن ابی الحارث۔ 38۔ مالک بن عبداللہ

اہل بیت حسینؓ اور خویشان و اقارب

سب نے ایک دوسرے سے بات کی اور گویا الوداعی سلام دعا ہوا پھر ایک ایک کر کے آگے بڑھے اور دادِ شجاعت دیتے ہوئے اللہ کو پیارے ہوتے گئے۔

39۔ عبداللہ بن مسلم بن عقیل۔ ایک روایت ہے کہ 98 ہلاک کر کے شہید ہوئے۔ 40۔ جعفر بن عقیل۔ 15 ہلاک کر کے شہید۔ 41۔ عبدالرحمٰن بن عقیل۔ 17 قتل کئے اور شہید ہوئے۔ 42۔ عبداللہ بن عقیل نے ایک بڑے گروہ کو واصلِ جہنم کیا۔ 43۔ محمد بن ابو سعید بن عقیل۔ 44۔ علی بن عقیل۔ 45۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار۔ 46۔ عون بن عبداللہ بن جعفر۔ 47۔ عبداللہ بن عبداللہ۔ 48۔ قاسم پسرِ حسینؓ۔ صغر سنی کے باوجود کمال مہارت سے 35 سنگ دل مار کے شہید ہوئے۔ 49۔ عبداللہ پسر امام حسنؓ۔ 50۔ ابو بکر ابن امام حسنؓ۔ 51۔ عبداللہ المعروف ابو بکر بن حضرت علیؓ۔ 52۔ عمر بن حضرت علیؓ۔ 53 عثمان بن حضرت علیؓ۔ 54۔ محمد بن حضرت علیؓ۔ 55۔ ابراہیم بن حضرت علیؓ۔ 56۔ عباس بن حضرت علیؓ آئے اور 80 شقی واصل جہنم کئے۔ 57۔ علی اکبر پسرِ امام حسینؓ آئے۔ آپ 18 سال عمر کے تھے جس طرف رُخ کرتے کشتوں کے پشتے لگا دیتے۔ 120 ہلاک کئے اور آخر پیاس سے نڈھال ہو گئے۔ حضرت امام سے آ ملے تسلی پا کر دوبارہ میدان کارزار میں اُترے اور 60 مزید ہلاک کر دیئے اور شہید ہو گئے۔ 58۔ طفل خورد سال کو ہانی بن بعث نے شہید کر دیا ان کی ماں مادرِ علی اکبر لیلیٰ دخترِ ابی قرہ ثقفی سکتہ میں آ گئیں۔ 59۔ علی اصغر امام حسینؓ کے ہاتھ میں تھے کہ حُرملہ بن کاہلی نے تیر مارا جو گلے میں لگا۔

60۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔ معروف رفقاء کی لاشیں سنبھال سنبھال کر سارے دن کی مشقت سے چور آخر خواتینِ مبارکہ اور بیمار و علیل بیٹے زین العابدین کو مل کر حضرت امام حسینؓ میدان میں اترے۔ پہلے میمنہ کی طرف پھر میسرہ کی طرف حملہ آور ہوئے اور گروہِ کثیر کو واصل جہنم کیا۔ کچھ معاندین خیموں کی طرف بڑھنے لگے تو شمر ذی الجوشن نے ان کو خیمہ ہائے خواتین کی طرف جانے سے روک کر کہا کہ حسینؓ کا جلد کام تمام کرو! امام حسینؓ حملہ کرتے کرتے فرات کی طرف گئے۔ لکھا ہے:

''حضرت پر پیاس کا بہت غلبہ ہوا۔ امام تشنہ لب جانبِ نہرِ فرات روانہ ہوئے جب قریبِ فرات پہنچے سواروں پیادوں نے راستہ روک لیا اور یہ اشقیاء چار ہزار سے زیادہ تھے۔ امام مظلوم نے باوجود شدّت تشنگی بہت کفار کو جانب نار روانہ کیا اور صفوف لشکر کو شگافتہ کر کے گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔ اور اپنے اسپ باوفا سے فرمایا پہلے تو پانی پی لے اس کے بعد میں پیوں گا۔ گھوڑا اپنی تھوتھنی پانی سے اٹھائے رہا اور منتظر تھا کہ پہلے امام تشنہ لب پانی پی لیں۔ جب امام حسینؓ نے چلو میں پانی اٹھایا اور چاہا نوش کریں ایک ملعون نابکار نے آواز دی کہ آپ یہاں پانی پیتے ہیں اور ادھر لشکر مخالف خیمہ ہائے حرَم میں پہنچ گیا۔ یہ سنتے ہی حضرتؓ نے وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا اور بجانب خیمہ روانہ ہوئے''۔

جلاء العیون کے مطابق اس میدان کارزار میں ''امام حسینؓ نے ایک ہزار نو سو پچاس کافرانِ شقاوت

اساس کو ہلاک کیا''۔امام حسینؓ پکارے کہ ''قسم بخدا میں دوست خدا کے پاس جاتا ہوں۔ خدا دونوں جہان میں تم سے میرا انتقام لے گا۔حصین بن مالک نے کہا کس طرح؟ فرمایا خداوند عالم ایسا حکم کرے گا کہ تم اپنی تلواریں ایک دوسرے پر کھینچو گے اور اپنا خون بہاؤ گے۔ دنیا سے منقطع نہ ہو گے اور تمہاری امید ہائے دلی بھی حاصل نہ ہوں گی۔ جب سرائے آخرت میں جاؤ گے وہاں عذاب ابدی تمہارے لئے مہیا ہے''۔

روایات مختلف ہیں ایک روایت کے مطابق حضرت امام حسینؓ کا جسدِمبارک مجموعی طور پر ایک ہزار نو سو زخموں سے چور تھا۔

آخری لمحات

اس کوہِ وقار تاریخ عالم کے نادر وجود عبقری انسان کا وجود سوچیے کہ گزرے دن کے تمام رنج اٹھائے بہتا خون دیکھ دیکھ کر اور ایک کے بعد دوسرے عزیز کی لاش گنتے گنتے وہ کس حال میں ہوں گے کہ اچانک ایک بدبخت ابوالحنوق نے تیر مارا جو آپ کی پیشانی پر لگا۔ کھینچا تو خون چہرۂ مبارک کو تَر کر گیا۔ساتھ ایک سہ پہلو زہر آلود تیر سینۂ مبارک پر آن لگا۔ اسے کھینچا تو خون کا دھارا جسد مبارک کو تَر کر گیا۔ پیادہ تھے۔ مالک بن یسر نے سر مبارک میں ایک ضرب لگائی تو عمامہ خون سے بھر گیا۔الجر بن کعب نے تلوار کا وار کیا۔شمرلعین کے اُکسانے پر حصین بن نمیر نے تیر دہنِ مبارک پر مارا۔ ابو ایوب غنوی نے دوسرا تیر چلایا۔ضرعہ بن شریک نے بائیں بازو پر وار کیا پھر کندھے پر۔سنان بن انس نخعی نے نیزہ مار کے منہ کے بل گرا دیا۔خولی بن یزید اصبحی نے کہا کہ سر کاٹ لو پھر ہاتھ کانپ گیا۔سنان آیا اور تیزی سے سر جسدِمبارک سے الگ کر دیا!! اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(نوٹ: اصل تعداد شہداء کی زیادہ ہے۔ یہ صرف وہ اصحاب ہیں جن کا ذکر کتاب جلاء العیون میں کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں درج کوائف مشہور شیعہ عالم مُلّا باقر مجلسی کی تصنیف جلاء العیون مترجمہ عبدالحسین مطبوعہ لکھنؤ۔ 1919ء سے لئے گئے ہیں)۔

(بشکریہ: روزنامہ الفضل ربوہ)

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل بَرمانے دو

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل بَرمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو
یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پروا جاتی ہے اگر تو جانے دو
تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطراتِ محبّت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو
صادق ہے اگر تو صدق دکھا قربانی کر ہر خواہش کی
ہیں جنسِ وفا کے ماپنے کے دنیا میں یہی پیمانے دو
جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو
عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو
وہ اپنا سر ہی پھوڑے گا وہ اپنا خون ہی بِہائے گا
دشمن حق کے پہاڑ سے گر ٹکراتا ہے ٹکرانے دو
یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائیں گے رشکِ چمن اس دن
ہے قادرِ مطلق یار مرا، تم میرے یار کو آنے دو
جو سچے مومن بن جاتے ہیں موت بھی ان سے ڈرتی ہے
تم سچے مومن بن جاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو
یا صدقِ محمدؐ عربی ہے یا احمدِ ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو
وہ تم کو حسین بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں
یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو
میخانہ وہی، ساقی بھی وہی، پھر اس میں کہاں غیرت کا محل
ہے دشمن خود بھینگا جس کو آتے ہیں نظر خُم خانے دو
محمودؔ اگر منزل ہے کٹھن تو راہ نما بھی کامل ہے
تم اس پہ توکّل کرکے چلو، آفات کا خیال ہی جانے دو

(اخبار الفضل جلد 23۔ 14 جولائی 1935ء)

تعارف کتب

مرتبہ: ایچ۔ایم۔طارق

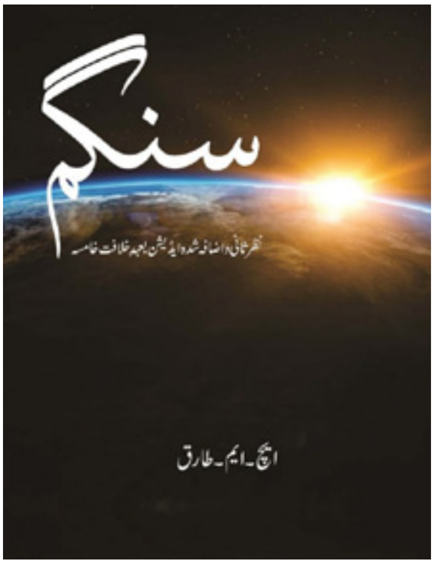

چودھویں اور پندرھویں صدی ہجری کا

سنگم

جدید ایڈیشن 2021ء لنڈن

خلافت خامسہ کے بابرکت عہد میں چالیس سال بعد دوسری بار شائع ہونے والا ''چودھویں اور پندرھویں صدی ہجری کا سنگم'' کا نظر ثانی اور اضافہ شدہ ایڈیشن، دیدہ زیب رنگین ٹائٹل کے ساتھ 297 صفحات پر مشتمل ہے جو سابقہ ایڈیشن سے پانچ گنا ضخیم ہے۔جس کا تعارف 6 صفحات پر مشتمل حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے (بطور صدر مجلس انصاراللہ پاکستان) اپنے قلمِ مبارک سے تحریر فرمایا تھا۔اس کتاب میں چودھویں صدی میں مسیح موعود اور امام مہدی کی آمد سے متعلق قرآن و حدیث کے علاوہ بزرگانِ اُمّت کے 79 مستند حوالہ جات کے عکس مع ٹائٹل پیش کیے گئے ہیں۔یہ کتاب اس لحاظ سے بھی سلسلہ کے لٹریچر میں عمدہ اضافہ ہے کہ بعض نئے حوالہ جات کے عکس پہلی مرتبہ شائع ہورہے ہیں۔مثلاً:

حضرت مسیح موعودؑ نے تحفہ گولڑویہ میں پیر صاحب آف کوٹھہ شریف (متوفی:1294ھ) کی چودھویں صدی میں ظہور کی اس الہامی شہادت کا ذکر فرمایا تھا کہ: ''مہدی پیدا ہوگیا ہے''۔یہ حوالہ پیر صاحب موصوف کی مطبوعہ سوانح حیات سے پیش کردیا گیا ہے۔(سنگم صفحہ189)

سورۃ الجمعۃ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی تفسیر نبوی کے مطابق اس سے مراد رسول اللہ کے اُس فارسی الاصل، بروز کی بعثت ہے جس نے اپنے انصارواعوان کے ساتھ دوبارہ دنیا میں ایمان قائم کرنا تھا۔اس آیت کی تفسیر قرآنی میں علامہ موسیٰ جاراللہ ترکستانی (متوفی:1949) نے نحوی اعتبار سے ثابت کیا ہے کہ آخرین میں بھی ایک رسول کی بعثت مراد ہے۔ (سنگم صفحہ24)

مہدی کے عظیم نشان چاند سورج گرہن کی پیشگوئی حدیث دارقطنی کے علاوہ قرآنی آیت وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔(القیامۃ:10) سے بھی استنباط ہوتی ہے۔اس کی تائید میں تفسیر الحکمۃ البالغۃ کے علاوہ اعلام الحدیث از علامہ خطابی (متوفی:388ھ) کے حوالہ جات کے عکس پیش ہیں۔جن کے مطابق اس آیت میں چاند سورج گرہن کی پیشگوئی کا ذکر ہے۔ (سنگم صفحہ103-95)

چودھویں صدی میں صداقت مسیح و مہدی کے لئے چاند و سورج گرہن کا جو نشان رمضان 1311ھ بمطابق مارچ، اپریل 1894ء میں ظاہر ہوا، اس کے لئے بطور ثبوت ایک صدی قبل کے اردو اور انگریزی اخبارات کے عکس شامل کتاب ہیں۔(سنگم صفحہ 130-125)

اسی طرح حدیث دارقطنی بابت چاند سورج گرہن کی سند پر اعتراض کے جواب کے لئے عکس حوالہ پیش ہے۔ (سنگم صفحہ143-139)

1894ء کے سورج گرہن کے سائنٹفک ثبوت کے لئے The Nautical Almanac and Astronomical Ephemeris سے سورج گرہن کے نقشہ جات اور ان کی Description دی گئی ہے۔(سنگم صفحہ128-127)

سورۃ تکویر میں مذکور زمانہ مسیح کی علامت اونٹوں کے بے کار ہونے کا غیر معمولی نشان عجب رنگ میں ظاہر ہوا، جہاں ٹرانسپورٹ کی ایجاد کے بعد 1908ء میں ہزاروں اونٹ جنگلوں میں بے کار چھوڑ دیے گئے اور افزائش نسل کے نتیجہ میں ان کی تعداد بڑھ جانے کے بعد یہی اونٹ شہروں کے پانی پر حملہ آور ہونے لگے۔نتیجۃً حکومت کو مربوط حکمت عملی کے تحت ان بیکار جنگلی اونٹوں کو ہلاک کرنا پڑا۔اونٹوں کے بے کار ہونے کی نشانی کے طور پر حکومت آسٹریلیا کی طرف سے جاری کردہ تاریخی سکہ کا عکس بھی پیش ہے۔(سنگم صفحہ209-207)

سورۃ تکویر و انفطار میں سمندروں کو ملائے جانے کے نشان کے ظہور کی علامات نہر سویز اور نہر پانامہ کا محل وقوع اور نقشہ بھی شامل ہے۔(سنگم صفحہ213-211)

زمانہ مسیح موعود کی پیشگوئی کے طور پر سورۃ التکویر، سورۃ الانفطار، سورۃ الانشقاق، سورۃ ہود، سورۃ المرسلات اور سورۃ النباء میں بیان فرمودہ دیگر علامات اور ان کے حیرت انگیز رنگ میں پورا ہونے پر ایک مفید مضمون۔ (سنگم صفحہ240-197)

چودھویں صدی میں ظاہر ہونے والے مسیح و مہدی کے دعویدار حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ ہی رسول اللہ کی پیشگوئی کے مطابق کیوں ''فرقہ ناجیہ'' کہلانے کی مستحق ہے؟

(سنگم صفحہ284-268)

نوٹ: یہ کتاب ایڈیشنل وکالت اشاعت (ترسیل) لندن کے علاوہ یوکے، جرمنی، کینیڈا، امریکہ وغیرہ ممالک کے شعبہ اشاعت اور بک اسٹالز سے بھی مل سکتی ہے۔

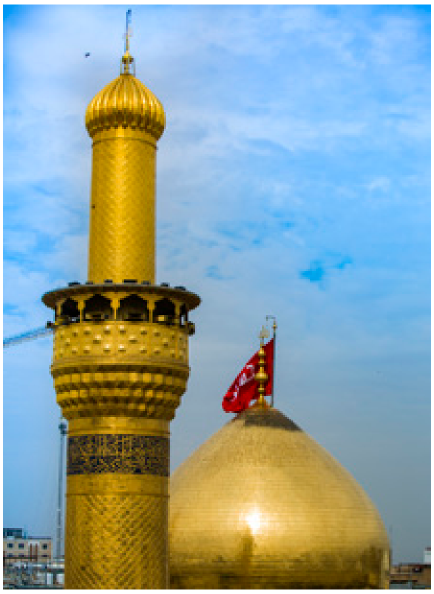

حضرت حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب

ازمولاناشاہ معین الدین ندوی

تلخیص: سیّد افتخار احمد

نام و نسب

حسینؓ نام، ابو عبداللہ کنیت ''سیّد شباب اہل الجنۃ'' اور ریحانۃ النبی'' لقب۔علی مرتضیٰؓ، باپ اور سیّدہ بتولؓ جگر گوشہ رسول (حضرت فاطمہؓ) ماں تھیں، اس لحاظ سے آپ کی ذات گرامی قریش کا خلاصہ اور بنی ہاشم کا عطر تھی، شجرہ طیّبہ یہ ہے: حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب بن ہاشم بن عبدمناف قرشی ہاشمی و مطلبی۔

پیدائش

ابھی آپ شکم مادر میں تھے کہ حضرت حارثؓ کی صاحبزادی نے خواب دیکھا کہ کسی نے رسولِ اکرم کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر ان کی گود میں رکھ دیا ہے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ایک ناگوار اور بھیانک خواب دیکھا ہے، فرمایا کیا؟ عرض کیا ناقابل بیان ہے، فرمایا بیان کرو آخر کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ کے اصرار پر انہوں نے خواب بیان کیا، آپ نے فرمایا یہ تو نہایت مبارک خواب ہے۔ فاطمہؓ کے لڑکا پیدا ہوگا، اور تم اسے گود لوگی۔

کچھ دنوں کے بعد اس خواب کی تعبیر ملی اور ریاض نبویؐ میں وہ خوش رنگ ارغوانی پھول کھلا، جس کی مہک حق و صداقت، جرأت وبسالت، عزم و استقلال، ایمان و عمل اور ایثار و قربانی کی وادیوں کو ابدالآباد تک بساتی اور جس کی رنگینی عقیق کی سرخی، شفق کی گلگونی اور لالہ کے داغ کو ہمیشہ شرماتی رہے گی۔یعنی شعبان سن 4 ہجری میں علیؓ کا کاشانہ حسینؓ کے تولّد سے رشک گلزار بنا۔

ولادت باسعادت کی خبر سن کر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور نومولود بچہ کو منگا کر اس کے کانوں میں اذان دی، اس طرح زبانِ وحی والہام نے اس بچہ کے کانوں میں توحیدِ الٰہی کا صور پھونکا۔ پھر فاطمہ زہراؓ کو عقیقہ کرنے اور بچہ کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کرنے کا حکم دیا۔ پدر بزرگوار کے حکم کے مطابق فاطمہ زہراؓ نے عقیقہ کیا[1]۔ والدین نے حرب نام رکھا تھا لیکن آنحضرت ﷺ کو یہ نام پسند نہ آیا آپؐ نے بدل کر حسینؓ رکھا۔[2]

حلیہ

حضرت امام حسنؓ و حسینؓ دونوں بھائی شکل و صورت میں آنحضرت ﷺ کے مشابہ تھے۔[3]

عہد نبویؐ

حضرت حسینؓ کے بچپن کے حالات میں صرف ان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے پیار اور محبّت کے واقعات ملتے ہیں۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ غیرمعمولی شفقت فرماتے تھے۔تقریباً روزانہ دونوں (حضرت حسینؓ اور ان کے بڑے بھائی حضرت حسنؓ) کو دیکھنے کے لیے حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور دونوں کو بلا کر پیار کرتے اور کھلاتے۔ دونوں بچے آپ سے بے حد مانوس اور شوخ تھے لیکن آپ نے کبھی کسی شوخی پر تنبیہ نہیں فرمائی۔ بلکہ ان کی شوخیاں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ حضرت حسینؓ کا سن صرف سات برس کا تھا کہ نانا کا سایہ شفقت اُٹھ گیا۔

عہدِ صدیقی

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں امام حسینؓ کی عمر سات آٹھ سال سے زیادہ نہ تھی۔ اس لیے ان کے عہد کا کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں ہے بجز اس کے کہ حضرت ابوبکرؓ نبیرہ (نواسہ) رسول کی حیثیت سے حضرت حسینؓ کا بہت احترام کرتے تھے۔

عہد فاروقی

حضرت عمرؓ کے ابتدائی عہدِ خلافت میں بھی بہت صغیرالسن تھے۔ البتہ آخری عہد میں سن شعور کو پہنچ چکے تھے لیکن اس عہد کی مہمات میں ان کا نام نظر نہیں آتا۔ تاہم حضرت عمرؓ بھی حضرت حسینؓ پر بڑی شفقت فرماتے تھے اور قرابتِ رسول صلعم کا خاص لحاظ رکھتے تھے چنانچہ جب بدری صحابہؓ کے لڑکوں کا دو دو ہزار وظیفہ مقرر کیا تو حضرت حسینؓ کا محض قرابت رسول کے لحاظ سے پانچ ہزار ماہوار مقرر کیا[4]۔

آپ کسی چیز میں بھی حضرت حسنینؓ کی ذات گرامی کو نظرانداز نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ یمن سے بہت

1- مستدرک حاکم ج 3 صفحہ 76 فضائل حسینؓ، موطا امام مالک کتاب العقیقہ باب ماجاء فی العقیقہ میں بھی اس کا ذکر ہے۔
2- اسدالغابہ جلد 2 صفحہ 18
3- اس کا ذکر حدیث کی متعدد کتابوں میں ہے۔
4- فتوح البلدان بلاذری ذکر عطاء عمر بن الخطاب

سے حلّے آئے۔حضرت عمرؓ نے تمام صحابہؓ میں تقسیم کئے۔ آپ قبر اور منبر نبوی کے درمیان تشریف فرما تھے۔لوگ ان حلوں کو پہن پہن کر شکریہ کے طور پر آ کر سلام کرتے تھے۔اسی دوران میں حضرت حسنؓ وحسینؓ حضرت فاطمہؓ کے گھر سے نکلے۔ آپ کا گھر حجرۂ مسجد کے درمیان میں تھا۔حضرت عمرؓ کی نظر ان دونوں پر پڑی تو ان کے جسموں پر حلّے نظر نہ آئے۔ یہ دیکھ کر آپ کو تکلیف پہنچی اور لوگوں سے فرمایا مجھے تمہیں حلّے پہنا کر کوئی خوشی نہیں ہوئی۔انہوں نے پوچھا امیر المومنین یہ کیوں؟ فرمایا اس لیے کہ ان دونوں لڑکوں کے جسم ان حلوں سے خالی ہیں۔ اس کے بعد فوراً حاکم یمن کو حکم بھیجا کہ جلد سے جلد دو حلّے بھیجو اور حلّے منگوا کر دونوں بھائیوں کو پہنانے کے بعد فرمایا، اب مجھے خوشی ہوئی[5]۔

عہدِ عثمانیؓ

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں پورے جوان ہو چکے تھے۔ چنانچہ سب سے اوّل اسی عہد میں میدان جہاد میں قدم رکھا اور سن 30 ہجری میں طبرستان کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے[6]۔ پھر جب حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت برپا ہوئی اور باغیوں نے قصر خلافت کا محاصرہ کر لیا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت پر مامور کیا کہ باغی اندر گھسنے نہ پائیں۔ چنانچہ حفاظت کرنے والوں کے ساتھ ان دونوں نے بھی نہایت بہادری کے ساتھ باغیوں کو اندر گھسنے سے روکے رکھا۔ جب باغی کوٹھے پر چڑھ کر اندر اتر گئے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر ڈالا اور حضرت علیؓ کو شہادت کی خبر ہوئی تو انہوں نے دونوں بیٹوں سے نہایت سختی کے ساتھ باز پرس کی کہ تمہارے ہوتے ہوئے باغی کس طرح اندر گھس گئے[7]۔

جنگ جمل و صفّین

جنگ جمل میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے، اختتام جنگ کے بعد کئی میل تک حضرت عائشہؓ کو پہنچانے کے

5- ابن عساکر ج 4 صفحہ 322-321
6- ابن اثیر جلد 3 صفحہ 84
7- تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ 159

لیے ساتھ گئے۔ جنگِ جمل کے بعد صفّین کے قیامت خیز واقعہ میں بھی آپ نے بڑی سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ اِلتوائے جنگ کے بعد معاہدہ نامہ میں بحیثیت شاہد کے حضرت حسینؓ کے بھی دستخط تھے پھر جنگ صفین کے بعد خوارج کی سرکوبی میں بڑے انہماک سے حصہ لیا۔

حضرت علیؓ کی شہادت

40 ہجری میں حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا، زخم بہت کاری تھا۔ جب حالت زیادہ نازک ہوئی تو حضرت حسنؓ وحسینؓ کو بلا کر مفید نصیحتیں کیں اور محمد بن حنفیہ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کر کے مرتبہ شہادت پر ممتاز ہو گئے۔

عہد معاویہ

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ ہوئے لیکن آپ مسلمانوں کی خون ریزی سے بچنے کے لیے امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری پر آمادہ ہوگئے اور اپنے بھائی حسینؓ کو آگاہ کیا تو انہوں نے اس کی پُرزور مخالفت کی مگر حضرت حسنؓ نے یہی مناسب سمجھا اور 41 ہجری میں حضرت حسنؓ خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ حضرت حسینؓ کو بھی برادر بزرگ کے فیصلہ کے سامنے سرخم کرنا پڑا۔ آپ 49 ہجری میں قسطنطنیہ کی مشہور مہم میں جس کا کماندار سفیان بن عوف تھا، مجاہدانہ شرکت کی تھی۔

فضائل اخلاق

آپ کی ذات گرامی فضائل و اخلاق کا مجموعہ تھی، راس الاخلاق عباداتِ الٰہی ہے۔ چنانچہ ارباب سیر لکھتے ہیں کہ کان الحسین رضی اللہ عنہ کثیر الصلوٰۃ و الصوم والحج والصدقہ و افعال الخیر جمیعاً۔ یعنی حضرت حسینؓ بڑے نمازی، بڑے روزہ دار، بہت حج کرنے والے تھے، اکثر پاپیادہ حج کئے، زہیر بن بکار مصعب سے روایت کرتے ہیں کہ حسینؓ نے پچیس حج پاپیادہ کئے[8]۔

8- یعقوبی جلد 2 صفحہ 193-192

صدقات وخیرات

مالی اعتبار سے آپ کو خدا نے جیسی فراخی عطا فرمائی تھی، اسی فیاضی سے آپ اس کی راہ میں خرچ بھی کرتے تھے۔ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ حسینؓ خدا کی راہ میں کثرت سے خیرات کرتے تھے[9]۔ کوئی سائل کبھی آپ کے دروازہ سے ناکام نہ واپس ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک سائل مدینہ کی گلیوں میں پھرتا پھراتا ہوا درِ دولت پر پہنچا۔ اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے۔ سائل کی صدا سن کر جلدی جلدی نماز ختم کر کے باہر نکلے۔ سائل پر فقر و فاقہ کے آثار نظر آئے۔ اسی وقت قنبر خادم کو آواز دی۔ وہ حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا ہمارے اخراجات میں سے کچھ باقی رَہ گیا ہے۔ قنبر نے جواب دیا۔ آپ نے دوسو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لیے دیئے تھے۔ وہ ابھی تقسیم نہیں کئے گئے ہیں۔ فرمایا۔ اس کو لے آؤ۔ اہل بیت سے زیادہ ایک مستحق آ گیا ہے چنانچہ اسی وقت دوسو کی تھیلی منگا کر سائل کے حوالہ کر دی اور معذرت کی کہ اس وقت ہمارا ہاتھ خالی ہے۔ اس لیے اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکتے[10]۔ حضرت علیؓ کے دَورِ خلافت میں جب آپ کے پاس بصرہ سے آپ کا ذاتی مال آتا تھا تو آپ اسی مجلس میں اس کو تقسیم کر دیتے تھے[11]۔

صدقات وخیرات کے علاوہ بھی آپ بڑے فیاض اور سیرچشم تھے شعراء کو بڑی بڑی رقمیں دے ڈالتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ نے آپؓ کو ٹوکا تو حضرت حسینؓ نے جواب دیا کہ بہترین مال وہی ہے جس کے ذریعہ سے آبرو بچائی جائے[12]۔

وقار و سکینہ

سکینت اور وقار آپ کا خاص وصف تھا۔ آپ کی مجلس بھی وقار اور متانت کا مرقّع ہوتی تھی۔

9- تہذیب الاسماء نودی جلد 2 صفحہ 163
10- ایضاً
11- ابن عساکر جلد 4 صفحہ 312
12- ایضاً صفحہ 322

انکسار و تواضع

آپ میں تمکنت و خودپسندی مطلق نہ تھی اور آپ حد درجہ خاکسار اور متواضع تھے۔ ادنیٰ ادنیٰ اشخاص سے بےتکلّف ملتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی طرف جا رہے تھے۔ راستہ میں کچھ فقراء کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت حسینؓ کو دیکھ کر انہیں بھی مدعو کیا۔ ان کی درخواست پر آپ فوراً سواری پر سے اُتر پڑے اور کھانے میں شرکت کر کے فرمایا کہ تکبّر کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا اور ان فقراء سے فرمایا کہ مَیں نے تمہاری دعوت قبول کی ہے اس لیے تم بھی میری دعوت قبول کرو اور ان کو گھر لے جاکر کھانا کھلایا[13]۔

ایثار و حق پرستی آپ کی کتابِ فضائل و اخلاق کا نہایت جلی عنوان ہے اس کی مثال کے لیے تنہا واقعہ شہادت کافی ہے کہ حق کی راہ میں سارا کنبہ تہِ تیغ کرا دیا لیکن ظالم حکومت کے مقابلہ میں سپر نہ ڈالی۔

ازواج و اولاد

آپ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں۔ آپ کی ازواج میں لیلیٰ، حباب، حرار اور غزالہ تھیں۔ ان سے متعدد اولادیں ہوئیں۔ جن میں علی اکبر، عبداللہ اور ایک چھوٹے صاحبزادے واقعہ کربلا میں شہید ہوئے، امام زین العابدین علی بن حسین باقی بچے تھے، انہی سے آپؓ کی نسل چلی۔ صاحبزادیوں میں سکینہ، فاطمہ اور زینت تھیں۔ بعض کتابوں میں حضرت امام حسینؓ کی ازواج میں ایک کا نام یزدگرد شاہ ایران کی لڑکی شہر بانو کا بھی ملتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت امام زین العابدینؓ انہی کے بطن سے تھے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تریاق القلوب صفحہ 274-275 پر فرمایا ہے کہ ایران کی شہزادی شہر بانو بھی حضرت امام حسینؓ کے عقد میں آئی تھیں اور وہی سادات کی دادی ٹھہریں۔

13- ایضاً

وفا کا امتحاں لینا تجھے کیا کیا نہ آتا ہے

تری راہوں میں کیا کیا اِبتلا روزانہ آتا ہے
وفا کا امتحاں لینا تجھے کیا کیا نہ آتا ہے

احد اور مکہ اور طائف انہی راہوں پہ ملتے ہیں
انہی پر شعب بو طالب بے آب و دانہ آتا ہے

کنارِ آب جو تشنہ لبوں کی آزمائش کو
کہیں کرب و بلا کا اِک کڑا ویرانہ آتا ہے

جہاں اہل جفا، اہل وفا پر وار کرتے ہیں
سرِ دار اُن کو ہر منصور کو لٹکانا آتا ہے

جہاں شیطان مومن پر رمی کرتے ہیں وہ راہیں
جہاں پتھر سے مردِ حق کو سر ٹکرانا آتا ہے

یہ کیا انداز ہیں کیسے چلن ہیں کیسی رسمیں ہیں
انہیں تو ہر طریق نامسلمانانہ آتا ہے

بگولے بن کے اُڑ جانا روش غولِ بیاباں کی
ہمیں آب بقا پی کر اَمر ہو جانا آتا ہے

ہماری خاکِ پا کو بھی عدو کیا خاک پائے گا
ہمیں رُکنا نہیں آتا اُسے چلنا نہ آتا ہے

اسے رُک رُک کے بھی تسکین ِ جسم و جاں نہیں ملتی
ہمیں مثلِ صبا چلتے ہوئے ستانا آتا ہے

عجب مستی ہے یاد یار مے بن کر برستی ہے
سرائے دل میں ہر محبوب دل رندانہ آتا ہے

(انتخاب از کلام طاہر صفحہ 52-49)

ماہِ محرّم کیسے گزارنا چاہیے

مکرم محمد طاہر ندیم صاحب۔ عربی ڈیسک یوکے

تاریخ ادیان و فِرَق گواہ ہے کہ تازہ بتازہ الٰہی ہدایت کے انقطاع اور نور نبوت سے دوری کی وجہ سے دین میں اختلاف راہ پا گیا اور اس صورتحال نے فرقوں کو جنم دیا۔ صحیح راستے سے انحراف کی وجہ سے ان فرقوں کے عقائد بگڑتے رہے اور بدعات و خلافِ شریعت امور کی بہتات ہوتی گئی۔ عیسائیوں کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے ایک ضعیف انسان کے بارہ میں اتنا غلو کیا کہ اسے خدا ہی بنا ڈالا۔ شاید یہی حال بعض اسلامی فرقوں کا ہوا۔ شیعہ حضرات نے بھی ہر سال حضرت امام حسینؓ کی یاد منانی شروع کی تو اسے بعض روایات سے تقویت دی گئی۔ یعنی بعض ایسی روایات نقل کی گئیں جن میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت حسین کو ان کی ولادت کے بعد اپنی گود میں اٹھایا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ جب آپ سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جبریل نے مجھے بتایا ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کردے گی۔

اس حدیث اور اس طرح کی دیگر روایات سے یہ استدلال کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں ساری امّت کا فرض ہے کہ ہر سال ایسا کرے۔ پھر اس کام کا بہت زیادہ اجر بھی بیان ہونے لگا۔ حتی کہ بعض آئمہ شیعہ کی طرف منسوب بعض اقوال بھی اس کی تائید میں پیش کئے جانے لگے۔ مثلاً حضرت امام علی الرضا کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر قسم کا جزع فزع کرنا اور رونا پیٹنا مکروہ ہے لیکن حسین علیہ السلام کی شہادت پر جزع فزع اور رونا مکروہ نہیں بلکہ ماجور ہے۔ یعنی اس کا اجر وثواب ملے گا۔

(الامالی تالیف محمد بن الحسن الطوسی صفحہ 162 روایت نمبر 268)

علاوہ ازیں شیعہ کتب اس موقعہ پر رونے کے فضائل سے بھری پڑی ہیں۔ مثال کے طور پر لکھا ہے کہ جس نے اس موقعہ پر 100 لوگوں کو رلایا اس کے لئے جنت ہے۔ پھر یہ تعداد کم ہوتے ہوتے اسی روایت میں یہاں تک پہنچتی ہے کہ جو خود رویا اور اس نے غمِ حسینؓ میں ایک شخص کو بھی رُلا دیا اس کے لئے بھی جنت ہے۔

(مکیال المکارم تالیف میرزا محمد تقی الاصفہانی جلد 2 صفحہ 159)

ظاہر ہے کہ اسی اجر و ثواب کو کثرت سے حاصل کرنے کی خواہش نے اس غم وحزن کے مختلف اور بعض اوقات متشدّد ترین مظاہر کو جنم دیا ہے۔ حتّٰی کہ بعض نماز روزہ وغیرہ اعمال کی پابندی تو نہیں کرتے بس محرّم کے ان دس دنوں میں رونے اور رُلانے کو ہی اپنی نجات کے لئے کافی سمجھ بیٹھے ہیں۔ بعض ایسے غالی شیعہ حضرات کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ان کے نزدیک اگر اعمال کی ضرورت ہے تو فقط اتنی کہ ان (امام حسینؓ۔ ناقل) کے مصائب کو یاد کر کے آنکھوں سے آنسو گرا لئے، یا کوئی سینہ کوبی کرلی۔ سارے اعمالِ حسنہ کی روح یہی اشک باری اور سینہ کوبی ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ اس کو نجات سے کیا تعلق ہے؟‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 701۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بلاشبہ حضرت امام حسینؓ نہایت مقدّس اور بزرگ امام تھے۔ لیکن کیا حضرت امام حسینؓ کا مرتبہ اور مقام آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر ہے؟ یہ درست ہے کہ آپ نے حق وصداقت کے لئے اپنی جان کی قربانی دی مگر آنحضرت ﷺ کو جو جو دکھ اور تکالیف اُٹھانا پڑیں کیا وہ امام حسینؓ کی اذیتوں سے کم تھیں؟ پھر آنحضرت ﷺ کے وصال کا صدمہ کیا امام معصوم کی شہادت سے کم تھا؟ پھر حضرت علی، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو شہید کردیا گیا کیا ان کی شہادت کے واقعات کم اندوہ گیں تھے۔ کیا حضرت عبداللہ بن الزبیر اور حضرت حمزہ اور حضرت امام حسینؓ کے بڑے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہم کی شہادت کم المناک تھی؟ پھر ان سب کو نظر انداز کر کے صرف حضرت امام حسینؓ کی شہادت کو ہر سال ایک ایسے مخصوص طریق پر منانے سے خود آئمہ شیعہ نے بھی روکا ہے۔ مثلاً خود حضرت امام حسینؓ نے اپنی بہن زینب کو وصیت کی تھی کہ میری وفات پر گریبان چاک نہ کرنا، بال نہ کھولنا، منہ پر طمانچہ نہ مارنا۔

(کتاب الفتوح تالیف احمد بن اعثم الکوفی متوفی 314ھ ج5 ص84)

علاوہ ازیں نہج البلاغہ، تفسیر الصافی اور تفسیر القمی وغیرہ میں بھی ایسے امور کی مناہی بیان ہوئی ہے۔

حضرت امام حسینؓ نہایت مقدس اور بزرگ امام تھے۔ ایسے مقدّس ومطہر وجود کے اسوہ کی پیروی کرنا ہر مومن کا شیوہ ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

’’حسینؓ طاہر مطہّر تھا اور بلا شبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبّت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبّتِ الٰہی اور صبر اور استقامت اور زُہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ

ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبّت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبّت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 654-653)

حضرت امام حسینؓ کی شہادت کو منانے کا صحیح طریق کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ان (امام حسینؓ۔ناقل) کی شان میں بہت بڑا غلو کیا گیا ہے... جب تک وہ طریق اختیار نہ کیا جاوے جو آنحضرت ﷺ کا تھا اور جس پر حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ نے قدم مارا تھا کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ یہ تعزیئے بنانا اور نوحہ خوانی کرنا کوئی نجات کا ذریعہ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنے کا طریقہ نہیں ہو سکتا خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے۔ سچّی پیروی الگ چیز ہے اور محض مبالغہ ایک الگ اَمر ہے۔ جب تک انسان انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کے رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا اُن سے محبّت اور ارادت کا دعویٰ محض ایک خیالی اَمر ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 533۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپؑ نے فرمایا:

’’انہوں نے فقط اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے رو پیٹ لینا ہی نجات کے واسطے کافی ہے۔ یہ کبھی ان کو خواہش نہیں ہوتی کہ ہم امام حسینؓ کی اتباع میں ایسے کھوئے جاویں کہ خود حسین بن جاویں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ اس وقت تک نجات نہیں جب تک انسان نبی کا روپ نہ ہو جاوے... مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ جس قدر انبیاء و رُسل گذرے ہیں ان سب کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے آنے کی غرض اور غایت ہی یہی تھی کہ لوگ اس نمونہ اور اُسوہ پر چلیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 407۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

سو محرّم الحرام کو منانے کا بہترین طریق یہ ہے کہ ہمیں خود حسینؓ بننے اور ان کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ تو پوری زندگی پر محیط ایک جُہدِ مسلسل کا نام ہے۔ لیکن محرّم الحرام کے ایام میں خاص طور پر ہمیں کیا کرنا چاہئے اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’آج کل محرّم کے دن ہیں۔ اس سلسلے میں ایک بڑی ضروری بات میں جماعت کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ ہر عاشق کو ایک روحانی تعلق ہونا چاہئے...... جماعت احمدیہ اس طرف خاص توجہ کرے اور ان ایام میں خصوصیت کے ساتھ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے اہلِ بیت پر بکثرت درود بھیجے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی جسمانی اولاد آپ ﷺ کی روحانی اولاد بھی تھی۔ صرف جسمانی اولاد نہیں تھی۔ اس لئے نورٌ علیٰ نورٌ کا منظر نظر آتا ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور باقی بہت سے ائمہ جو آپؐ کی نسل سے بعد میں پیدا ہوئے بہت بڑے بزرگ تھے اور عظیم الشان روحانی مصالح کو سمجھنے والے، صاحبِ کشف و الہام تھے...... حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق اور آپؐ کے اہلِ بیت کے عشق میں ہم آگے ہیں، پیچھے نہیں ہیں۔ یہ بات جماعت کو نہیں بھلانی چاہئے۔ یہی بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر جگہ لکھی، فرماتے ہیں۔

جان و دِلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

کتنا عظیم الشان محبّت کا اظہار ہے۔ جو صحیح معنوں میں آلِ محمدؐ ہیں، ان میں اہل بیت بھی ہیں اور غیر اہل بیت بھی ہیں۔ اس بات کو بھی نہیں بھلانا چاہئے ایسے اہل بیت بھی ہیں جن کا خاندانی لحاظ سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا، کوئی رشتہ نہیں تھا لیکن روحانی اہل بیت تھے۔ ان کو چھوڑ کر اہل بیت سے محبّت نہیں کرنی بلکہ ان کو شامل کر کے اہل بیت سے محبّت کرنی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کی صلبی اولاد میں سے تو نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک بھی نہیں۔ لیکن روحانی طور پر اہل بیت اور بہت اعلیٰ مقام کے اہل بیت۔ اسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں ان کو حضور اکرمؐ نے مخاطب کر کے فرمایا۔ سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ۔ (کنزالعمال جلد 6 صفحہ 176) کہ سلمان ہمارا ہے، اہلِ بیت میں سے ہے۔ حالانکہ ان کی نسل ہی مختلف تھی۔ وہ عجمی تھے اور رسول کریم ﷺ عربی تھے اور عمر کے لحاظ سے بھی غالباً وہ حضورؐ کی اولاد نہیں ہو سکتے لیکن حضور اکرم ﷺ نے انہیں یہ خطاب خود عطا فرمایا ہے اور اگر آپؐ کسی کو ایک خطاب دے دیں تو دنیا میں کوئی اسے چھین ہی نہیں سکتا اس نسبت کو بھی ملحوظ رکھ کر کثرت سے درود پڑھنے چاہئیں اور حضرت اقدس رسول اکرم ﷺ کے صحابہؓ کو بھی اس درود میں شامل کرنا چاہیے بطور روحانی اہلِ بیت کے‘‘۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ایک مرتبہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی اس کی خاص تحریک فرمائی تھی تو میں بھی اس کا اعادہ کرتے ہوئے یاد دہانی کرواتا ہوں کہ اس مہینے میں درود بہت پڑھیں۔ یہ جذبات کا سب سے بہترین اظہار ہے جو کربلا کے واقعہ پر ہو سکتا ہے، جو ظلموں کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہنے کے لئے ہو سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پر بھیجا گیا یہ درود آپ کی جسمانی اور روحانی اولاد کی تسکین کا باعث بھی بنتا ہے۔ ترقیات کے نظارے بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے پیاروں سے پیار کا بھی یہ ایک بہترین اظہار ہے.... اللہ تعالیٰ ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر درود پڑھنے کی، زیادہ سے زیادہ درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پھر یہ درود جو ہے ہماری ذات کے لئے بھی برکتوں کا موجب بننے والا ہو... اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ اور آپ کی آل کی محبّت کی ہمیشہ توفیق عطا فرماتا رہے۔ ہمیشہ درود بھیجنے کی توفیق عطا فرماتا رہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10؍دسمبر 2010)

مرتّبہ: مدبّر احمد خان

تاریخ جرمنی

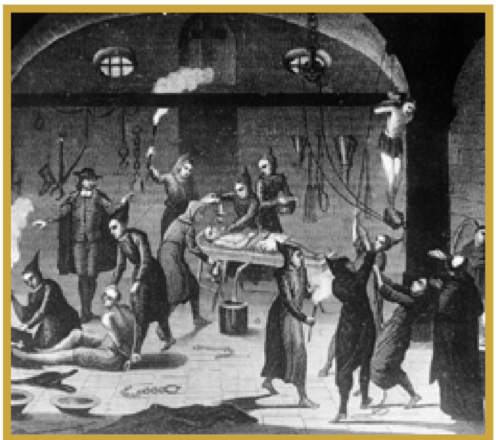

ہسپانیہ میں Inquisition کا ایک نمونہ جس میں یہودیوں اور مسلمانوں کو خصوصاً اذیت دی گئی۔

Reformation کے اثرات کا تذکرہ جاری ہے۔

گزشتہ قسط میں ہم نے بتایا تھا کہ جرمانیا کے مختلف نواب کیتھولک چرچ سے آزاد ہونے کی دوسری کوشش میں کامیاب ہوگئے۔اور Charles V کو امن کا معاہدہ کرنا پڑا۔لہٰذا 1555ء میں یہ معاہدہ طے پایا جس میں یہ اصول وضع کیا گیا کہ cuius regio, eius religio۔یعنی جس کا خِطّہ اس کا دِین۔گویا یہ مذہبی آزادی کا پہلا پہلا قدم تھا جو اس مرحلے میں اٹھایا گیا۔اس طرح کیتھولک اور پروٹسٹنٹس کے درمیان پہلی لڑائی اسی اصول کے حصول سے ختم ہوئی۔

اس دَور میں یورپ کی زندگی ہر سطح پر بہت ہنگامہ پرور تھی۔سیاست میں بھی ایک نیا ہنگامہ برپا ہوا۔ Christopher Columbus نام کا ایک بحری مہم جُو تھا۔اس نے پندرہویں صدی کے اواخر میں شاید حادثاتی طور پر امریکا دریافت کیا تھا۔اس دریافت کے بعد یورپ کی مختلف طاقتوں میں نہ صرف تجارت کے نئے راستے کھلے اور مختلف اتحاد وجود میں آئے بلکہ یورپی طاقتوں میں کولونائزیشن کے سلسلے کا آغاز ہوا۔تاہم جرمانیا اُس وقت ان مہمات کا حصہ نہیں تھا۔

پروٹسٹنٹس میں مختلف فرقے جنم لے رہے تھے، جن میں لوتھر کے پیروکار اور کیلوِن کے خیالات سے متاثر افراد سر فہرست ہیں۔لہٰذا ان دو گروہوں میں بھی آپسی اختلافات اور اس کے نتیجے میں سیاسی اور معاشرتی مسائل جنم لے رہے تھے۔بہ ایں ہمہ کیتھولک کلیسا کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ اسے اپنے نظام میں تبدیلیاں لانی ہوں گی کہ کہیں لوگ کیتھولسزم کو کلیۃً خیر باد نہ کہہ دیں۔کچھ کلیسا کی اپنی اندرونی اصلاحات کے باعث اور کچھ جبر کے ذریعے بہت سے پروٹسٹنٹس واپس کیتھولک کلیسا میں شامل ہوگئے۔

یہ تحریک تقریباً سو سال کے عرصے پر محیط رہی۔

اس تحریک کا سب سے اہم واقعہ Council of Trent ہے۔یہ کیتھولک کلیسا کی ایک مجلسِ مشاورت تھی جس میں اعلیٰ سطح کے کلیسائی عہدے داران نے شرکت کی تھی۔اس Council نے ان مذہبی اور انتظامی امور کے بارے میں فیصلے کیے جو اُس وقت ان کے لیے گلے کا پھندا بن چکے تھے۔اس council کے چیدہ چیدہ فیصلے یوں ہیں۔

1۔کیتھولک عقائد اور پروٹسٹنٹ عقائد کے اختلافات کی وضاحت اور پروٹسٹنزم کو بدعت و کفر قرار دینا۔

2۔بدعت و کفر کے ساتھ نمٹنے کے لیے جبر اختیار کرنے کا فیصلہ۔

3۔کیتھولکس کو دوبارہ کلیسا سے جوڑنے کے لیے نرمی اور دل داری اپنانا۔

4۔کیتھولک پادریوں کی اخلاقی تعلیم و تربیت اور مالی بدعنوانیوں کو روکنے کے لیے اقدامات۔

5۔Inquisition کا فیصلہ

Inquisition نہایت سخت فیصلہ تھا جو ایک تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔اس کا مقصد ہر طرح کے کفر و بدعت کا جبر کے ساتھ قلع قمع کرنا، اور مرتدین کو واپس کیتھولسزم کی چادر میں لانا تھا۔اس کے نتیجے میں نہایت بے رحمی سے معصوم لوگوں کا قتل کیا گیا، جن میں یورپ بھر میں مسلمان، یہودی، دیگر عقائد رکھنے والے لوگ، توہم پرست، اور آزاد خیال لوگ شامل ہیں۔جرمنی کے علاقوں میں چونکہ مذہبی آزادی کے معاہدے ہو چکے تھے، اس لیے یہ علاقے کافی حد تک محفوظ رہے۔تاہم ساحرہ گیری یعنی "جادوگرنیوں" کو پکڑنا اور انہیں زندہ جلانے کا عمل یورپ کی طرح جرمنی میں بھی پھیلا۔گو یہ کلیسا کے فیصلوں اور منصوبوں کا حصہ نہیں تھا لیکن یہ خیالات عوام میں عام تھے۔یہ عجیب و غریب تحریک Inquisition کے ساتھ اٹھی اور بالخصوص عورتیں اس کا شکار ہوئیں۔الزام کی کئی وجوہ تھیں، مثلاً بیماریاں، خراب کاشت، جانوروں کی اموات وغیرہ۔اور اس سلسلے میں ذاتی دشمنیوں کی بنیاد پر بھی جادو کے الزامات لگا دیے جاتے تھے۔تفتیش بالکل بےسروپا ہوتی جس کے بعد فیصلہ صادر کر دیا جاتا۔جب الزام گویا "ثابت" ہو جاتا تو ملزمہ کو زندہ جلا دیا جاتا۔تفتیش کے دو نمونے پیش ہیں۔

1۔مانا جاتا تھا کہ جادوگر یا جادوگرنی کے جسم کا کوئی حصہ ایسا ہوتا ہے جس میں درد یا تکلیف نہیں ہوتی (جیسے پھنسی وغیرہ) لہٰذا اگر کوئی ایسا حصہ مل جاتا جس میں تکلیف کا احساس نہ ہو تو یہ ثبوت کہلاتا۔

2۔پھر ایک طریقہ یہ تھا کہ ملزمہ کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے جاتے اور اسے دریا میں پھینک دیا جاتا، اگر وہ پانی کی سطح پر تیرتی تو سمجھا جاتا کہ پانی نے اسے رَد کر دیا ہے گویا وہ جادوگرنی ہے، لیکن اگر اس کا جسم ڈوبتا تو وہ جادوگرنی نہ کہلاتی۔لیکن ظاہر ہے کہ اس کو بچانے کی کوششیں اکثر ناکام ہوتیں اور ملزمہ اسی تفتیشی عمل میں ہلاک ہو جاتی۔(جاری ہے)

حوالہ جات:

Die kürzeste Geschichte Deutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin

Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002

جرمن ترجمہ قرآنِ کریم کی اشاعت اور اہم شخصیات

(تحقیق: مکرم شیخ عبدالحنّان صاحب، ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی)

جرمن زبان میں قرآنِ کریم کا ترجمہ 1954ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آیا تو فوراً ہی قبولیتِ عام کی سند پا گیا۔ چنانچہ اپنی اشاعت کے پہلے سال ہی جہاں عام مارکیٹ میں بکثرت خرید کیا جانے لگا وہاں جرمنی کی سر برآوردہ شخصیّات کو بھی پیش کیا گیا تو ان کی طرف سے تحسین آمیز اظہار خیال کیا گیا۔ ان مواقع پر ان شخصیّات کے سامنے اسلامی تعلیم بھی اختصار کے ساتھ پیش کی گئی، اس طرح سے تبلیغ کے بھی مواقع میسّر آئے۔ زیر نظر مضمون میں جن مختلف جرمن شخصیّات کی خدمت میں قرآنِ کریم کے نسخے پیش کئے گئے، ان کا ذکر الفضل ربوہ میں انچارج تالیف و تصنیف تحریک جدید ربوہ کی طرف سے شائع کی جانے والی رپورٹس کے حوالے سے کیا جارہا ہے۔

صدران جمہوریہ جرمنی

12 مئی 1954ء بروز بدھ بوقت ایک بجے بعد دوپہر مبلغ سلسلہ محترم چودھری عبداللطیف صاحب نے جرمنی کے دارالحکومت ''بون'' جاکر صدر جمہوریہ جرمنی جناب Prof. Dr. Theodor Heuss سے ملاقات کی اور قرآنِ مجید کے جرمن ترجمہ کا ایک نسخہ پیش کیا۔ ان سے نصف گھنٹہ تک گفتگو کے دوران میں اسلامی تعلیمات اور جماعت کے بارہ میں بھی مختصر تعارف پیش کرنے کا موقع ملا۔ بالخصوص اسلام کی رواداری کی تعلیم کو واضح کیا گیا۔ چنانچہ جناب صدر کے لیے یہ امر خاص طور پر دلچسپی کا موجب ہوا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا مامور سمجھتے ہیں اور اسلام تمام مامورین پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیتا ہے۔ پریذیڈنٹ موصوف نے اس مبارک ہدیہ کو قبول کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ جنگ سے قبل ان کے پاس جرمن قرآنِ کریم کا نسخہ موجود تھا اور وہ اس کا مطالعہ کرتے رہتے تھے لیکن جنگ کے دوران یہ نسخہ نذرِ آتش ہو گیا اور یہ امر ان کے لئے بے حد خوشی کا باعث ہے کہ اب آپ نے مجھے دوبارہ ایک دیدہ زیب نسخہ پیش کر دیا وہ اس کا پہلے کی طرح شوق سے مطالعہ کرتے رہیں گے۔

Theodor Heuss

(روزنامہ الفضل لاہور 10 جون 1954ء صفحہ 2 و ہفت روزہ بدر قادیان 14 جولائی 1954ء صفحہ 6۔ رپورٹ از مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب فائل 1954ء صفحہ 41 ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ)

اسی طرح Dr. Gustav Heinemenn جب 1969ء میں صدر منتخب ہوئے تو احمدیہ مشن کی طرف سے مبلغ سلسلہ جرمنی مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب مرحوم نے موصوف کو صدر مملکت بننے پر مبارکباد کا خط لکھا اور انہیں قرآنِ کریم کا تحفہ پیش کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ صدر موصوف نے اس نیک خواہش کا احترام کرتے ہوئے مشن کے ممبران کو 5/اگست 1969ء کو ملاقات کا وقت دیا۔ مقررہ دن مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مشن انچارج کی قیادت میں ایک وفد بون روانہ ہوا۔ اس وفد میں آپ کے ہمراہ مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب، مکرم قاضی نعیم الدین صاحب (مبلغین سلسلہ)، مکرم محمد شریف خالد صاحب اور مکرم عبدالکبیر صاحب (ابن مکرم چودھری عبداللطیف صاحب) شامل تھے۔ دوران ملاقات صدر محترم کو جرمن اور اسپرانٹو[1] زبانوں کے تراجم قرآنِ کریم پیش کئے گئے۔ پروٹسٹنٹ خیالات کے حامل صدر موصوف سے بیس منٹ تک وفد نے ملاقات کی اور انہیں اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اس ملاقات کی تفصیل محترم چودھری عبداللطیف صاحب نے اپنی رپورٹ میں اس طرح سے محفوظ کی ہے:

Gustav Heinemann

"مختصر تعارف اور مصافحے کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ صدر کو ان کے اس عہدے پر فائز ہونے کی مبارکباد دی گئی اور انہیں بتایا کہ چونکہ آپ ساری دنیا میں امن قائم رکھنے کے لیے خاص طور پر کوشاں ہیں اور قرآنِ کریم بھی دنیا میں امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آیا ہے اور اس الہامی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے ایسے اصول بتائے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے اس لیے یہ ضروری معلوم ہوا کہ آپ کو قرآنِ کریم کا تحفہ پیش کیا جائے۔ اس پر صدر صاحب نے ہمارے مشن کے کام سے متعلق دریافت کیا۔ ان کو مشن کی کارکردگی اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا گیا۔ صدر نے اس امر پر بہت خوشی کا اظہار کیا کہ ہماری جماعت نے جرمنی میں دو مساجد تعمیر کی ہیں۔

1- قرآن کریم کا اسپرانٹو میں ترجمہ مکرم عبدالہادی کیوسی صاحب نے کیا تھا۔

اس مختصر مگر بے تکلفانہ گفتگو کے بعد ان کو قرآنِ کریم کا جرمن اور اسپرانٹو ترجمہ پیش کیا گیا۔ قرآنِ کریم کے اوراق کو اُلٹتے ہوئے صدر نے کہا کہ مَیں نے اپنی مذہبی تعلیم کے دوران تین ماہ تک قرآنِ کریم کے لیکچرز میں شمولیت اختیار کی تھی اور اب میں قرآنِ کریم کا جرمن ترجمہ پا کر بہت ہی خوشی محسوس کرتا ہوں۔

وفاقی جمہوریہ کے صدر بہت ہی مذہبی آدمی ہیں۔ آپ پروٹسٹنٹ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جرمنی میں پروٹسٹنٹ فرقہ میں ان کا بہت بلند مقام ہے۔ انہوں نے جرمنی کی مذہبی دنیا میں بہت کام کیا ہے اور اس لیے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں‘‘۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 21/اگست 1969ء صفحہ 4)

وائس چانسلر

جرمنی کے نائب وزیراعظم Franz Blücher (1896-1959) سے بھی مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب نے ملک کے دارالحکومت بون جاکر 09 دسمبر 1954ء کو ملاقات کی اور انہیں قرآنِ کریم کے جرمن ترجمہ کا سنہری نسخہ بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ (رپورٹ از مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب فائل 1954ء صفحہ 145 ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ و خودنوشت مولوی عبداللطیف صاحب)

Franz Blücher

شہنشاہ ایران

شاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی 1955ء میں جب جرمنی کے پہلے دورہ پر آئے تو ان کی خدمت میں بھی جرمن ترجمۂ قرآنِ کریم پیش کیا گیا، اس کی خبر اس طرح سے شائع شدہ ہے: ہیمبرگ (بذریعہ تار) مؤرخہ 26 فروری 1955ء کو مبلغ جرمنی مکرم جناب عبداللطیف صاحب نے شہنشاہ ایران کی خدمت میں جرمن ترجمۃ القرآن کا ایک نسخہ جو حال ہی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے، تحفے کے طور پر پیش کیا۔ شہنشاہ موصوف نے یہ تحفہ قبول کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کی شاندار خدمات کو سراہا اور اس بارہ میں گہری دلچسپی کا اظہار فرمایا۔

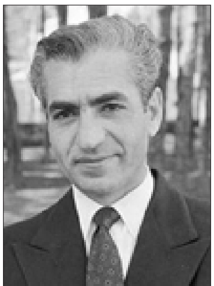
محمد رضا پہلوی

(روزنامہ الفضل ربوہ یکم مارچ 1955ء صفحہ 8)

اس کے بارے میں محترم چودھری عبداللطیف صاحب نے اپنی خودنوشت میں لکھا ہے:

’’ایرانی سفارت خانہ سے اس عاجز نے رابطہ کیا اور شاہ موصوف کو ملنے کی درخواست پیش کی انہوں نے معذرت کی کہ ان کے پاس وقت نہ ہوگا انہوں نے میرے اصرار پر وعدہ کیا کہ وہ شاہ موصوف سے میرا ذکر کر دیں گے اگر انہوں نے اجازت دے دی تو آپ کو اطلاع کر دی جائے گی شاہ موصوف نے خوشی سے وقت دینے کا وعدہ کیا اور خاکسار نے ان کی خدمت میں ATLANTIC ہوٹل میں ان کے کمرہ میں ملاقات کی اور جرمن قرآنِ کریم کا تحفہ پیش کیا۔ جماعت کی اسلامی خدمات کے بارہ میں ان سے نصف گھنٹہ تک گفتگو کی ان کی طبیعت پر خدا کے فضل سے خوشگوار اثر پڑا۔

(رپورٹ از مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب محررہ 7/مارچ 1955ء فائل 1955 صفحہ 44۔ ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ و خودنوشت مولوی عبداللطیف صاحب، غیرمطبوعہ ریکارڈ تاریخ کمیٹی جرمنی)

علاوہ ازیں شہنشاہ موصوف 1967ء میں دوسری بار جرمنی تشریف لائے تو بھی ان کی خدمت میں قرآنِ کریم کا جرمن ترجمہ پیش کیا گیا، اس ضمن مبلغ سلسلہ محترم فضل الٰہی انوری صاحب نے اپنی رپورٹ محررہ 17 مئی 1967ء میں لکھا:

شہنشاہ ایران کی طرف سے قرآن مجید کا تحفہ ملنے پر اس کے متعلق اطلاع حکومت کے ایک عربی رسالہ میں بھجوائی گئی جو 12 مئی میں شائع ہونے والے مجلہ "الرسالہ" میں شائع ہوئی۔

(فائل یورپ مشنز رپورٹس 1967 صفحہ 113)

چیف میئر ہمبرگ

5 مئی 1954ء کو ہمبرگ کے چیف میئر جو صوبہ ہمبرگ کے وزیر اعلیٰ بھی ہیں، کی خدمت میں بھی قرآن مجید کے جرمن ترجمہ کا ایک نسخہ پیش کیا گیا۔ اس ضمن میں انچارج صاحب تالیف و تصنیف تحریک جدید ربوہ کی طرف سے حسبِ ذیل خبر شائع ہوئی:

’’ہمبرگ 5 مئی 1954ء: چودھری عبداللطیف صاحب مبلغ انچارج جرمنی مشن نے ڈاکٹر کانٹ سوہنگ (Dr. Kant SIEVEHING[1]) چیف میئر ہمبرگ کی خدمت میں قرآنِ مجید مع اس کے جرمن ترجمہ کے پیش کیا۔ پندرہ منٹ کی دلچسپ ملاقات میں میئر موصوف نے اسلام اور احمدیت کے متعلق متعدد سوالات کئے جن کے جواب ان کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ نیز چیف میئر نے تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کے پھیلے ہوئے مشنوں کے کام کی اہمیت کو جو وہ اسلام کی خدمت کے سلسلے میں کر رہے ہیں، بڑی توجہ سے سنا‘‘۔

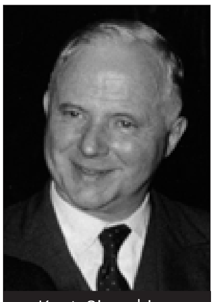
Kurt Sieveking

(روزنامہ الفضل لاہور 11 جون 1954ء صفحہ 2)

وفاقی چانسلر آسٹریا

مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید پاکستان ربوہ مؤرخہ 29 جولائی کو اپنے دورہ یورپ کے دوران مبلّغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کے ہمراہ جمہوریہ آسٹریا کے وفاقی چانسلر کو جرمن ترجمہ قرآنِ کریم پیش کرنے کی غرض سے ویانا تشریف لے گئے۔ چانسلر موصوف کے ویانا سے باہر ہونے

Julius-Raab

1۔ درست نام: کُرٹ سیوکنگ (Dr. KURT SIEVEKING)

کی وجہ سے ملاقات تو نہ ہوسکی تاہم قرآنِ کریم کا نسخہ ان کے خاص نمائندے نے وصول کیا۔بعد میں چانسلر موصوف جناب ڈاکٹر جولیس راب Julius Raab (ÖVP) نے احمدیہ مسلم مشن سوئٹزرلینڈ کے انچارج مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کے نام اپنے ایک خط میں جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآنِ کریم کے جرمن ترجمہ کے ہدیہ پر دلی شکریہ ادا کیا ہے۔موصوف کے خط کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے:

بخدمت شیخ ناصر احمد صاحب، انچارج مسلم مشن زیورک

مکرم و محترم!

مجھے اس امر کا حد درجہ قلق ہے کہ آپ مؤرخہ 29 جولائی 1957ء کو فیڈرل چانسلری کے دفتر میں تشریف لائے تو میں بوجہ ویانا سے باہر ہونے کے آپ سے ذاتی طور پر نہ مل سکا۔ امید ہے کہ آپ اب اس خط کے ذریعہ میرا پُرخلوص شکریہ قبول کریں گے۔کہ آپ بذات خود تشریف لائے اور میرے لیے قرآنِ کریم کے پہلے ثقہ اور مستند عربی جرمن ایڈیشن کا ایک نسخہ پیش کیا۔ مَیں نے دنیائے اسلام کی اس حد درجہ اہم اور مقدّس کتاب پر بڑے شوق سے نظر ڈالی ہے۔اور مَیں دلی مسرت کے ساتھ اسے اپنی لائبریری کا ایک قیمتی جزو بناؤں گا۔

مرزا مبارک احمد صاحب کے نام بھی میں اس مضمون کا ایک خط علیحدہ بھجوا رہا ہوں۔ جو انہیں آسٹریا کی حکومت کے سفارتی نمائندہ کی معرفت پہنچا دیا جائے گا۔ پُرخلوص جذبات کے ساتھ آپ کا۔ (دستخط) جولیس راب

(روزنامہ الفضل ربوہ 14 ستمبر 1957ء)

لائبیریا کے صدر ٹب مین

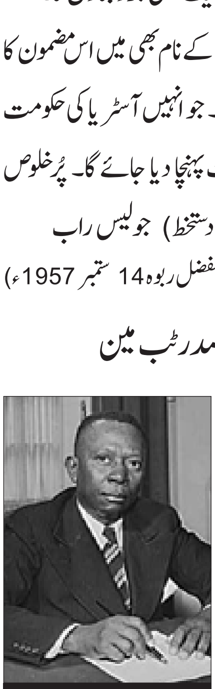
William Tubman

لائبیریا کے صدر جناب Tubman کو بھی مشن کی طرف مکرم سید داؤد احمد صاحب نے قرآنِ کریم کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔

(رپورٹ از مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب 23/اکتوبر 1956ء و جنرل فائل 1956ء صفحہ 43 ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ)

پاکستان کے سفیر سے ملاقات

جلال الدّین عبدالرّحیم

پاکستان کے سفیر مقیم جرمنی جناب جلال الدین عبدالرحیم کو 13 مارچ 1956ء کو ایک ملاقات کے دوران جرمن قرآنِ کریم بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

(رپورٹ از مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب 26 مارچ 1956ء و جنرل فائل 1956ء صفحہ 25 ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ)

برلن یونیورسٹی کے طلباء لاہور میں

برلن یونیورسٹی کے تین طلباء اور دو اساتذہ پر مشتمل ایک وفد ماہ اپریل 1959ء میں پاکستان گیا تو احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن لاہور کے ایک وفد نے ایسوسی ایشن کے صدر پرویز پروازی صاحب کی قیادت میں ''نیڈوز ہوٹل'' میں وفد کے اراکین سے دو مرتبہ ملاقات کی۔اس کی خبر سیکرٹری احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن لاہور مکرم ناصر احمد خالدؔ صاحب کی طرف سے شائع ہوئی جس میں انہوں نے لکھا کہ ان ملاقاتوں میں اسلام احمدیت اور دیگر مذاہب عالم کے متعلق گفتگو کی۔دورانِ گفتگو طلباء نے اسلام اور احمدیت کے متعلق مختلف سوالات کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔وفد کے اراکین کی خدمت میں

Why I believe in Islam
Jesus in Kashmir
Our foreign Missions
Islam and Communism

اور

What is Ahmadiyyat?

کا ایک ایک سیٹ پیش کیا گیا جسے انہوں نے بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا اور پڑھنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی کہا کہ جب وہ جرمنی واپس جائیں گے تو ہمارے مشن ہاؤس آکر مبلغ سے ضرور ملیں گے۔وفد کے ایک رُکن نے یہ بھی کہا کہ ان کے دورہ پاکستان میں یہ پہلا موقع ہے کہ ''ہم کو طلباء کی کسی تنظیم کے وفد سے یوں تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔ہم لوگ آپ کے خلوص اور جذبہ تبلیغ سے بہت متاثر ہوئے ہیں''۔

وفد کے قائد ڈاکٹر ہیس (Dr. Hans-Egon Hass) اور ان کے ساتھی ڈاکٹر جیئر جیراڈ کی خدمت میں بھی 9 کتب کا ایک ایک سیٹ پیش کیا گیا۔

ڈاکٹر ہیس نے دوران گفتگو میں فرمایا کہ وہ جرمنی کے احمدیہ مشن سے واقف ہیں اور ان کے ایک مسلمان عربی دوست نے ان کو مشن کے بارے میں کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ جرمن زبان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جو ترجمہ قرآن پاک شائع کیا گیا ہے۔اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ:

''جماعت احمدیہ نے قرآنِ کریم کا جرمن میں ترجمہ شائع کر کے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔اس سے پہلے بھی جرمن زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ موجود تھا لیکن وہ ترجمہ واضح، مستند اور موثر نہیں ہے''۔

ڈاکٹر موصوف نے کتابوں کے پیش کرنے پر ایسوسی ایشن کا دلی شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ جب وہ واپس جرمنی جائیں گے تو ہیمبرگ میں مسجد و مشن ہاؤس میں ضرور جائیں گے۔

جب فرانکفرٹ کی نئی مسجد کے متعلق آپ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''مساجد کی تعمیر کا کام بہت اہمیت کا حامل ہے اور مجھے خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ یہ کام ہو رہا ہے''۔

ایسوسی ایشن کے وفد نے ملاقات کے دوران جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی، قرآن پاک کے دیگر زبانوں میں تراجم کی اشاعت اور مساجد کی تعمیر کے متعلق امور پر مختصر الفاظ میں روشنی ڈالی۔جس سے وفد کے اراکین بہت متاثر ہوئے۔ ڈاکٹر ہیس ڈچ فلالوجی کے ماہر ہیں اور دوسرے پروفیسر ڈاکٹر جیراڈ فلسفہ کے استاد ہیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 25 اپریل 1959ء)

رپورٹ: مکرم عبدالحفیظ صاحب، ناظم دارالقضاء جرمنی

20 واں سالانہ ریفریشر کورس
دارالقضاء جرمنی

دارالقضاء جرمنی کا بیسواں سالانہ ریفریشر کورس امسال مؤرخہ 27 تا 28 مئی 2023ء بمقام بیت النور (سوئٹزرلینڈ) منعقد ہوا جس میں کل 36 ممبران قضاء میں سے 17 اصالتاً اور 9 آن لائن شامل ہوئے۔ مقامی جماعت سے 7 مربیان وعہدیداران نے بھی بطور زائر شرکت کی۔

ہفتہ 27 مئی کی صبح نو بجے ریفریشر کورس کا آغاز صدر قضاء بورڈ جرمنی مکرم عبدالرفیق احمد صاحب کی زیرِصدارت تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ اس کے بعد گزشتہ ریفریشر کورس کی رپورٹ پیش کی گئی۔ بعدہ مکرم صدر صاحب قضاء بورڈ نے اپنے افتتاحی کلمات میں ریفریشر کورس کا مقصد اور اس میں پیش کئے جانے والے مقالہ جات کی اہمیت بیان کی اور قضاء کے فارمز میں بعض تبدیلیوں کا ذکر کیا۔

دوروزہ ریفریشر کورس کے دوران تین اجلاس ہوئے جن میں مندرجہ ذیل مقالے پیش کئے گئے:

1۔ تحریر فیصلہ: مکرم عبدالحفیظ صاحب ناظم دارالقضاء

2۔ یورپین قانون کے دائرے میں قضاء کا کردار: مکرم عبدالرفیق احمد صاحب

3۔ ترتیب مسل: مکرم عزیز احمد طاہر صاحب

4۔ کوائف کے تحفظ کے قوانین (Data protection laws): مکرم انس ملک صاحب (ڈیٹا پروٹیکشن آفیسر) موصوف نے آن لائن لیکچر دیا۔

5۔ خلفاء سلسلہ کی قضاء سے توقعات: مکرم رحمت اللہ بندیشہ صاحب

ہر مقالہ کے بعد سوال وجواب کا موقع بھی دیا جاتا رہا۔

اسی طرح قاضیان نے دوران سماعت پیش آنے والے مختلف امور بھی پیش کئے اور ان کے حل باہمی تبادلہ خیال سے تلاش کئے گئے۔

ریفریشر کورس کے دوسرے روز کا اجلاس ''تجزیہ کیس اور گروپ ڈسکشن'' کے لئے وقف تھا۔ چنانچہ اس اجلاس میں مختلف موضوعات پر باہمی گفتگو کی صورت میں سیر حاصل بحث کی گئی جس میں تقریباً تمام شرکاء نے بھرپور حصہ لیا۔ اسی طرح مختلف مقدمات کا خاکہ شرکاء کے سامنے رکھ کر ان کا فیصلہ کرنے کی مشق کروائی گئی۔

اس دلچسپ سیشن کے بعد ریفریشر کورس کا اختتامی اجلاس شروع ہوا جس میں امیر جماعت سوئٹزرلینڈ مکرم ولید طارق تارنٹزر صاحب نے بھی شرکت کی اور اپنی تقریر میں قرآنی آیات اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے حوالہ سے عدل وانصاف کی اہمیت اور ضرورت پر نہایت مؤثر اور جامع انداز میں روشنی ڈالی۔ موصوف کی تقریر کے بعد مکرم صدر صاحب قضاء بورڈ جرمنی نے مکرم امیر صاحب اور احباب جماعت سوئٹزرلینڈ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ محدود وسائل ہونے کے باوجود تمام شاملین کے لیے قیام وطعام کے بہترین انتظامات کئے گئے، اسی طرح ریفریشر کورس کے دوران مکرم سامی حفیظ صاحب کی تکنیکی معاونت بھی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کے بعد اجتماعی دعا کے ساتھ یہ اجلاس اور ریفریشر کورس بخیر وخوبی اختتام کو پہنچا۔

اس موقع پر شرکاء نے مقامی احباب کی رہنمائی میں خوبصورت سوئٹزرلینڈ کے بعض قریبی مقامات کی سیر بھی کی۔ ایک روز جملہ شرکاء نے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی جماعت کی تاریخی اور اوّلین مسجد محمود زیورخ میں ادا کیں، فالحمدللہ رب العالمین۔

روحانی خزائن کے ترجمہ میں جرمن زبان کی اوّلیت

(مکرم مبارک احمد تنویر صاحب، سیکرٹری تصنیف و اشاعت جرمنی)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر نگرانی و ہدایات جماعت احمدیہ جرمنی کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف فرمودہ کتب کا جرمن زبان میں ترجمہ مکمل کرنے کی توفیق اور سعادت ملی ہے، اس طرح سے جرمن زبان کو تمام دیگر زبانوں پر اوّلیت حاصل ہوگئی ہے، الحمدللہ۔ ان کتب کے ترجمہ کا آغاز مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مربی سلسلہ سوئٹزرلینڈ نے ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' سے کیا تھا اور 21 جون 1951ء تک اردو سے جرمن ترجمہ مکمل ہو چکا تھا جو ابتدائی طور پر قسطوں کی شکل میں ماہوار جرمن رسالہ Der Islam کی زینت بنتا تھا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل کتب کے انگریزی سے جرمن میں تراجم ہوئے:

1970ء: ''چشمہ مسیحی'': مکرمہ ماریہ مجید صاحبہ

1975ء: ''ایک غلطی کا ازالہ'' مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب و مکرم طارق گڈٹ صاحب

1987ء: ''گناہ سے نجات'' مکرمہ ماریہ مجید صاحبہ

1988ء: ''مسیح ہندوستان میں'' مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب

1994ء: ''فتح اسلام'' مکرم طارق گڈٹ صاحب

1995ء: ''تذکرۃ'' مکرمہ فریدہ ثروت صاحبہ و مکرمہ خدیجہ نذیر صاحبہ

2002ء: ''الوصیت'' مکرمہ ڈاکٹر ساجدہ شاہد صاحبہ

دیگر تمام کتب کے تراجم اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ خامسہ کے بابرکت دَور میں ہوئے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس عاملہ جرمنی کی میٹنگ منعقدہ 4 ستمبر 2005ء ہمبرگ میں اس اہم کام کی طرف توجہ دلائی تو اس کی تعمیل میں نئے عزم سے کام کا آغاز کیا گیا۔ کام کی مشکلات اور نزاکت کے پیشِ نظر خاکسار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مسلسل رہنمائی اور دعا کے لئے لکھتا رہا۔ 15 دسمبر 2012ء کو ایک موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ میری یہ دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ روحانی خزائن کا ترجمہ سب سے پہلے مکمل کرنے کی جماعت جرمنی کو توفیق دے اور اس کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ 2014ء میں صد سالہ جوبلی 2023ء کے لئے جو اہداف مقرر کئے گئے، ان میں شعبہ تصنیف کے ذمہ روحانی خزائن کا مکمل جرمن ترجمہ بھی شامل تھا۔ اس ٹارگٹ کے ملنے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے سایہ تلے کام میں تیزی لائی گئی جس کے نتیجہ میں الحمدللہ منزل قریب آنے لگی۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مقصد کے لئے مارچ 2016ء میں ایک کمیٹی بنا دی جس میں مکرم نبیل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ، مکرم حسنات احمد صاحب واقفِ زندگی، مکرم طارق عرفان ہیوبش صاحب اور خاکسار مبارک احمد تنویر کو شامل فرمایا۔ علاوہ ازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مندرجہ ذیل تین مربیان سلسلہ کی تقرری بھی شعبہ تصنیف میں فرما دی: مکرم نبیل احمد شاد صاحب، مکرم سفیر الرحمٰن ناصر صاحب اور مکرم محمد مصور گوندل صاحب۔

چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور خاص توجہ سے امسال اللہ تعالیٰ نے یہ کام مکمل کرنے کی توفیق عطا فرما دی، الحمدللہ علیٰ ذلک۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس قلمی جہاد کو جرمن زبان میں ڈھالنے کی جن احباب وخواتین کو سعادت ملی ان کے اسماء بغرض دعا درج ہیں:

کتاب	مترجم
اسلامی اصول کی فلاسفی	مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مربی سلسلہ سوئٹزرلینڈ
مسیح ہندوستان میں	مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب
براہین احمدیہ (حصہ اوّل)	مکرمہ ریحانہ اختر صاحبہ ، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب
براہین احمدیہ (حصہ دوم، سوم، چہارم، پنجم)، اعجازِ احمدی، ازالہ اوہام (حصہ اوّل و دوم)، کراماتِ الصادقین، آئینہ کمالات اسلام، نور الحق (حصہ اوّل)، سر الخلافۃ، انوار الاسلام، منن الرحمٰن، ست بچن، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، لجۃ النور، روئیداد جلسہ دعا، نجم الہدیٰ، تحفہ گولڑویہ، دافع البلاء، الہدیٰ والتبصرۃ لمن یری، کتاب البرّیہ، مواہب الرحمٰن، حقیقۃ الوحی۔	مکرم انتصار احمد تنویر صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب

تریاق القلوب	مکرم محمد بلال بھٹی صاحب، مکرم انتصار احمد تنویر صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب
ایک غلطی کا ازالہ	مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب اور مکرم طارق حبیب گڈٹ صاحب اردو سے ترجمہ: مکرم انتصار احمد تنویر صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب
انجام آتھم	مکرم سفیر الرحمٰن ناصر صاحب، مکرم نبیل احمد شاد صاحب، مکرم محمد مصور احمد گوندل صاحب، مکرم افتخار احمد صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب، مکرم انتصار احمد تنویر صاحب
چشمہ معرفت	مکرم کامل الیاس صاحب مربی سلسلہ، مکرم انتصار احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ
سرمہ چشم آریہ	مکرم نوید حمید صاحب، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب
توضیح مرام	مکرمہ رابعہ یالنس صاحبہ، مکرم نوید حمید صاحب، مکرم داؤد مجوکہ صاحب
حقیقۃ المہدی، ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی،	مکرم حسنات احمد صاحب
جنگ مقدس،	مکرم عامر محمود صاحب، مکرم حسنات احمد صاحب
پرانی تحریریں	مکرم نیر احمد شیخ صاحب، مکرم حسنات احمد صاحب
تحفہ بغداد، البلاغ یا فریادِ درد، نور القرآن نمبر 2	مکرم نیّر احمد شیخ صاحب
تجلیاتِ الٰہیہ،	مکرمہ منزہ حنا غفور صاحبہ، مکرم نیر احمد شیخ صاحب
رازِ حقیقت، کشف الغطاء، نشانِ آسمانی، سچائی کا اظہار، سناتن دھرم، قادیان کے آریہ اور ہم	مکرم محمد بلال بھٹی صاحب، مکرم سفیر الرحمن ناصر صاحب مربی سلسلہ
نور القرآن نمبر 1	مکرم محمد بلال بھٹی صاحب، مکرم نوید گھمن صاحب
معیار المذاہب	مکرم احسن چیمہ صاحب، مکرم محمد بلال بھٹی صاحب
اعجاز المسیح	مکرم محمد بلال بھٹی صاحب، مکرم کامران احمد خان صاحب
محمود کی آمین	مکرم محمد بلال بھٹی صاحب، مکرم سفیر الرحمٰن ناصر صاحب، مکرم نوید گھمن صاحب
استفتاء، ترغیب المؤمنین فی اعلاء کلمۃ الدین	مکرم سحیل احمد ملک صاحب مربی سلسلہ
نزول المسیح	مکرم سحیل احمد ملک صاحب مربی سلسلہ، مکرم محمد مصور احمد گوندل صاحب مربی سلسلہ

کتاب	مترجم
الحق مباحثہ دہلی	مکرم سحیل احمد صاحب مربی سلسلہ
تذکرۃ الشہادتین، علامات المقربین	مکرم نبیل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ
حمامۃ البشریٰ	مکرم باسل احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ، مکرم نبیل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ
گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، سیرۃ الابدال	مکرم صادق احمد بٹ صاحب مربی سلسلہ
شحنہ حق	مکرم کامران احمد خان صاحب
سبز اشتہار	مکرم شافع احمد پال صاحب
فتح اسلام	مکرم طارق حبیب گڈٹ صاحب
الحق مباحثہ لدھیانہ	مکرم یاسر احمد بھٹی صاحب
آسمانی فیصلہ	مکرمہ عالیہ محمود صاحبہ
ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، حجۃ الاسلام	مکرمہ ریحانہ اختر صاحبہ
آریہ دھرم	مکرم ولید احمد سیٹھی صاحب، مکرم سفیر الرحمن ناصر صاحب مربی سلسلہ
حجۃ اللہ	مکرمہ امۃ الودود صاحبہ، مکرم محمد مصور احمد گوندل صاحب
ستارہ قیصرہ	مکرم عدیل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ، مکرمہ فریدہ صدف اختر صاحبہ، مکرمہ نورین اختر صاحبہ
عصمت انبیاءؑ	مکرم ڈاکٹر عطاء المنان حق صاحب، مکرم بہزاد احمد صاحب مربی سلسلہ
احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے	مکرم ڈاکٹر ولید احمد سیٹھی صاحب، مکرم شعیب عمر صاحب مربی سلسلہ
برکات الدّعا	مکرمہ عطیہ نور احمد ہیوبش صاحبہ
ضرورۃ الامام	مکرمہ عطیہ نور احمد ہیوبش، مکرم منصور احمد صاحب
شہادۃ القرآن، ضیاء الحق	مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب مربی سلسلہ
نور الحق حصہ دوم	مکرم سعید احمد عارف صاحب مربی سلسلہ
اتمام الحجۃ	مکرم محمد مصور احمد گوندل صاحب مربی سلسلہ
سراجِ منیر	مکرم عدنان رانجھا صاحب مربی سلسلہ
تحفہ قیصریہ	مکرم عدنان رانجھا صاحب مربی سلسلہ
ایام الصلح	مکرم شرجیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ
خطبہ الہامیہ	مکرمہ فریحہ احمد صاحبہ،
تحفہ غزنویہ	مکرم انصر بلال انور چٹھہ صاحب مربی سلسلہ
اربعین،	مکرم منصور احمد چھٹہ صاحب مربی سلسلہ
گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے؟	مکرمہ ماریہ مجید صاحبہ
لیکچر لاہور	مکرم وقاص احمد شاہین صاحب
لیکچر سیالکوٹ	مکرمہ عامرہ عارف صاحبہ
لیکچر لدھیانہ	مکرم طارق عرفان ہیوبش صاحب
رسالہ الوصیت	مکرمہ ساجدہ شاہد صاحبہ
چشمہ مسیحی	مکرمہ ماریہ مجید صاحبہ
کشتی نوح	مکرمہ ڈاکٹر نائلہ ثمینہ شازی صاحبہ
تحفۃ الندوہ	مکرمہ کنول منصور صاحبہ
نسیم دعوت	مکرم محمد مصور احمد گوندل صاحب مربی سلسلہ
پیغام صلح	مکرم رفیق احمد صاحب

مجلس انصار اللہ جرمنی کا 42 واں سالانہ اجتماع 2023ء

منور علی شاہد۔ منتظم رپورٹنگ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ جرمنی کا بیالیسواں سالانہ اجتماع 2 تا 4 جون 2023ء بمقام Messe Karlsruhe ہوا۔ چونکہ امسال جرمنی میں قیام جماعت کی صد سالہ جوبلی بھی منائی جا رہی ہے لہٰذا اس مناسبت سے بیرون از جرمنی مجالس انصار اللہ کو بھی دعوت دی گئی تھی چنانچہ جرمنی کے انصار کے علاوہ چار یورپین ممالک کے 54 انصار بھی تشریف لائے۔

اجتماع کا باقاعدہ آغاز نماز جمعہ سے ہوا جس سے قبل مبلغ انچارج جرمنی مکرم صداقت احمد صاحب نے والدین سے حسن سلوک کے موضوع پر خطبہ دیا۔ نماز جمعہ وعصر کی باجماعت ادائیگی کے بعد حاضر انصار نے ایم ٹی اے کے ذریعہ سیّدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح لندن سے براہِ راست سننے کی سعادت حاصل کی، الحمدللہ۔

ایک مختصر وقفہ کے بعد پرچم کشائی کی تقریب ہوئی جس میں لوائے انصار اللہ کے ساتھ جرمنی کا پرچم بھی لہرایا گیا۔ بعد ازاں ہال میں افتتاحی اجلاس مکرم مبارک احمد شاہد صاحب صدر مجلس انصار اللہ کی صدارت میں ہوا۔ اس موقع پر امیر جماعت جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مکرم صداقت احمد صاحب اور مرکز لندن سے تشریف لائے ہوئے معزز مہمان مکرم عبدالخالق صاحب اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری برائے انصار اللہ سیکشن اور مکرم ظفر احمد ناگی صاحب منتظم اعلیٰ اجتماع موجود تھے۔ محترم صدر صاحب مجلس نے مختلف تربیتی امور پر توجہ دلائی۔ دعا کے بعد اجتماع کی دیگر کارروائی ہوئی جس میں مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ یہ مقابلہ جات مختلف اوقات میں تینوں دن جاری رہے۔

اجتماع کے دوسرے روز صبح کے مقابلہ جات میں ایک نمائشی کرکٹ میچ نیشنل اراکین عاملہ مجلس انصار اللہ جرمنی اور زونل علاقائی ناظمین اعلیٰ کے مابین کھیلا گیا جس میں نیشنل عاملہ کی ٹیم فاتح قرار پائی۔

تلقین عمل

دوسرے روز ایک علمی پروگرام تلقین عمل کا انعقاد بھی کیا گیا۔ مکرم صداقت احمد مبلغ انچارج جرمنی کی صدارت میں ہونے والے اس اجلاس میں مکرم و محترم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ نے ”نحن انصار اللہ“ اور مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ نے ”خلافت روحانی ترقیات کا عظیم الشان ذریعہ“ کے موضوع پر خطاب کیا اور قرآن، احادیث، حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارشادات پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے، آمین۔

دوسرے روز کے پروگراموں میں ایک اور قابلِ ذکر پروگرام علمی و تربیتی پروگرام تھا جس کی صدارت مکرم عبدالخالق صاحب بنگالی نے کی جس میں مبلغ انچارج جرمنی مکرم صداقت احمد صاحب نے ”تعلق باللہ“ کے موضوع پر خطاب کیا۔

ایک خصوصی پروگرام صفِ دوم کے زیرِ انتظام کیا گیا جس کی صدارت صدر مجلس انصار اللہ جرمنی نے کی محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کی موجودگی میں اس پروگرام میں امسال خدام سے مجلس انصار اللہ میں شامل ہونے والے انصار کو خوش آمدید کہا گیا اور انہیں مجلس کی طرف سے تحائف بھی دیئے گئے۔ اس موقع پر مجلس انصار اللہ کا مختصر تعارف اور اس کے قیام کی غرض و غایت بھی بیان کی گئی۔

تیسرے اور آخری روز صبح جرمنی اور یورپ سے تشریف لائی ہوئی انصار کی ٹیموں کے مابین علمی، ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ مقابلہ نظم فائنل صف اوّل، دوم مکرم چودھری افتخار احمد صاحب سابق صدر مجلس انصار اللہ جرمنی کی صدارت میں منعقد کئے گئے۔

اجتماع کا اختتامی اجلاس بعد از نماز ظہر و عصر امیر جماعت جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ جس میں منتظم اعلیٰ اجتماع مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نے رپورٹ پیش کی اور جملہ کارکنان، مہمانان اور نمائندہ مرکز کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں مکرم عبدالخالق صاحب نے ”تربیت اولاد“ سے متعلق سادہ مگر پُر اثر الفاظ میں خطاب کیا۔ مختلف مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے جس کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی نے مختلف تربیتی امور بیان فرمائے نیز آپ نے سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی تقریر ”ذکرِ الٰہی“ جو (کتابی شکل میں دستیاب ہے) کا بغور مطالعہ کرنے کی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مکرم صدر صاحب مجلس کے اظہار تشکر کے الفاظ کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے دعا کروائی اور اس طرح یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

یاد رہے کہ حسب سابق امسال لجنہ اماء اللہ جرمنی کا سالانہ اجتماع بھی ملحقہ ہال میں منعقد کیا گیا جس کے انتظامات میں مجلس انصار اللہ جرمنی کے کارکنان نے بھی تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین اور خدمت کرنے والوں کو اجرِ عظیم سے نوازے اور اس اجتماع کے نتائج کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے، آمین۔

آگے بڑھتے رہو دمبدم دوستو!

میٹنگ حفاظ ایسوسی ایشن جرمنی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 مارچ 2022ء کو دورانِ ملاقات مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی جرمنی کو حفّاظ ایسوسی ایشن جرمنی کے قیام کی منظوری عطا فرمائی تھی جس کی تعمیل میں شعبہ ہٰذا کو ماہ نومبر 2022ء میں اس کے قیام کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ اس کا مقصد جرمنی میں حفاظ کرام کا ریکارڈ مرتب کرنا، جماعتی ضروریات کے مطابق خدمات کا حصول، شعبہ ہٰذا کے زیرِ انتظام حفظ القرآن کلاس اور دیگر قرآن کلاسز میں بطور اساتذہ خدمت کا موقع فراہم کرنا ہے۔ اسی طرح حفاظ کے لیے دہرائی کی سہولت مہیا کرنا ہے۔

مورخہ 11 جون 2023ء کو بیت الشکور ناصر باغ میں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی کی صدارت میں ایک پروگرام منعقد کیا گیا جس میں حفّاظ کرام اور شعبہ کے معاونین نے شرکت کی۔ ایسوسی ایشن کی پہلی میٹنگ مورخہ 11 فروری 2023ء کو آن لائن کی گئی تھی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم اور اردو ترجمہ سے ہوا جس کی سعادت مکرم حافظ فخر احمد صاحب کے حصہ میں آئی۔ جس کے بعد خاکسار نے جرمنی میں جاری حفظ القرآن کلاس کا مختصر تعارف اور حفاظ ایسوسی ایشن کے قیام کے مقاصد سے حاضرین کو آگاہ کیا۔

اس کے بعد مکرم شمس اقبال صاحب مربی سلسلہ نے حفّاظ کے لیے ترجمۃ القرآن سیکھنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

مکرم نیشنل امیر صاحب نے اس ایسوسی ایشن کے قیام پر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے حفاظ کرام کو جماعتی ضروریات کے مطابق خدمات پیش کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

آخر میں نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے حفظ کو قائم رکھنے، دُہرائی اور نماز تراویح پڑھانے کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ پروگرام میں 40 احباب نے شرکت کی۔ اجلاس کے بعد باربی کیو کا انتظام کیا گیا تھا۔

شعبہ پروگرام کے انعقاد میں تعاون کرنے پر مکرم لوکل امیر صاحب، لوکل جنرل سیکرٹری صاحب اور مکرم ریاست علی صاحب کی ٹیم کا مشکور ہے، فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

(لئیق احمد۔ معاون شعبہ تعلیم القرآن و وقف عارضی جرمنی)

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ رائن لینڈ فالز

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ ریجن Rheinland-Pfalz کا یک روزہ اجتماع مورخہ 6 مئی 2023ء بروز ہفتہ بمقام Kaiserslautern منعقد ہوا۔ جس میں ریجن کی 17 مجالس کے 690 خدام واطفال کے علاوہ مہمانوں میں مکرم ڈاکٹر وجاحت احمد وڑائچ وائس چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ جرمنی، مکرم مشہود احمد صاحب معاون صدر، مکرم اسامہ احمد صاحب نائب معتمد خدام الاحمدیہ جرمنی و مربی سلسلہ، مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مربی سلسلہ، مکرم محمد ظفر اللہ صاحب مربی سلسلہ، مکرم انصر احمد صاحب مربی سلسلہ اور مکرم مصور شمس صاحب مربی سلسلہ شامل تھے۔ اجتماع کا آغاز نماز تہجد و فجر سے ہوا۔ ناشتے کے بعد آٹھ بجے خدام کے ورزشی اور اطفال کے علمی مقابلہ جات شروع ہوئے جو ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہے۔ بارہ بجے پرچم کشائی کی تقریب میں مکرم محمد اطہر زبیر صاحب چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا اور دعا کروائی۔ جبکہ ریجنل قائد مکرم انیس احمد صاحب نے لوائے مجلس خدام الاحمدیہ لہرایا جس کے بعد افتتاحی تقریب مکرم چیئرمین صاحب ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کی زیر صدارت شروع ہوئی۔

تلاوتِ قرآنِ کریم مع اردو ترجمہ کی سعادت مکرم حافظ ولید احمد بابر صاحب قائد مجلس Frankenthal کے حصہ میں آئی جبکہ جرمن ترجمہ مکرم مبرور ناصر صاحب نے پڑھا۔ بعد ازاں مجلس خدام الاحمدیہ کا عہد دُہرایا گیا۔ اس کے بعد مکرم مصباح الرحمٰن صاحب نے نظم پیش کی۔

صدر اجلاس نے تقریر میں تربیت اور بھائی چارے سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور واقعات بیان کیے نیز خدام واطفال کو ان پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ افتتاحی تقریب کے بعد خدام کے علمی اور اطفال کے ورزشی مقابلوں کا آغاز ہوا۔ نمازوں اور کھانے کے بعد علمی و ورزشی فائنل مقابلے ہوئے جو شام ساڑھے چھ بجے تک جاری رہے۔

اختتامی تقریب مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی زیرِصدارت شام ساڑھے سات بجے شروع ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت، عہد اور نظم سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ فیض صاحب مع اردو ترجمہ جبکہ جرمن ترجمہ مکرم مبارز ندیم صاحب نے پیش کیا۔ نظم مکرم فیضان ثاقب صاحب نے پڑھی۔

مکرم سیّد البار احمد صاحب ناظم اعلیٰ اجتماع نے رپورٹ پیش کی جس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے خدام واطفال کو نصائح کیں اور علمی و ورزشی مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام واطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ شام ساڑھے آٹھ بجے دعا کے ساتھ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا، الحمدللہ۔

اجتماع میں شہدائے احمدیت کی ایک تصویری نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

(رپورٹ: مظفر احمد طاہر۔ نائب ناظم اعلیٰ اجتماع)

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

تم چلے جاؤ گے یاد رہ جائے گی

معروف شاعر مکرم پروفیسر مبارک عابد صاحب جرمنی میں

''میری پیدائش ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں 'کلاس والہ' میں 1944ء میں ہوئی۔ ابھی چھ سال کا تھا کہ میرے والد محترم کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور میں اپنے تایا ابا مکرم محمد صدیق صاحب اور پھر بڑے بھائی مکرم منظور احمد صاحب کی کفالت میں آ گیا۔ جنہوں نے پدرانہ شفقت سے میری پرورش کی۔ 1955ء میں ہم نقل مکانی کر کے ربوہ آ گئے تو پہلے تعلیم الاسلام سکول میرا تعلیمی گہوارا بنا پھر 1962 تا 1966ء تعلیم الاسلام کالج کا طالب علم رہا۔ اس دوران تین سال تک حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تھے اور ایک سال حضرت قاضی محمد اسلم صاحب۔ 1969ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کرنے کے بعد چند سال لاہور کے ایک نجی کالج میں ملازمت کی۔ پھر 1971ء سے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تدریس شروع کی اور پھر ریٹائرمنٹ (2004ء) تک اسی عظیم ادارہ سے منسلک رہتے ہوئے قومی تعمیر کا فریضہ انجام دینے کی توفیق و سعادت ملی، الحمدللہ''۔

یہ وہ گفتگو ہے جو ربوہ کے ادبی حلقوں کے روحِ رواں، نہایت درجہ سادہ و منکسر المزاج محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب نے اپنے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے اخبار احمدیہ جرمنی کے نمائندہ کے ساتھ کی۔ آپ نے مزید بتایا کہ ''پہلی غزل صرف 15 سال کی عمر میں لکھی تھی اور پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کا سانحہ ساری جماعت کے لئے غیر معمولی رنج و الم کا باعث تھا، اس کیفیت سے بہت سے احباب کے جذبات الفاظ میں ڈھلے، ان میں ایک میں بھی تھا۔ میرے درد و غم نے جن الفاظ کا لبادہ اوڑھا، وہ میری نظم ؎

اے فضلِ عمر تیرے اوصاف کریمانہ
بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکرِ سخندانہ

کی صورت میں ڈھلا''۔

عابد صاحب کی یہ مشہور نظم حضرت مصلح موعودؓ کے چند ماہ بعد فروری 1966ء میں مسجد مبارک ربوہ میں منعقد ہونے والے جلسہ یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر کلام شاعر بزبان شاعر پڑھی گئی، حضرت مصلح موعودؓ کے حسین ذکر پر مشتمل یہ نظم اتنی پیاری اور عمدہ تھی اور ایسے درد اور پُرسوز لحن میں پڑھی گئی کہ حاضرین کے دل میں اُتر گئی اور ہر آنکھ کو اشکبار کر گئی اور اس قدر مقبول ہوئی کہ چند دنوں میں ہی زبان زدِ عام ہو گئی اور ربوہ کے گلی محلوں میں اس کی بازگشت سنائی دینے لگی۔ اس مشہور نظم اور اسی طرح کی مزید بے شمار عمدہ اور معروف نظموں کے خالق معروف شاعر مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب گزشتہ دنوں جرمنی تشریف لائے تو ان کے مداحوں نے ان کے ساتھ متعدد شعری نشستیں منعقد کیں اور ان کے کلام سے محظوظ ہوئے اور پرانی یادوں کو تازہ کیا۔ مکرم پروفیسر مبارک عابد صاحب نے 15 سال کی عمر میں پہلی غزل کہہ کر اردو شاعری کے میدان میں قدم رکھا تھا اور پھر اس میں اپنا ایک مقام پیدا کیا۔ اب تک آپ کے تین مجموعہ ہائے کلام ''درد کے شہر میں''، ''پلکوں سے دستک'' اور ''برگ برگ چاندنی'' شائع ہو کر قبول عام کی سند پا چکے ہیں۔

پروفیسر صاحب کی جرمنی آمد پر سب سے پہلے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی اولڈ بوائے ایسوسی ایشن نے 30

مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب

اپریل 2023ء کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں ان کے اعزاز میں ایک محفل بَرپا کی پھر جرمن اردو کلچرل سوسائٹی کی طرف سے 20 مئی کو Nordwestzentrum کے ایک عوامی ہال میں، 28 مئی کو تیسری نشست ''بیت الباقی'' Dietzenbach میں ہوئی اور 24 جون کو جرمنی کے انتہائی شمال میں جماعت کے مرکز مہدی آباد (Nahe) میں بھی ایسی ہی ایک محفل کا انعقاد کیا گیا۔ ان تمام ادبی نشستوں میں صاحب ذوق دوستوں نے کثرت کے ساتھ شرکت کی۔ اس دوران مکرم شاہد تاثیر صاحب کے گھر واقع لانگن اور مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب کے ہاں Bad Marienberg میں بھی نجی نوعیت کی خوبصورت تقاریب ہوئیں۔ اس کے علاوہ جناب عبدالشکور بھٹی، جناب مبشر احمد لاہوری، جناب وسیم ملک اور جناب شرافت اللہ خان نے بھی اپنے ہاں مدعو کیا جہاں مختصر محافلِ شعر وسخن بھی منعقد ہوئیں۔

جرمن اردو کلچرل سوسائیٹی کی طرف سے ہونے والی شعر وسخن کی نشست سوسائٹی کے مدارالمہام جناب عرفان احمد خان صاحب نے بہت عمدہ طور پر ترتیب دی تھی۔ اس میں جناب مبشر احمد کاہلوں کی طرف سے حاضرین کی خدمت میں پُر تکلف کھانا بھی پیش کیا گیا۔

اس نشست کے آغاز میں ماہر علم عروض جناب راجہ محمد یوسف خان صاحب نے مکرم عابد صاحب کی شاعری پر ایک خصوصی مقالہ پیش کیا۔ اس مقالہ میں محترم عابد صاحب کے منظوم کلام کے بارہ میں سیر حاصل تبصرہ شامل تھا۔ مکرم راجہ صاحب نے شاعر موصوف کے منظوم کلام کا علم عروض کی روشنی میں فنی تجزیہ سامعین کی نذر کیا اور بتایا کہ آپ کا تمام کلام علم عروض میں بیان کی گئی بحروں میں ہے۔ اس میں حیرت انگیز یہ امر تھا کہ شاعر موصوف کا کہنا تھا کہ انہیں علمِ عروض سے کوئی بھی مَس نہیں ہے یہ سب فطرتی طور پر ہے۔ بعدہٗ کلام شاعر بزبان شاعر سے محظوظ ہوئے۔ اس دوران مقامی شعراء کو بھی اپنا کلام سنانے کا موقع دیا جاتا رہا۔

ان مجالس میں مہمان شاعر کے علاوہ جرمنی کے پرانے خادم دین اور بزرگ شاعر مکرم چودھری محمد شریف خالد صاحب اور بعض دیگر شعراء نے بھی اپنا کلام پیش کیا۔ بیت الباقی میں منعقدہ تقریب میں جاپان سے مکرم عصمت اللہ صاحب نے بھی آن لائن شرکت کر کے حاضرین کو اپنے لحنِ داؤدی سے مستفیض کیا۔ جبکہ شاعر موصوف نے ان تمام مجالس میں سامعین کو اپنے ولولہ انگیز اور وجد آفرین کلام سے نوازا اور ان مجالس کو خوب گرمایا اور اُن سے داد وتحسین وصول کی۔ بہت سی نظموں اور غزلوں کی فرمائش بھی کی گئی جو آپ نے عطا فرمائیں۔ آپ کا ترنم بھی ماشاءاللہ بہت دلربا اور جاندار ہے جس سے مزہ دو آتشہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے متعدد مواقع پر اپنی سدا بہار نظمیں اور غزلیں سنائیں، خصوصاً حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں آپ کی ترنّم سے پڑھی گئی نظم جتنی بار اور جب بھی پڑھی جائے نیا لطف اور مزا عطا کرتی ہے ع

'اے فضل عمر تیرے اوصافِ کریمانہ'

آپ نے ہر نشست میں موقع ومحل کے مطابق اپنا کلام سنایا۔ لانگن میں مکرم تاثیر صاحب کے ہاں آپ نے نعت '' کچھ اور چاہیے وسعت میری زباں کے لیے'' سے آغاز کیا اور اس کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں کلام سنایا جس میں حضورؑ کی صداقت کا بڑے عارفانہ رنگ میں بیان ہوا ہے۔ علاوہ ازیں کم و بیش ہر محفل میں آپ کی اس غزل کی فرمائش ہوتی رہی ع

'میرے پیش نظر اے میرے ہمسفر
ہے یہی ایک غم، ہم بچھڑ جائیں گے'

اور جب آپ اسے اپنے مخصوص لہجہ اور ترنّم کے ساتھ سناتے تو ہر جگہ اور ہر موقع پر لطف دینے کے ساتھ ساتھ سننے والے ہر شخص کو گہری اداسی میں مبتلا کر جاتی رہی۔ اس کے بارہ میں خاکسار نے موصوف سے ازراہِ تفنّن عرض کیا کہ یہ نظم سوائے رخصتانہ کی تقریب کے ہر مجلس میں پڑھی جا سکتی ہے اور ہر مجلس کے حسبِ حال ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر محفل اور ہر صحبت ہی ''صحبت برہم'' ہوتی ہے۔ جب تک وہ محفل جمی رہتی ہے ہماہمی رہتی ہے اور ہر 'گوشہ نشاط' پر 'دامانِ باغبان وکفِ گل فروش' کا گمان ہوتا ہے۔ اور محفل کے برخاست ہونے پر 'نے وہ سرود وسوز نہ جوش وخروش ہے' والی کیفیت ہوتی ہے۔ آپ کے پرانے جاننے والے دوستوں اور شاگردوں کی طرف سے آپ کی خاص نظم سننے کے لئے خاص فرمائش ہوتی رہی ع

'اک اداسی لیے روح پیاسی لیے
لُٹ گئی زندگی اور مَیں چپ رہا'

الغرض زندہ دلانِ جرمنی نے حتی الوسع ان کے قیام جرمنی کے دوران ان کی صحبت سے خوب خوب فائدہ اٹھایا اور بہت سی محفلوں کی شمعیں روشن کیں اور محترم عابد صاحب کے کلام کے ساتھ ساتھ آپ کی باغ وبہار شخصیت اور آپ کی حسِ مزاح اور بذلہ سنجی سے بھی لطف اندوز ہوئے۔ ہم اہل جرمنی کی طرف سے آپ سے آپ کے ہی الفاظ میں یہی عرض کریں گے ع

'جب بھی چاہیں آپ آئیں جب ہو دل جایا کریں'

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ع

'پیار ہے تو اس گلی میں مستقل جایا کریں'

SAALBAU Titus Forum فرانکفرٹ میں منعقد ہونے والے مشاعرے کے بعد

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

جرمنی میں انگریزی کی تعلیم ختم ہوسکتی ہے

جرمن ٹیچر ایسوسی ایشن کے صدر ہائنز پیٹر نے پرائمری سطح پر جرمن بچوں کو انگریزی پڑھانے کی مخالفت کرتے ہوئے اس کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ پبلک براڈ کاسٹر اے آر ڈی سے گفتگو کے دوران انہوں نے کہا کہ اساتذہ کو انگریزی پڑھانے کی بجائے جرمن زبان پڑھنے کی صلاحیت کو نکھارنے اور ریاضی کے مضمون میں صلاحیت بڑھانے کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیے۔ اس کی وجہ انہوں نے بین الاقوامی پرائمری سکول ریڈنگ سروے کے نتائج بتائی جس میں جرمن بچوں کے نتائج دوسرے ممالک کے بچوں کی نسبت سب سے خراب آئے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ انگریزی کے مضمون کو بس پڑھنے کی حد تک شامل کیا جاسکتا ہے۔

شینگن ویزہ اب آن لائن

یورپین یونین کے رکن ممالک اور قانون سازوں نے شینگن ویزہ کے موجودہ سسٹم میں تبدیلی لانے پر اتفاق کرلیا ہے اور اسٹیکرز کی بجائے ویزہ کو ڈیجیٹلائز کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ اس نئے نظام کے مطابق اب یورپین ممالک کے سیاحتی شینگن ویزہ کے لئے قونصل خانے یا ویزہ سروسز دفاتر جانے کی ضرورت نہیں رہے گی اور لوگ آن لائن درخواست بھیج سکیں گے۔ شینگن علاقوں میں قبرص، آئرلینڈ، بلغاریہ، رومانیہ کے علاوہ یورپی یونین کے 27 ممالک بھی شامل ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ سہولت ان افراد کو میسر نہیں ہوگی جو پہلی بار شینگن ویزہ کے لئے اپلائی کریں گے یا جن کا نیا پاسپورٹ ہوگا یا جن کا بائیو میٹرک ڈیٹا تبدیل ہوا ہو۔ ایسے درخواست دہندہ کو ذاتی طور پر حاضر ہونا پڑے گا۔

ہر دسویں جرمن فرم پر سائبر حملے

جرمنی کی معیشت سے وابستہ پیداواری اور کاروباری ادارے اور فرمیں گزشتہ سال سائبر حملوں اور دیگر سیکورٹی سے متعلق خدمات کی زد میں رہی ہیں۔ یہ بات ٹیکنیکل انسپیکشن ایسوسی ایشن یا ٹوف(TÜV) کی طرف سے کئے گئے ملک گیر سروے میں بتائی گئی ہے۔ سروے کے مطابق 2022ء میں 501 جرمن کاروباری ادارے سائبر یا ملتے جلتے واقعات کی زد میں رہے۔ تنظیم کے صدر کے مطابق جرمن معیشت میں اب کوئی ادارہ محفوظ نہیں رہا اور یہ معمول بن چکا ہے۔

برلن میں اسپیشل اولمپکس کھیلوں کا آغاز

ذہنی یا جسمانی طور کسی بھی معذوری کا شکار کھلاڑیوں کی کھیلیں اسپیشل اولمپکس کہلاتی ہیں۔ جرمنی کو پہلی بار ان کھیلوں کی میزبانی کرنے کا موقع ملا ہے۔ ان کھیلوں کا باقاعدہ افتتاح 17 جون کو جرمن صدر شٹائن مائر نے برلن کے اولمپک گراؤنڈ میں کیا جس کی افتتاحی تقریب میں پچاس ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔ ان کھیلوں میں 176 ممالک سے سات ہزار سے زائد کھلاڑیوں نے 26 مختلف کھیلوں میں حصہ لیا۔ یہ مقابلے 25 جون تک جاری رہے۔ پاکستانی سپیشل کھلاڑیوں نے 11 کھیلوں میں حصہ لیا جبکہ ایتھلیٹس پاور لفٹنگ، سائیکلنگ، ایتھلیٹکس، لانگ جمپ، ہاکی، ٹینس، باسکٹ بال، بیڈمنٹن اور فٹبال سمیت مختلف مقابلوں میں مجموعی طور پر 80 میڈلز حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ ان میڈلز میں 11 گولڈ، 29 سلور اور 40 برانز میڈل شامل ہیں۔

انسانی ہمدری کا انعام

برطانیہ میں ایک پاکستانی نژاد برطانوی شہری احسان شاہد چودھری کو ضرورت مند لوگوں کو مفت کھانا فراہم کرنے پر برٹش ایمپائر میڈل سے نوازا گیا ہے۔ انہیں یہ میڈل شاہ چارلس کی سالگرہ کی تقریب میں دیا گیا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق برطانیہ کے بادشاہ پنجم نے 1917ء میں یہ اعزاز فنون لطیفہ، خیراتی اور عوامی خدمات سرانجام دینے والوں لوگوں کے لئے قائم کیا تھا۔ اب یہ میڈل ہینڈ انہیں دی اوپن کچن (Hand the open kitchen) کی صورت میں خدمتِ انسانیت کرنے پر دیا گیا۔ احسان شاہد نے 1993ء میں بوسنیا کے مسلمانوں کی امداد کے لئے عطیات اور خیرات اکٹھی کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا جو اب تک جاری ہے اور 2018ء میں اوپن کچن کا آغاز کیا تھا۔

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجسٹ)

دالوں کے فوائد

کنگز کالج لندن میں کاربوہائیڈریٹ بائیو کیمسٹری کے پروفیسر پیٹر ایلس کا کہنا ہے کہ 'جب آپ آلو کھاتے ہیں تو آپ کے خون میں شکر میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے، لیکن پھلیوں کا گلائیسیمک انڈیکس اور انسولینیمک ردِّعمل بہت کم ہوتا ہے۔ ماہرین کے مطابق لوگوں کو دالوں اور چنوں سمیت زیادہ پھلیاں کھانی چاہئیں، کیونکہ عموماً فائبر ہماری غذا میں کافی نہیں ہوتا ہے۔ دالیں ٹائپ 2 ذیابیطس اور دل کی بیماریوں سمیت بعض بیماریوں کے خطرے کو کم کرنے میں مدد دے سکتی ہیں، کیونکہ ہم انہیں دیگر کھانوں کے مقابلے میں زیادہ آہستہ سے ہضم کرتے ہیں، جس سے ہمارے خون میں گلوکوز کی سطح زیادہ مستقل رہتی ہے'۔[1]

درد کُش ادویات

یونیورسٹی آف ایبرڈین میں کلینیکل فارماکولوجی کے سینیئر لیکچرر ڈاکٹر میری جون میک لائڈ کے مطابق ہمیں درد اعصاب کے سروں پر زور پڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ محرکات یا تو سوجن یا پروسٹاگلینڈن کے اخراج کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ان کے مطابق تمام پین کلرز یا درد ختم کرنے والی ادویات یا تو سوجن پر اثر کرتی ہیں یا پروسٹاگلینڈن کے اخراج کو کنٹرول کرتی ہیں۔ لیکن ان ادویات کے کام کرنے کا طریقہ قدرے مختلف ہوتا ہے۔ درد کا مقابلہ کرنے والی سب سے عام دوا ہے پیراسیٹامول ہے جو ہلکے پھلکے درد کے لیے بہترین سمجھی

جاتی ہے۔ ڈاکٹر میک لائڈ کے بقول 'یہ دماغ کے اس حصے پر کام کرتی ہے جو بخار کم کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے اور ساتھ ہی پروسٹاگلینڈن کے بننے کو کم کر کے اعصاب کے سروں کو راحت پہنچاتی ہے'۔ حالانکہ ایسپرین اور آئبوپروفین کی طرح پیراسیٹامول پٹھوں کی سوزش پر اتنے مؤثر انداز میں کام نہیں کرتی، مثال کے طور پر ٹخنے کے مڑ جانے یا ماہواری کے دوران ہونے والے درد میں۔ لیکن یہ تینوں ہی ادویات بغیر سٹیرائڈ والی اینٹی سوزش ادویات کے طور پر درجہ بند ہیں۔[2]

تیل کھانے کی عادات

یونائیٹڈ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ آف ایگریکلچر (یو ایس ڈی اے) کی تحقیق کے مطابق ہر پاکستانی سالانہ اوسطاً 24 لیٹر سے زیادہ تیل کھاتا ہے جو صحت عامہ کے عالمی معیار کے مطابق خطرناک حد تک زیادہ ہے۔ تیل کھانے کی عادت 40 فیصد لوگوں میں دل کے امراض کا باعث بنتی ہے جس سے اموات بھی واقع ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹرز کے مطابق 'زیادہ اور غیر معیاری تیل کا استعمال نہ صرف دل کے امراض کے ساتھ کینسر اور ذیابیطس جیسی بیماری کا

باعث بن سکتا ہے بلکہ یہ آپ کے جسم میں موجود خلیوں اور ڈی این اے کو نہ صرف نقصان پہنچاتا ہے بلکہ جسم میں پائی جانے والی پروٹینز کو بہتر انداز میں کام کرنے سے بھی روکتا ہے'۔[3]

بچہ دانی کی جسم سے باہر اسٹوریج

کینسر اس وقت تک بانجھ پن کا باعث نہیں بنتا جب تک کہ اس بیماری سے خواتین کے مخصوص اعضا براہ راست متاثر نہ ہوں۔ تاہم ریڈیو تھراپی کروانے والی خواتین میں بچے پیدا کرنے کی صلاحیت متاثر ہو سکتی ہے۔

ریٹان ریبیرو نے اسی نکتے کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک ایسی تکنیک تیار کی ہے جسے 'یوٹرائن ٹرانسپوزیشن' کہتے ہیں۔ اس تجرباتی تکنیک کا مقصد، جسے برازیل کے انسٹیٹیوٹ آف روبوٹک سرجری میں اپنایا گیا ہے، ایسی خواتین میں بچے پیدا کرنے کی صلاحیت کو محفوظ بنانا ہے جو ریڈیو تھراپی کروا رہی ہیں۔ اس طریقے کے تحت خواتین کی بچہ دانی سمیت مخصوص اعضا کو ان کی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ تھراپی کے دوران براہِ راست متاثر نہ ہوں۔ علاج کے بعد بچہ دانی سمیت ان اعضا کو ان کی اصل جگہ پر واپس منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس تجرباتی تکنیک سے حال ہی میں 33 سالہ میک اپ آرٹسٹ کریم ڈوس سانٹوس نے فائدہ اٹھایا ہے۔[4]

1-https://www.bbc.com/urdu/articles/c7292e7znpgo
2-https://www.bbc.com/urdu/articles/c3gzw16jpd7o
3-https://www.bbc.com/urdu/articles/c88542w9983o
4-https://www.bbc.com/urdu/articles/cd1n5vz8ykro

جرمن ایمیگریشن قانون کو پرکشش بنانے کی سیاسی کوشش

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ فرانکفرٹ

گزشتہ ہفتہ کے دوران گہرے پانیوں سے وابستہ دو خبروں نے پوری دنیا کی توجہ اپنی طرف مرکوز کرلی۔ ایک کا شمار خلق خدا کے ان سات سو افراد سے تھا جو اچھے مستقبل کی تلاش میں گھر سے بے گھر ہو کر ایک ایسے ٹھکانے کی تلاش میں تھے جہاں وہ اپنے مستقبل کے خواب پورے کرسکیں ایک دوسری المناک خبر دنیا کے ان پانچ امیر ترین افراد سے متعلق ہے جو دنیا کی ہر زمینی اسائش سے لطف اٹھانے کے بعد خوب سے خوب تر کی تلاش میں گہرے پانیوں میں جا اُترے۔ جن سات سو افراد نے اپنی زندگی کو آزمائش میں ڈالا وہ 30 میٹر لمبی مچھلیاں پکڑنے والی کشتی میں سوار تھے۔ وہ امیدوں کے چراغ جلاتے لیبیا کے ساحل سے روانہ ہو کر یونان کے ایک ساحلی گاؤں PYLOS میں اپنی زندگی کا چراغ گل کر بیٹھے۔ بتایا جا رہا ہے کہ ان میں 350 پاکستانی تھے جن میں سے 166 کا تعلق کوٹلی آزاد کشمیر سے تھا۔ ان سب نے سات سات ہزار ڈالر دے کر موت کو گلے لگایا۔ ان کے خاندانوں کے دلخراش انٹرویوز آجکل انٹرنیشنل ذرائع ابلاغ پر دیکھنے والوں کو خون کے آنسو رلا رہے ہیں۔ یورپی یونین بارڈر کوسٹ گارڈ ایجنسی FRONTEX کے بیان کے مطابق 2023ء کے پہلے پانچ ماہ میں پانچ ہزار سے زائد پاکستانی کشتیوں کے ذریعہ یورپ میں داخل ہو چکے ہیں۔ ایسے واقعات وحادثات منہ بولتا ثبوت ہیں اس بات کا کہ ہمارا نظام ناکام ہو چکا ہے۔ دنیا آگے کی طرف بڑھ رہی تو ہمیں پیچھے کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ مذہبی جنونیت انسان کا پیٹ نہیں بھر سکتی۔ ترقی یافتہ دنیا کو جن ماہرین کی تلاش ہے وہ ہماری یونیورسٹیاں پیدا نہیں کر پا رہیں۔ غیر تعلیم یافتہ، بے ہنر بے روزگار افراد جب روزی کی تلاش میں دنیا میں نکلتے ہیں تو کئی ایک منزل کو پا لیتے اور کئی راستہ میں ہی لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔

جرمنی ایک ترقی یافتہ صنعتی ملک ہے۔ بیس پچیس سال پہلے کے مشینی دور میں ایک ایک مشین پر ایک سے زائد افرادی قوت کی ضرورت رہتی تھی۔ اب ٹیکنالوجی کی ترقی کی بدولت خود کار مشینوں کا دَور ہے لیکن اس کے باوجود مشین اور فرد کا باہمی تعلق ختم نہیں کیا جا سکا۔ لاکھوں مہاجرین کو پناہ دینے کے باوجود جرمنی کو ہر سال چار لاکھ نئی افرادی قوت کی ضرورت ہے۔ اس وقت بھی ایک ملین ملازمتیں لوگوں کی منتظر ہیں۔ ایمیگریشن کے بارے میں جرمنی کی پالیسی ہمیشہ حوصلہ شکن رہی ہے۔ ایک وقت تھا کہ جرمنی کی سب سیاسی پارٹیوں کے منشور میں غیر ملکیوں کے لئے گنجائش نہ تھی۔ جرمنوں کا مزاج بھی اس نوعیت کا ہے کہ یورپی یونین ممبر ممالک سے آ کر کام کرنے والوں کو بھی انہوں نے خوش دلی سے قبول نہیں کیا۔ جب جرمنی میں شرح پیدائش مسلسل گرنی شروع ہوئی تو تھنک ٹینک کی طرف سے مستقبل کے حوالے سے بعض منفی اثرات کی نشان دہی کی گئی صنعت کاروں کی انجمن نے بھی ان کو قبول کرتے ہوئے اپنی آواز بلند کی۔ چنانچہ ملک میں غیر ملکیوں کو قبول کرنے کا ماحول پیدا کرنا سیاسی پارٹیوں کی مجبوری بن گیا۔ سب سیاسی پارٹیوں نے اپنے اپنے منشور میں اس کی گنجائش پیدا کی صنعت کاروں کے لئے دوستانہ حکومت کا سربراہ ہونے کے باوجود ہیلمٹ کوہل اپنے دَور اقتدار میں غیر ملکیوں کے لئے کسی فراخ دلی کا مظاہرہ نہ کر سکے۔

البتہ انجیلا میرکل نے بعض شرائط کے ساتھ بلیو کارڈ سکیم کا اجراء کیا تھا۔ یہ سکیم بھی سپیشلسٹ اور بہترین مہارت رکھنے والے لوگوں کے لئے تھی جس میں سالانہ تنخواہ کی شرط چوالیس ہزار یورو رکھی گئی تھی۔سرکاری اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اس سکیم سے سب سے زیادہ فائدہ انڈین آئی ٹی ماہرین نے اُٹھایا لیکن جرمنی میں مستحکم ہونے کے بعد اکثریت امریکہ چلی گئی یا مشرقی یورپ سے آنے والے اپنے ملکوں کو واپس سدھار گئے۔ اس طرح سے جرمن حکومت کی یہ سکیم توقع کے مطابق نتائج دینے میں کامیاب نہ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ جرمنی کی موجودہ اتحادی حکومت 2021ء سے ایمیگریشن قوانین کو پُرکشش بنانے کے لئے غور و فکر کر رہی ہے۔ ایمیگریشن قوانین کو نرم کرنے کے لئے جو فیصلے سیاسی سطح پر ہوئے ان کے بارے میں ماہ جون کے شروع میں جرمن چانسلر اور صنعت کاروں کی انجمن کے نمائندگان کے درمیان طویل مذاکرات ہوئے جس کے بعد اس ایمیگریشن سکیم نے حتمی شکل اختیار کی جس کا آجکل بہت چرچا ہے۔

ایک کا تعلق افرادی قوت کی کمی کو پر کرنے کے لئے لوگوں کو جرمنی میں لانا اور راستہ کی مشکلات یعنی سرخ فیتے کے نظام کو آسان بنانا اور دوسرے جو یہاں آباد ہیں ان کو جرمن شہریت اختیار کرنے کی ترغیب دینا اور دُہری قومیت کی سہولت مہیا کرنا ہے۔

جرمنی کی وزیرِ داخلہ نے 23 جون کو پارلیمنٹ میں ایمیگریشن اصلاحات کی جو تفصیل پیش کی ہے اسے موجودہ اپوزیشن جرمنی کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کرسچین ڈیموکریٹ یونین نے بھی ملکی ضرورت کے مطابق قرار دیا ہے۔ نئی سکیم کے تحت Blue Card کو Opportunity Card میں بدل دیا گیا ہے۔ پوائنٹ سسٹم رائج کر دیا گیا ہے جو یہ پوائنٹ حاصل کرلے گا اس کو جرمنی کا ایک سال کا ویزا جاری کر دیا جائے گا۔ اس ایک سال میں وہ جرمنی میں نوکری تلاش کر کے اپنے قیام کو مستقل کروا سکے گا۔ سیاحتی ویزہ پر آنے والے اگر نوکری تلاش کرلیں تو ان کو بھی یہاں پر ہی قیام کی اجازت ہوگی۔ اس سے قبل ان کو واپس اپنے ملک جاکر ویزہ کو تبدیل کروانا پڑتا تھا۔ ہفتہ میں بیس گھنٹہ کام کرنے والوں کو بھی ایسی ہی سہولیات حاصل ہوں گی، جرمنی میں عام طور پر ہفتہ میں 35 سے 40 گھنٹہ کام کرنا پڑتا ہے۔

جرمنی میں ایک بہت بڑا مسئلہ غیر ملکی یونیورسٹی کی ڈگری کی توثیق کا ہے۔ اب ایسی ڈگری رکھنے والوں کو اس سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ کسی بھی یونیورسٹی کی ڈگری رکھنے والا اگر دو سال کا تجربہ رکھتا ہے تو وہ ڈگری کی توثیق کا انتظار کئے بغیر فوری کام شروع کر سکے گا۔ پوائنٹ سسٹم میں جرمن کے ساتھ انگریزی کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اب دونوں میں سے ایک زبان کا کسی حد تک آنا ضروری ہوگا۔ پوائنٹ سکیم کے تحت جرمنی آنے والوں کو اپنے کو اپنے شریک حیات کو جرمنی ساتھ لانے کی اجازت ہوگی۔ ایسے پناہ گزین جو 29 مارچ 2023ء تک اپنے آپ کو رجسٹر کروا چکے ہیں اور ان کو ایسی ملازمت مل رہی ہے جس پر کام کی اجازت دینے والے دفتر کو اعتراض نہیں تو وہ ملازمت شروع کر کے اپنا اسائلم ویزہ عام ویزہ میں تبدیل کروا سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو پیشہ وارانہ تربیت حاصل کرنے کی بھی اجازت ہوگی۔

یاد رہے کہ صنعت کاروں کی انجمن نے حکومت سے وعدہ کیا ہے کہ جرمنی آنے والے پروفیشنل لوگوں کی تعلیم اور بہتر کارکردگی کے لیے تربیت کرنے کی ذمہ داری ہم پوری کرنے کو تیار ہیں۔ پارلیمنٹ کے اس اجلاس میں جرمن سیاست دانوں کی طرف سے کی جانے والی تقریر ایک خوشگوار تبدیلی ہے۔ مثلاً جرمن چانسلر کے دستِ راست Martin Rosemann کا یہ کہنا کہ ہمیں زیادہ پُرکشش پیشکش نوجوانوں کو دینی چاہیے تاکہ وہ ہمارے ملک میں آکر کام کریں۔ جرمن وزیرِ داخلہ کا یہ بیان کہ یہ اصلاحات بڑی لمبی گفت و شنید کی بعد کی گئی ہیں۔ امید ہے جرمن بیورو کریٹ اس سسٹم کی راہ میں مشکلات کھڑی نہیں کریں گے۔ یہ ماضی کے مقابلہ میں ایک حیرت انگیز تبدیلی ہے۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ لوگ دو دو سال سے اپنے ویزوں کے اجراء کا انتظار کر رہے ہیں۔ سفارت خانے تاریخ ہی نہیں دیتے۔ ویزہ کی حتمی منظوری دینے والے دفتر کے ڈائریکٹر نے ایک انٹرویو میں بتایا ہے کہ میرے پاس جو کام جمع ہے اس کو نبٹانے کے لئے مزید پچاس افراد کا عملہ چاہیے تب جاکر میں تین ماہ میں رُکے ہوئے کام کو مکمل کر سکوں گا۔

دُہری شہریت

ایک اور اہم فیصلہ جس پر جرمن سیاست دانوں میں اتفاق رائے پیدا ہو رہا ہے وہ جرمن شہریت اختیار کرنے کے طریق کار کو آسان کرنا اور دُہری شہریت رکھنے کی اجازت دینا ہے۔ اس حوالہ سے یورپی یونین ممالک اپنی اپنی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اٹلی، سویڈن، آئرلینڈ، فرانس دُہری شہریت رکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ جبکہ جرمنی اب تک اس بارے میں بہت سخت پالیسی رکھتا ہے۔ جرمن قومیت اختیار کرتے وقت اپنی پیدائشی قومیت کو چھوڑنے کا سرکاری سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر جرمن شہریت کے کاغذات منظور کئے جاتے ہیں۔ جن کی دُہری شہریت کا علم ہو جائے انہیں عدالت کی طرف سے ہزاروں میں جرمانے بھی کئے گئے بعض سے جرمن شہریت واپس بھی لے لی گئی۔ ان میں زیادہ تعداد ترکیہ کے لوگوں کی تھی۔ جرمنی میں جو تین ملین سے اوپر ترکیہ کے لوگ رہتے ہیں ان میں ابھی بھی 1.45 ملین ترکیہ کا پاسپورٹ رکھتے ہیں۔ اس حوالہ سے جو نرمی کی جارہی ہے اس میں ایک تو آپ اب آٹھ سال کی بجائے پانچ سال بعد جرمن پاسپورٹ کے لئے درخواست دے سکیں گے۔ جو بچے جرمنی میں پیدا ہوں گے اور ان کے والدین میں سے کسی ایک کو جرمنی میں پانچ سال کی مدّت ہو چکی ہو تو وہ بچہ جرمن شمار ہوگا۔

دُہری شہریت کی اجازت نہ ہونے کے سبب جرمن پاسپورٹ لینے والوں کی شرح دوسرے یورپی ممالک کی نسبت بہت کم ہے۔ سویڈن میں شہریت بدلنے والوں کی شرح 8.6 فیصد جبکہ جرمنی میں 1.1 فیصد ہے۔ اس لئے اب جرمنی بھی دُہری شہریت رکھنے کی اجازت دینے پر تیار ہے۔

کارکنان جماعت احمدیہ جرمنی
کا
سالانہ عشائیہ

مورخہ 30 مئی 2022ء کی شام بیت السبوح فرانکفرٹ میں کارکنانِ جماعت کے اعزاز میں ایک شاندار عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں مستقل کارکنان و مربیانِ سلسلہ کو بھی اس تقریب میں مدعو کیا گیا۔ اس پُروقار تقریب کا آغاز حسبِ روایت سلسلہ تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ مکرم حافظ لقمان احمد صاحب مربی سلسلہ نے تقریب کی مناسبت سے آیات کی تلاوت اور اردو وجرمن ترجمہ پیش کرنے کی سعادت پائی جبکہ مکرم عمران قمر صاحب کارکن شعبہ وصیّت نے نظم پیش کی۔ بعدازاں مکرم سجیل ملک صاحب مربی سلسلہ نے نظم کا ترجمہ پیش کیا۔

بعدازاں مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے کارکنان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام کہ غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِيْ رَحْمَتِيْ وَقُدْرَتِيْ[1] سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جماعت خداتعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے اور ہمیں اس پودے کی حفاظت کرنی ہے۔ دوسروں کے لئے پیار اور محبّت اپنے دلوں میں پیدا کرنی ہے۔ اور اسی مقصد کے لئے جماعت احمدیہ جرمنی کی بنیاد رکھی گئی اور اسی مقصد کی تکمیل کے لئے ہم یہاں کام کر رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ خدمت کی نیّت سے کام کریں۔ اُجرت تو ہمیں ہمارے کام کی ملنی ہی ہے لیکن اگر ساتھ خدمت کی نیّت ہوگی تو ہم کام کے ساتھ ثواب بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ ہمیں اپنی نمازوں اور اخلاق کی بھی حفاظت کرنی ہے تاکہ مرکز میں آنے والے احمدی یہاں آکر خوشی اور اطمینان محسوس کریں۔

اس کے بعد مکرم سعادت احمد صاحب واقفِ زندگی و سیکرٹری شعبہ وقفِ نو جرمنی اور مکرم باصر احمد گوندل صاحب واقفِ زندگی شعبہ سمعی وبصری جرمنی نے جماعتی خدمت کے نتیجہ میں ہونے والے الٰہی افضال کا ذکر کیا۔

مکرم احسن فہیم صاحب مربی سلسلہ و نیشنل سیکرٹری شعبہ سمعی وبصری نے کارکنان کے درمیان مقابلہ کوئز کروایا اور جیتنے والے افراد میں انعامات تقسیم کئے۔ بعدازاں مکرم جری اللہ خاں صاحب مربی سلسلہ و انچارج شعبہ Personal کی درخواست پر امیر صاحب نے طویل عرصہ سے خدمات کرنے والے احباب میں اعزازی اسناد تقسیم کیں۔ 10 سال سے زائد کا عرصہ سے خدمت کرنے والے کارکنان میں اسناد اور 500 یورو کا بونس تقسیم کیا گیا۔

بعدہ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے کارکنان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنے درمیان پیار اور محبّت کو مزید فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ ہم زیادہ تر وقت احمدی ماحول میں گزارتے ہیں لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جرمن معاشرے میں بھی تعلقات بنائیں اور تبلیغ کریں۔ یہی وہ تعلیم ہے جو ہمارے ماٹو ’’محبّت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘ میں موجود ہے۔ آخر میں امیر صاحب جرمنی نے دعا کروائی جس کے بعد شرکاء کی خدمت میں پُرتکلف عشائیہ پیش کیا گیا۔

1- (تذکرہ صفحہ 428 حاشیہ، مطبوعہ 2004ء)

جرمنی بھر کے احمدیہ مساجد و مراکز میں عیدالاضحیٰ کے اجتماعات

جماعت احمدیہ جرمنی نے مؤرخہ 29 جون 2023ء کو عیدالاضحیٰ مذہبی جوش و جذبہ کے ساتھ منائی۔حسبِ روایت مساجد اور نماز سینٹرز کو عید کی نماز کے لئے تیار کیا گیا۔چنانچہ جرمنی میں ستر سے زائد مساجد اور ایک سو سے زائد نماز سینٹرز اور کرائے پر لی گئی مختلف عمارتوں میں نمازِ عید ادا کی گئی۔عید کے ان اجتماعات میں بڑی تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔بہت سے لوگوں نے اپنے اعزّہ و اقرباء کے ساتھ عیدملن پروگرام کئے۔

نمازِ عید کے بعد احباب جماعت نے اپنے اپنے گھروں پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ عیدالاضحیٰ براہِ راست سنا اور دیکھا۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس خطبہ میں احبابِ جماعت کو عبادت اور قربانی کا حقیقی فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''خدا مغز چاہتا ہے سوال یہ بنتا ہے کہ اگر خدا مغز ہی چاہتا ہے تو ظاہری اعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ اگر جسم کو اس حالت میں نہ ڈھالو گے تو روح بھی اثر نہ لے گی اور عبودیت پیدا نہیں ہوگی اسی طرح وہ لوگ ہیں جو روح کو مشقت میں نہیں ڈالتے اور صرف جسمانی ریاضتیں کرتے ہیں تو ان کو کوئی روحانیت نہیں ملتی۔اس لیے دونوں کا آپس میں تعلق ہے۔روح کا تعلق جسم اور جسم کا روح سے ہے اور یہ ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں''۔

جرمنی میں مسجد بیت الشکور Gross-Gerau، بیت السبوح Frankfurt، مسجد نورالدّین Darmstadt، مسجد بیت العزیز Goddelau، مسجد سبحان Mörfelden Walldorf، مسجد بیت الباقی Dietzenbach، مسجد احسان Mannheim، مسجد بیت الجامع Offenbach، مسجد مبارک Wiesbaden، Rüsselsheim اور Hamburg میں احبابِ جماعت نے کثیر تعداد میں نمازِ عید ادا کی۔

مندرجہ ذیل کارکنان میں اسناد و بونس تقسیم کئے گئے

نام کارکن	شعبہ/ادارہ	عرصہ خدمت
مکرم زاہد احمد قمر صاحب	جامعہ احمدیہ جرمنی	15 سال
مکرم عبدالغفار صاحب	جامعہ احمدیہ جرمنی	15 سال
مکرم عبدالمجید صاحب	شعبہ جائیداد جرمنی	15 سال
مکرم مبشر احمد منور صاحب	جامعہ احمدیہ جرمنی	14 سال
مکرم صداقت احمد صاحب	جامعہ احمدیہ جرمنی	13 سال
مکرم وسیم احمد بھٹی صاحب	بیت السبوح	12 سال
مکرم رانا قمر صاحب	جامعہ احمدیہ جرمنی	12 سال
مکرم سلطان قمر صاحب	جامعہ احمدیہ جرمنی	11 سال
مکرم ندیم احمد چیمہ صاحب	مال جرمنی	11 سال
مکرم عاطف محمود صاحب	مال جرمنی	10 سال
مکرم شیخ شہزاد احمد صاحب	تجنید جرمنی	10 سال
مکرم عبداللطیف صاحب	جامعہ احمدیہ جرمنی	10 سال
مکرم صفوان احمد صاحب	شعبہ تبلیغ جرمنی	10 سال

مکرم زاہد احمد قمر صاحب

مکرم عبدالمجید صاحب

مکرم مبشر احمد منور صاحب

مکرم صداقت احمد صاحب

مکرم ندیم احمد چیمہ صاحب

مکرم سلطان قمر صاحب

مکرم وسیم احمد بھٹی صاحب

مکرم رانا قمر صاحب

مکرم عبدالغفار صاحب اور مکرم عبداللطیف صاحب بوجوہ تقریب میں شامل نہ ہو سکے تھے۔

مکرم عاطف محمود صاحب

مکرم ملک صفوان احمد صاحب

مکرم شیخ شہزاد احمد صاحب

(رپورٹ: نامہ نگار خصوصی)

جامعہ احمدیہ جرمنی میں سالانہ تقریبِ تقسیمِ انعامات

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق جامعہ احمدیہ کے طلبہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ علمی، ذہنی اور جسمانی استعدادوں میں اضافہ اور مسابقت فی الخیرات کی روح پیدا کرنے کے لئے جامعہ احمدیہ جرمنی میں مجلس علمی، مجلس العاب اور مجلس ارشاد کے تحت دوران سال انفرادی اور اجتماعی سطح پر مختلف مقابلہ جات منعقد ہوتے ہیں۔ ان تمام پروگراموں اور غیر نصابی سرگرمیوں سے طلبہ کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ سال کے آخر پر ایک تقریب منعقد کی جاتی ہے جس میں ان مقابلہ جات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ امسال یہ تقریب مؤرخہ 25 جون 2023ء کی شام چھ بجے جامعہ احمدیہ جرمنی کے ہال میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مہمان خصوصی امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے کی۔

سالانہ تقریب کے آغاز میں مکرم حافظ احتشام احمد صاحب متعلّم جامعہ احمدیہ جرمنی نے قرآنِ مجید کی تلاوت خوش الحانی سے کی۔ بعدازاں مکرم راحیل احمد صاحب متعلّم جامعہ احمدیہ جرمنی نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد ویڈیو کے ذریعہ سال بھر کے پروگراموں کی رپورٹ پیش کی گئی اور دوران سال ہونے والے علمی اور ورزشی مقابلوں کی جھلکیاں بھی دکھائی گئیں جن میں سے سب سے زیادہ دلچسپ منظر روک دوڑ کے تھے۔ بعدازاں ہی مہمان خصوصی نے جملہ علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ درجہ ممہدہ سے درجہ خامسہ تک کے سالانہ امتحانات میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے طلباء کو بھی انعامات سے نوازا۔ اسی طرح طلبہ کے چار گروپس کی مجموعی پوزیشن کے اعتبار سے امسال علمی مقابلوں میں دیانت گروپ اوّل رہا اور ایک سال کے لئے ٹرافی سے نوازا گیا جبکہ ورزشی مقابلوں میں امانت گروپ اوّل قرار پایا۔ علمی مقابلوں میں بہترین طالب علم عزیزم فیاض احمد اور بہترین کھلاڑی عزیزم حافظ احتشام احمد قرار پائے، بارک اللہ لھم۔

تقسیم انعامات کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے مختصر تقریر میں طلبہ کو نصائح کرتے ہوئے موجودہ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو تیار کرنے کی ہدایت کی۔ امیر صاحب کی تقریر کے بعد پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی مکرم شمشاد احمد قمر صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور طلبہ کو نصیحت کی کہ ایک مربی سلسلہ کی سب سے قیمتی متاع اس کا اپنے اللہ سے تعلق اور روحانیت کا حصول ہے۔ اس لئے اپنے رب کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوشش کریں اور میدانِ عمل میں خلیفہ وقت کے دست و بازو بننے والے ہوں۔ اسی طرح آپ نے بتایا کہ جامعہ احمدیہ جرمنی میں اس وقت 107 طلبہ زیرِ تعلیم و تربیت ہیں جبکہ گزشتہ آٹھ سالوں میں 108 طلبہ فارغ التحصیل ہو کر میدان عمل میں مصروف خدمت ہیں۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد اسی ہال میں شاملین تقریب کی خدمت میں حسبِ روایت کھانا پیش کیا گیا۔ اس موقع پر متعدد مربیان سلسلہ، مختلف شعبوں کے سیکرٹریان کرام اور جامعہ احمدیہ کی مختلف پہلوؤں سے خدمت کرنے والے احباب کے ساتھ ساتھ جماعت جرمنی کے بعض قدیمی بزرگ احباب بھی مدعو تھے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم بشیر احمد صاحب

خاکسار کے سسر محترم بشیر احمد صاحب ابن مکرم نبی بخش صاحب مؤرخہ 21 جون کو بعمر 90 سال فرانکفرٹ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

آپ ضلع گورداسپور بھارت میں پیدا ہوئے اور تقسیم ہند و پاک کے بعد گھسیٹ پورہ ضلع فیصل آباد اور پھر کچھ عرصہ ربوہ میں مقیم رہے۔ 1998ء میں آپ جرمنی آکر Ginsheim-Gustavsburg اور بعد میں فرانکفرٹ Höchst میں خاکسار کے پاس مقیم رہے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ مختلف جماعتی خدمات احسن طریق سے نبھاتے رہے۔

مرحوم نے پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں جو جرمنی میں مقیم ہیں۔ مرحوم کی نماز جنازہ مؤرخہ 23 جون کو مکرم مبشر بٹ صاحب مربی سلسلہ نے Südfriedhof فرانکفرٹ میں پڑھائی جس کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ (چودھری تنویر احمد۔ حلقہ Höchst)

محترمہ شاہدہ انور خان صاحبہ

میری پیاری بیٹی عزیزہ شاہدہ انور خان صاحبہ بنت مکرم انور علی خان صاحب بعمر 22 سال مورخہ 19 جون 2023ء کو جرمنی کے شہر گروس گیراؤ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بیٹی پیدائشی طور پر دل کے عارضہ میں مبتلا تھی مگر بہت صبر وہمت کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کیا۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ 15 سال کی عمر میں وصیت کرنے کی توفیق ملی۔ 2014ء میں جرمنی آئیں۔ مرحومہ کی نمازِ جنازہ مؤرخہ 23 جون کو مکرم باسل اسلم صاحب مربی سلسلہ نے ناصر باغ میں پڑھائی اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ نے 3 بہنیں اور ایک بھائی پسماندگان میں یادگار چھوڑی ہیں۔

(نسیم اختر خان، گروس گیراؤ حلقہ Ost)

محترمہ شگفتہ مشتاق صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ شگفتہ مشتاق صاحبہ اہلیہ مکرم رانا مشتاق احمد صاحب مرحوم مؤرخہ 16 اپریل 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئی ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ حضرت چودھری عبدالحمید صاحب کا ٹھگڑھی صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی تھیں اور حضرت چودھری عبدالحق صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی بہو تھیں۔

آپ 1983ء سے ربوہ محلہ باب الابواب میں رہائش پذیر تھیں۔ آپ نے بڑی ہمت سے 28 سالہ بیوگی کا عرصہ گزارا اور چھ بچوں کی شادیاں کیں۔ آپ بہت ملنسار، خوش اخلاق، دوسروں کی مدد کرنے والی دین دار خاتون تھیں۔ اپنی وفات والے دن (25 رمضان المبارک) تک قرآن مجید کے تین دور مکمل کر چکی تھیں۔

آپ کی نمازِ جنازہ مکرم و محترم حافظ عبدالحلیم صاحب نے مورخہ 19 اپریل کو ربوہ باب الابواب میں پڑھائی۔ آپ موصیہ تھیں اور پیارے آقا کی اجازت سے بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(حافظ نازیہ ندیم، ہاناؤ جرمنی)

مکرم محمد حنیف صاحب

خاکسار کے ماموں جان مکرم محمد حنیف صاحب ابن مکرم محمد شریف صاحب شہید (بورے والا) مؤرخہ 25 جون 2023ء کو بعمر 62 سال Hofheim میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 2011ء میں ربوہ سے جرمنی آئے۔ صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ مرحوم نے اپنے والد کی شہادت کے بعد اپنے بہن بھائیوں کی ذمہ داریوں کو خوب اسلوبی سے نبھایا۔ تبلیغ اسلام کا شوق دل میں رکھتے تھے۔ جب بھی موقع ملتا تو جماعتی فلائرز کی تقسیم کرنے جاتے۔ آپ کی نمازِ جنازہ مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے ناصر باغ میں مؤرخہ 30 جون کو پڑھائی اور اسی روز تدفین گروس گیراؤ کے شمالی قبرستان میں ہوئی۔

(رفیق خالد صاحب۔ Worfelden)

مکرم احمد خان مجوکہ صاحب

ہمارے ایک بہت ہی پیارے اور مخلص دوست مکرم ملک احمد خان مجوکہ صاحب ابن مکرم ملک شہادت مجوکہ صاحب آف عمر آباد (ضلع خوشاب) ایک لمبا عرصہ کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا رہنے کے بعد گروس گیراؤ (جرمنی) میں 25/اپریل 2022ء کو بعمر 59 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، جماعتی پروگراموں میں ذوق وشوق سے شامل ہونے والے بہت خوش اخلاق، متحمل مزاج، ملنسار اور نیک انسان تھے۔ پاکستان میں بطور قائد ضلع میانوالی اور جرمنی آنے پر اپنی لوکل جماعت کے سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف جدید اور صدر حلقہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

مرحوم کی نمازِ جنازہ مؤرخہ 27 اپریل 2022ء کو مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے ناصر باغ میں پڑھائی جس کے بعد گروس گیراؤ کے جنوبی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ (صادق محمد طاہر، جماعت Mainz)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

اُذْكُرُوا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

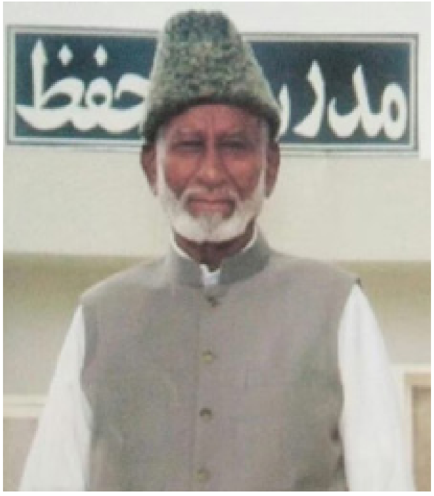

''اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اُڑایا ہم نے''

محترم قاری محمد عاشق صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

ایک شجر سایہ دار، فیض رساں شفقت بھرا وجود، فن تجوید کا ماہر، سلسلہ کا فدائی خادم، خلافت کا جاں نثار اور ان تمام خوبیوں اور مناقب کو لئے ہوئے درویش صفت، انتہائی سادہ طبیعت اور منکسر المزاج ہزاروں بچوں اور نوجوانوں کے محترم استاد مکرم قاری محمد عاشق صاحب نصف صدی سے زائد عرصہ تک خدمت قرآنِ کریم بجا لانے کے بعد مؤرخہ 13 جون 2023ء بروز منگل بعمر 85 سال اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

محترم قاری محمد عاشق صاحب مؤرخہ 10 جون 1938ء کو حیدر آباد تھل، تحصیل بھکر ضلع میانوالی (حال ضلع بھکر) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا بچپن اپنے آبائی گاؤں چاہ ببلیانوالہ (نزد حیدر آباد تھل) میں گزرا۔ چھ ماہ کے تھے کہ آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ جس کے بعد آپ نے متعدد مدارس میں قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کی اور اسے حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ فن تجوید پر بھی عبور حاصل کیا اور عربی گرائمر یعنی قواعد صرف ونحو بھی پڑھے، اس مقصد کے لئے آپ کو کتنی ہی مرتبہ میلوں کا سفر پیدل طے کرنا پڑا۔ آپ نے یہ تعلیمی سفر اپنے قریبی قصبہ حیدر آباد تھل کے مدرسہ سے شروع کیا تھا اور پھر ضلع بھکر و خوشاب و ڈیرہ اسماعیل خان کے دور دراز دیہات اور قصبوں میں قائم مدرسوں کی خاک چھانتے ہوئے ملتان کے شہر عبد الحکیم میں ایک نابینا استاد قاری تاج محمد صاحب کے پاس پہنچے اور علم تجوید نیز سبعہ قراءت سیکھیں۔ آپ کی حصولِ علم کی پیاس نہ بجھی تو آپ نے مزید تعلیم کے حصول کے لیے جھنگ، اٹک، راولپنڈی، لاہور اور سرگودھا کے سفر بھی کئے اور آخر کار قاری تاج محمد صاحب کے مدرسہ (لاہور) میں تجوید کا کورس مکمل کر کے قاری کی سند حاصل کی۔ قرآنِ کریم حفظ کرنے اور تجوید سیکھنے کے بعد آپ نے پنجاب اور سندھ کے متعدد شہروں کے مدارس و مساجد میں تدریس بھی کی۔

آپ لمبے عرصہ تک تحقیق اور احمدی احباب سے مباحثوں اور گفتگو نیز خوابوں کے ذریعے ہدایت اور حق کے راستے کی طرف الٰہی راہنمائی کے بعد مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1964ء میں شامل ہوئے اور اجتماع کے پروگرام دیکھ کر دل یقین سے بھر گیا کہ حق یہیں ہے چنانچہ اجتماع کے تیسرے دن بیعت کر کے نورِ احمدیت سے منوّر ہو گئے۔ آپ اپنے خاندان، علاقے اور اپنی قوم میں پہلے احمدی تھے جس وجہ سے احمدیت قبول کرنے کے بعد مشکلات کا ایک باب کھل گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور ایمان کا ایسا رنگ چڑھا کہ کوئی لالچ اور کوئی مخالفت آپ کو راہ حق سے ہٹا نہ سکی۔

احمدی ہو جانے کے جلد بعد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے وقفِ جدید میں تیار ہونے والے معلّمین کو قرآنِ کریم تجوید کے ساتھ پڑھانے کی ڈیوٹی آپ کو سونپی۔ جہاں آپ کا باقاعدہ تقرر یکم جنوری 1965ء سے ہوا۔ اسی دوران جامعہ احمدیہ کی شاہد کلاس کے طلباء اور نصرت گرلز کالج کی طالبات کو بھی قرآنِ کریم پڑھانے کا موقع ملتا رہا۔ جنوری 1969ء میں حافظ کلاس ربوہ کے انچارج مکرم حافظ شفیق احمد صاحب کی وفات کے بعد آپ کی ڈیوٹی میں حافظ کلاس کا بھی اضافہ ہو گیا اور 11 جون 1969ء کو آپ کا تقرر بطور انچارج حافظ کلاس ہو گیا۔ جس کے بعد آپ نے اسے ''مدرسۃ الحفظ'' کے نام سے ایک ادارہ کے طور پر منظّم کیا اور اس چمن کی انتھک محنت، خلوص اور غیر معمولی محبّت سے آبیاری کی۔ آپ کا سب سے قیمتی سرمایہ وہ سینکڑوں پاکستانی و غیر ملکی شاگرد ہیں جو آپ سے شرف تلمّذ حاصل کر کے قرآن کریم کے نور کو اپنے سینوں میں محفوظ کیے زمین کے کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ جامعہ احمدیہ ربوہ کی پہلی اور آخری کلاس کو بھی ناظرہ قرآن کریم تجوید کے ساتھ پڑھاتے رہے۔

قرآن سکھانے اور پڑھانے کا جو طریقہ آپ نے اپنے اساتذہ اور ملک کے مانے ہوئے قاری حضرات سے حاصل کیا تھا، اسے احمدی ہونے کے بعد خلفائے احمدیت کی تربیت کے زیر سایہ مزید صیقل کیا اور اپنے شاگردوں تک پہنچایا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے فیض سے کئی نسلوں تک کے احمدی احباب و خواتین نے فائدہ اٹھایا۔ آپ دفتری طور پر تو جون 1998ء میں ریٹائر ہو گئے تھے تاہم خدمت کا سلسلہ رُکا نہیں بلکہ مکرر تعیناتی ہونے کی صورت میں خدمت جاری رکھی اور 2019ء تک باقاعدہ مدرسۃ الحفظ تشریف لے جا کر کلاسز لیتے رہے یہاں تک کہ عمر کے تقاضے اور کمزوریٔ صحت کے باعث مجبوراً آپ گھر تک محدود ہو گئے لیکن آپ کا دل مدرسہ میں ہی موجود رہتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے مؤرخہ 20 فروری 1965ء کو شرفِ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس تاریخی ملاقات کا احوال اس طرح بتایا کرتے تھے کہ جب مَیں نے شرف مصافحہ حاصل کیا تو وہ لمحہ میرے لیے اپنی زندگی بدلنے کا موجب بنا۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے حضورؓ کی خدمت اقدس میں میرا تعارف کرایا کہ یہ قاری محمد عاشق صاحب ہیں جو نومبائع ہیں۔ جب وہ میرا تعارف کرا رہے تھے تو حضورؓ ازراہِ شفقت نظر بھر کر مجھے دیکھتے رہے اور مَیں بھی حضورؓ کا بابرکت ہاتھ تھامے آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حفظ قرآن کا ملکہ، تجوید کے رموز کا علم، خوبصورت آواز میں قرأت کا منفرد انداز اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا، جس پر آپ شکر گزاری کی کیفیت میں جھکے ہوئے ہی نظر آئے۔ ہمیشہ انکساری، عاجزی اور متانت کے ساتھ گفتگو کرتے، اگر آپ کے سامنے کوئی آپ کی خوبیوں کا ذکر کرتا تو حکمت کے ساتھ مسکرا کر بات کا رُخ بدل دیتے۔ آپ نے ہر جماعتی ذمہ داری اور فرض کو دیانتداری، خلوص اور حسنِ انتظام کے ساتھ سرانجام دیا۔ آپ کے اندر قرآنِ کریم سے محبّت موجزن تھی، حفظ قرآن کو پختہ اور قائم رکھنے کے لیے روزانہ ایک پارے سے زیادہ حصہ کا دَور کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ نماز تراویح میں آپ بغیر رُکے ایسی روانی سے تلاوت کرتے جیسے کسی دریا اور ندی کا پانی ایک رفتار سے بغیر رکاوٹ سے بہتا چلا جاتا ہے۔ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والے مقتدی آپ کے خوش لحن اور مسحور کن آواز کے جادو میں مگن ہو جاتے۔ رمضان المبارک کے دوران مسجد مبارک میں 15 سال تک نمازِ تراویح پڑھانے کی ڈیوٹی لگتی رہی۔ بعد میں ربوہ کے کئی محلہ جات اور ربوہ سے باہر جماعت کی متعدد بڑی بڑی مساجد میں بھی نماز تراویح پڑھانے کی توفیق ملتی رہی۔

قبول احمدیت کے پہلے سال ہی جلسہ سالانہ 1964ء کے بابرکت موقع پر آپ کو پہلی مرتبہ تلاوت قرآنِ کریم کی سعادت حاصل ہوئی پھر یہ سعادت 1983ء تک حاصل رہی۔ بعدازاں جلسہ سالانہ قادیان اور برطانیہ کے مواقع پر بھی آپ کو تلاوت کرنے کی توفیق ملتی رہی۔

آپ کی رہتی دنیا تک جاری رہنے والی خدمات میں 1990ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر لندن میں قاعدہ یسرنا القرآن اور پہلے پارہ کی کرائی جانے والی ریکارڈنگ بھی شامل ہے۔ بعد میں آپ نے ایم ٹی اے اسٹوڈیو میں مکمل قرآنِ کریم کی بھی ریکارڈنگ کرائی۔ اِس ریکارڈنگ سے ایم ٹی اے اور جماعت کی مرکزی ویب سائٹ کے ذریعہ دنیا بھر کے احمدی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

مؤرخہ 14/جون کو بعد نماز عصر بوقت چھ بجے احاطہ کوارٹرز صدر انجمن میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، بعدازاں بہشتی مقبرہ دارالفضل میں سپردِ خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس خادمِ قرآن وجود کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے، آمین ثم آمین۔

محترمہ امۃ المجیب طاہرہ صاحبہ اہلیہ مکرم سلطان احمد قمر صاحب

مجلس ادارت اخبار احمدیہ جرمنی کے رُکن مکرم سلطان احمد قمر صاحب کی اہلیہ محترمہ امۃ المجیب طاہرہ صاحبہ بنت مکرم مرزا مجید احمد صاحب مؤرخہ 12 جون 2023ء کو بعمر 44 سال قریباً دو سال تک کینسر کے موذی مرض کا بڑی ہمت سے مقابلہ کرتے ہوئے بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے پڑدادا مکرم علم دین صاحب مرحوم نے تحریری بیعت کی جبکہ دادا مکرم فیروز دین صاحب پیدائشی احمدی اور تحریکِ جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی شامل تھے۔ آپ کے نانا مکرم غلام حیدر صاحب نے 15 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہدِ خلافت میں بیعت کی۔ آپ 17 فروری 2014ء میں جرمنی آئیں۔

نمازوں کی حفاظت کرنے والی، دوسروں کی مدد اور صدقہ وخیرات کرنے والی خاتون تھیں۔ آپ کو مالی قربانی کا اس قدر شوق تھا کہ اپنی شادی کے وقت والدین سے ملنے والا سارا سامان مریم شادی فنڈ میں عطیہ کر دیا۔ اسی طرح جب آپ جرمنی آئیں تو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پہلی ملاقات 2014ء میں ہوئی اور اس ملاقات میں بھی آپ نے اپنا زیور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس کے علاوہ غرباء کے لئے روزانہ کچھ نہ کچھ چندہ نکال کر کسی نہ کسی مدّ میں لکھوا دیتیں۔ تحریکِ جدید میں بھی ایک ہزار یورو چندہ لکھوایا۔ بچوں کو قرآنِ مجید خود پڑھایا۔ اپنی بیماری کے دوران بھی گھر آنے والوں مہمانوں کی خدمت کرتیں اور سارا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ بچوں کو سکول کے لئے خود تیار کرتیں اور ناشتہ بنا کر دیتیں۔ یہاں تک کہ کیموتھیراپی کے بعد جب جسم میں کافی کمزوری محسوس ہوتی ہے اس وقت بھی گھر کے مختلف کاموں میں مشغول رہتیں اور اپنے میاں سے کہا کرتی تھیں کہ آپ میری فکر نہ کریں خدا تعالیٰ نے چاہا تو مَیں جلد صحت یاب ہو جاؤں گی۔

باقاعدگی سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خط لکھا کرتی تھیں۔ بہت صبر وہمت کے ساتھ بیماری کا عرصہ گزارا۔ مرحومہ نے 2018ء میں وصیت کا فارم بھجوانے کے ساتھ ہی چندہ وصیت کی ادائیگی شروع کر دی تھی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم فہیم الدین ناصر صاحب مربی سلسلہ رومانیہ کی بہن تھیں۔

آپ کی نمازِ جنازہ 15 جون کو مسجد بیت العزیز ریڈشٹڈ میں مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے پڑھائی اور تدفین مؤرخہ 16 جون کو Südfriedhof فرانکفرٹ میں ہوئی۔ تدفین کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے دعا کروائی۔

ادارہ مرحومہ کے جملہ لواحقین سے دلی اظہار تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر پاکستان میں احمدیوں کے لیے مشکلات

بی بی سی اردو کے نمائندگان ثنا آصف اور عمیر سلیمی پاکستان میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانور قربان کرنے کے حوالے سے جماعت احمدیہ کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے یکم جولائی 2023ء کو ویب سائٹ پر لکھتے ہیں:

اگرچہ احمدی برداری کو پاکستانی قوانین میں ایک مذہبی اقلیت کا درجہ حاصل ہے مگر ان کے عقائد میں بھی عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کرنا شامل ہے۔شمائلہ (فرضی نام) بتاتی ہیں کہ ان کی فیملی عیدالاضحیٰ کے پہلے روز دیر رات کو جانور لائی اور اگلے دن صبح پانچ بجے گھر کے پردے میں قربانی کی۔شناخت نہ ظاہر کرنے کی شرط پر شمائلہ نے بتایا کہ 'ہمارے کزن سے غلطی یہ ہوئی کہ وہ باہر گوشت بانٹنے چلا گیا تو کسی نے اس کی ویڈیو بنا کر ایک مولوی کو بھیج دی'۔وہ بتاتی ہیں کہ 'مولوی صاحب ہمارے گھر پولیس لے آئے، اس سے ہمارے لیے کافی بڑا مسئلہ بن گیا۔ پولیس والے ہمارے فریج سے قربانی کا گوشت نکال کر لے گئے۔

عید سے قبل 23 جون کو پنجاب کے محکمہ داخلہ نے صوبے کے تمام اضلاع کو ایک مراسلہ بھجوایا جس میں کہا گیا تھا کہ صرف مسلمانوں کو جانوروں کی قربانی کی اجازت ہے۔ پنجاب میں حافظ آباد کی ضلعی پولیس نے ایک مراسلہ جاری کرتے ہوئے کہا کہ احمدیہ کمیونٹی کے لوگ قربانی کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس پر مسلمانوں کو اعتراض ہوتا ہے اور اس وجہ سے مذہبی مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔ جھنگ، فیصل آباد، حافظ آباد اور کوٹلی سمیت مختلف اضلاع میں بعض لوگوں نے احمدی افراد کو قربانی سے روکنے کے لیے متعلقہ تھانوں میں پیشگی درخواستیں بھی دائر کی تھیں۔تاہم اب گذشتہ دنوں سے ملک کے کئی علاقوں سے ایسی اطلاعات سامنے آئی ہیں جن میں احمدی فیملیز کے گھروں کی تلاشی لی گئی، لوگوں کو ان کے جانوروں سمیت تحویل میں لیا گیا اور گھروں پر نشان لگا کر ان کی نشاندہی کی گئی مگر ان واقعات کی حکومتی سطح پر تاحال کوئی مذمت نہیں کی گئی۔

اس حوالے سے بی بی سی نے آئی جی پنجاب پولیس ڈاکٹر عثمان انور سے پوچھا کہ صوبے کے مختلف اضلاع سے ایسی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں جن میں احمدی برادری کے گھروں کی تلاشی لی جارہی ہے اور انہیں ہراسانی کا سامنا ہے تو انہوں نے کہا کہ معاشرے میں مذہبی ہم آہنگی کو نقصان پہنچانے کے لیے اس معاملے کو اُٹھایا جارہا ہے۔اس کام کے لیے ہر وقت مانیٹرنگ درکار ہوتی ہے اور اس معاملے میں مذہبی ہم آہنگی اور مذہبی جذبات سے متعلق قوانین کی تشریح کو دیکھا جاتا ہے۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

https://www.bbc.com/urdu/articles/c9974j5l858o

اسی طرح وائس آف امریکا اردو نے بھی ان حالات کی رپورٹنگ کرتے ہوئے 30 جون 2023ء کو اپنی ویب سائٹ پر لکھا:

مَیں نے قربانی کے لیے بکرا لیا تھا لیکن مقامی تھانے کی پولیس نے مجھے گھر آ کر منع کر دیا ہے کہ تمہارے قربانی کرنے پر کچھ لوگ کو اعتراض ہو گا اور ہم تمہارے خلاف مقدمہ درج کریں گے"۔ یہ کہنا ہے گوجرانوالہ کے محلہ امیر پارک کے رہائشی رفاقت (فرضی نام) کا جو پراپرٹی ڈیلر ہیں اور ان کا تعلق احمدیہ کمیونٹی سے ہے۔رفاقت نے وائس آف امریکہ کو بتایا کہ انہوں نے اپنا بکرا ایک قریبی رشتے دار کے گھر بھجوادیا ہے جو نارووال کے قریب ایک گاؤں میں رہتے ہیں۔ان کے بقول اس گاؤں میں اکثریت احمدیہ کمیونٹی سے تعلق رکھتی ہے اور وہاں رہنے والے لوگوں کو احمدیوں کے قربانی کرنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ان کا کہنا ہے کہ ہم نے تو قربانی ہی کرنی ہے چاہے گوجرانوالہ میں کریں یا نارووال میں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ گوجرانوالہ کے علاقہ نوراکوٹ میں بھی پیش آیا جہاں احمدیہ کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے ایک شہری چوہدری (پورا نام ظاہر نہیں کیا گیا) جب اپنے گھر دو بکرے لے کر آئے تو علاقے کے کچھ لوگوں نے گھر کے باہر بندھے بکروں کی موبائل فون پر تصویریں بنالیں۔اسی دوران چوہدری کو ان کے گاؤں کے کچھ خیر خواہوں نے مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ آپ قربانی نہ کریں ورنہ پولیس آپ کو پکڑ کر لے جائے گی۔عید سے ایک روز پہلے انہوں نے اپنے بکرے سیالکوٹ میں اپنے برادر نسبتی کے گھر بھجوادیے۔ پنجاب میں گزشتہ سال کی طرح اس بار بھی عیدالاضحیٰ سے کچھ روز قبل 23 جون کو صوبائی ہوم ڈپارٹمنٹ کی طرف سے صوبے کے 36 اضلاع کے ڈپٹی کمشنر کو ایک مراسلہ بھجوایا گیا تھا جس میں کہا گیا کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر احمدیہ کمیونٹی کے لوگ قربانی کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس پر مسلمانوں کو اعتراض ہوتا ہے جس کی وجہ سے مذہبی مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔

محکمۂ داخلہ نے اس مراسلے میں ہدایت کی ہے کہ ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ پولیس افسران اس بارے میں پیشگی اقدامات کریں تاکہ لا اینڈ آرڈر کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو۔

سوشل میڈیا کے ذریعے بھی لوگوں کو کہا گیا کہ وہ اگر احمدیہ فرقے کے کسی فرد کو قربانی کرتے یا گوشت تقسیم کرتے دیکھیں تو فوراً پولیس کو اطلاع کریں۔

(بشکریہ وائس آف امریکہ)

https://www.urduvoa.com/a/ahmadiyya-community-face-legal-action-on-the-occasion-of-eid-30jun2023/7160221.html

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 24 | ISSUE 07 | JULY 2023
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de